۱۸۹۰ء میں مہتر امان الملک کٹور نے علاقہ جات مستوج اور ورشگوم
لا علاقہ پونیال (علاقہ پونیال ۱۸۶۰ء سے مہاراجہ کشمیر و جموں کے زیر اثر جا چکا
تھا) میں اقتدار خاندان خوشوقتیہ کا خاتمہ کر کے ہر دو علاقہ جات کو ریاست
براہ راست اپنے قبضہ میں لے کر علاقہ مستوج میں اپنا فرزند شہزادہ افضل الملک
کو اور ورشگوم میں اپنا ولیعہد شہزادہ سردار نظام الملک کو حکمران رکھا تھا۔
ورشگوم اور علاقہ مستوج کو انکے درمیان واقع سلسلۂ کوہ جدا
رکھتے ہیں۔ اس سلسلہ کوہ کی بلندی سطح سمندر سے بارہ ہزار دو سو فٹ سے
سترہ ہزار فٹ تک سے کم نہیں۔ اس سلسلہ کوہ میں درہ ہائے شاندور، چھورلکش
تھوئی ان، درکوت ان اور ستی وینج، ورشگوم اور علاقہ جات مستوج میں آمد و رفت
کے لئے گذرگاہوں کا کام دیتے ہیں۔ ان دروں کی بلندی سطح سمندر سے بارہ ہزار دو سو فٹ
سے پندرہ ہزار فٹ تک ہے۔ علاقہ مستوج سلسلہ کوہ کے حصار سے بطرف چترال نالی ڈھلی

تقریب مسند نشینی منا کر اپنی حکمرانی کا اعلان کیا۔ اور ملک میں بے چینی حالات
پر قابو رکھنے کے لئے طوفانی دورہ پر نکل پڑا۔ جہاں کے عوام میں شہزادہ
سردار نظام الملک ہر دلعزیز تھا۔ اور ہر حربہ بروئے کار لا کر حالات پر
قابو پا لیا وہاں سے مستوج پہنچ کر محمد ولی خان اور راجہ میر ولی خان خوشوقتے
اور اسکا رضاعی باپ حاکم رحمن اللہ کو لشکر دے کر شہزادہ سردار نظام الملک
پر حملہ کرنے ویرنی گوم پر قبضہ کرنے کے لئے براستہ خضر بھیجا اور نظار
گمک ہرچو مرید دستگیر اور مہتر امان الملک گوروپہ کو لشکر کی سرکردگی پر مامور
کر کے براستہ تھوئی یاسین پہنچ جانے کے لئے روانہ کر کے خود منتظر نتیجہ کار رہا اور
مستوج میں قیام رکھا۔

محمد ولی خان معہ اپنا رضاعی باپ حاکم رحمن اللہ یاسین پہنچا۔ بعدہ گورکھن
پر قبضہ کر لیا۔ کیونکہ شہزادہ سردار نظام الملک اپنا والد کا انتقال سے
لاعلم بغرض سیر و تفریح موضع درکوت گیا تھا اور یاسین میں قلعہ درکھن

خالی پڑا تھا۔
مہتر افضل الملک کو یاسین پر راجہ محمد ولی خان نے قبضہ کرنے کی اطلاع مل گئی۔
تو موصوف مستوج سے مراجعت کر کے چترال چلا گیا۔ یاسین میں راجہ محمد ولی خان
خوشوقتیہ حکمران بنا۔ اسکا رضاعی باپ حاکم رحمن اللہ کو لونگے جیسے مہتر افضل الملک
نے یاسین پر قبضہ کرنے کی صورت میں ویرنی گوم کا حاکم تعین کرنے کا امید دلایا
تھا۔ محمد ولی خان نے یاسین پر قبضہ کرتے ہی خوف سے ہمکنار ہوا۔
شہزادہ سردار نظام الملک گوروپہ حکمران ویرنی گوم کو درکوت میں اسکا والد
کا انتقال افضل الملک کی جانشینی اور محمد ولی خان نے یاسین پر قبضہ کرنے کی
اطلاعات مل گئیں۔ اور اسے یہ اطلاع بھی ملی۔ کہ اسکے لئے چترال جانے کے تمام
درے افضل الملک نے مسدود کر رکھا ہے۔ البتہ درہ بھولوجت غیر مسدود تھا۔
جسے عبور کر کے اشکومن داخل ہو کر وہاں سے گلگت جایا جا سکتا تھا۔
شہزادہ سردار نظام الملک درکوت سے جمعیت اپنے مصاحبین ہمراہ تا بہ درکوت

میں داخل ہوا اور درہ "بہولوجت" عبور کر کے اشکومن میں اپنا بہنوئی
میر علی مردان شاہ کے پاس پہنچ گیا۔ وہ متوقع تھا۔ کہ اشکومن سے
گلگت پہنچ کر برٹش ریذیڈنٹ گلگت اور اہلکاران مہاراجہ سے کسی قدر
عسکری امداد حاصل کر کے چترال پہنچ کر حکمرانی افضل الملک سے
لے لینا مشکل نہ ہوگا۔ کیونکہ چترال میں اسکے بہی خواہ حامیوں
کی اکثریت تھی +

ماہ ستمبر میں کرنل ڈیورنیڈ برٹش ریذیڈنٹ گلگت رخصت پر اپنا وطن جانے کے لئے
گلگت سے چلا گیا تھا۔ مگر بوجوہ چیلاس گلگت میں ڈوگرہ حکومت
کے خلاف رالیان یاغستان (کوہستان) کی طرف سے اندیشہ جہاد
چیلاس میں گرما گرمی اور چترال و ہرشن گوم میں مہتر امان الملک کے ذریعہ
کا انتقال پر گرما گرمی نے کرنل ڈیورنیڈ کو اپنا وطن جانے کے بجائے
واپس گلگت پہنچا دی۔ گلگت میں مہتر افضل الملک حکمران کوہستان
کا بھیجا ہوا مراسلہ اور اشکومن سے شہزادہ سردار نظام الملک کا بھیجا ہوا مراسلہ
کو اپنا منتظر پایا۔ مہتر افضل الملک کا مطالبہ تھا۔ کہ "شہزادہ سردار نظام الملک
کا گلگت میں موجودگی چترال اور وہرشن گوم کے داخلی امورات میں خلل
پیدا کرنے کے باعث بنیگی۔ اسلئے سردار نظام الملک کو کشمیر یا ہندوستان
بھیجا جائے" شہزادہ سردار نظام الملک کا استدعا تھا۔ کہ
"برٹش ریذیڈنٹ اسے ملاقات کے لئے گلگت جانے کی اجازت دے دے"
رالیان گور" کا بھیجا ہوا وفد کا مطالبہ تھا۔ کہ "رالیان گور" کو
رالیان چیلاس کے زمرے میں شامل رکھا جانے کے بجائے براہ راست
حکومت مہاراجہ جموں وکشمیر کے زیر اثر رکھا جائے"

برٹش ریذیڈنٹ گلگت نے وفد رالیان گور کو انعام و اکرام سے نوازا اور
انہیں تسلی دلادی۔ کہ "حکومت کشمیر انکی خواہش کے پیش نظر انکے استدعا پر
غور کریگی"

چترال میں فرزندانِ مہتر امان الملک کٹورے میں سے کسی ایک کا حکومت چترال سنبھالنے سے برٹش گورنمنٹ ہند کے ساتھ وابستہ تعلقات میں خلل پیدا ہونے کا احتمال نہ تھا۔ اسلئے برٹش ریجنٹ گلگت نے چترال وریش گوم میں حالات وواقعات کو اپنا رخ متعین کرنے کے نتائج کا انتظار کرنے کو ترجیح دی اور شہزادہ سردار نظام الملک کو اسکا مراسلہ کے جواب میں مشورہ دیا کہ وہ رنکون میں رہکر حالات کے نتائج کا انتظار کرے۔ مگر برٹش ریجنٹ کو اطلاع ملی۔ کہ شہزادہ موصوف گلگت آنے کے لئے بضد ہے۔ تو برٹش ریجنٹ نے اپنا صاحب۔ صفت بہادر کو رنکون بھیجدیا۔ کہ وہ شہزادہ موصوف کو رنکون میں ہی رہنے پر آمادہ کرائے۔ صفت بہادر رنکون پہنچ جانے سے پیشتر شہزادہ موصوف رنکون سے گلگت روانہ ہو چکا تھا۔ جسے روک لینا صفت بہادر کے بس کا نہ تھا۔ مجبوراً شہزادہ موصوف کے ساتھ گلگت پہنچ جانا پڑا۔

برٹش ریجنٹ گلگت نے شہزادہ سردار نظام الملک کے ساتھ ذاتی خوشگوار تعلقات کی بناء پر اسکا برسر اقتدار آنا بوجہ بھائی کی مخالفت میں وسائل برٹش گورنمنٹ ہند استعمال کرنے کے بجائے اسے باعزت طریق پر کشمیر یا ہندوستان بھیجا جانے کے لئے ہرگز منظور ہے برٹش گورنمنٹ ہند کارروائی عمل میں لائی اور شہزادہ موصوف کو جولا سنگھ باغ (جہاں انگریزوں کا قبرستان ہے اور موجودہ وقت میں ریسٹ کی وسیع تعمیر ہو چکی ہے) میں مقیم رکھ کر حالات و فیصلہ برٹش گورنمنٹ ہند کے انتظار کرنے کا مشورہ دیا گیا۔

۸/ ماہ نومبر ۱۸۹۲ میں شہزادہ مہتر افضل خان کٹورے نے کابل سے چترال پہنچکر لے

شہزادہ مہتر افضل خان وبیا تعالی [سوتیلا] مہتر امان الملک کٹورے سے بربنائے رنجیدگی ترک وطن کرکے کابل میں امیر عبدالرحمٰن کے پاس پہنچا۔ تو امیر موصوف نے اسے احترام و عزت سے نوازا۔ امیر کابل کی نظر چترال کو اپنے زیر اثر لانے پر مرکوز تھی اور اس ضمن میں شہزادہ شیر افضل خان کٹورے چترال میں ایک اہم مہرہ کے فرائض انجام دینے کا قابل تھا۔

مہتر افضل الملک کا کام تمام کر کے حکومت چترال کا حکمران بنا۔ یہ اطلاع گلگت میں برٹش ایجنٹ کرنل ڈیورینڈ کو ملی۔ اس خبر نے برٹش ایجنٹ کو شہزادہ سردار نظام الملک کے بارے میں عمل میں لائی ہوئی کارروائی کو بدل دینے پر آمادہ کر لیا۔ کیونکہ شیر افضل خان تابعدار و خیر خواہ امیر کابل تھا۔ اور کابل زیر اثر سلطنت روس جا رہا تھا۔

کرنل ڈیورینڈ نے اپنا مصاحب مراد خان متعینوں کو احکام ذیل صادر فرمایا۔

۱. چترال میں ظہور شدہ واقعات سے صحیح خبر پانے تک کے مقام تک بطرف چترال اپنا سفر تیز تر جاری رکھے۔

۲. جس مقام سے چترال میں ظہور شدہ واقعات کی مصدقہ خبر موصول کرے۔ وہاں سے مراجعت کر کے تیز تر گلگت پہنچکر برٹش ایجنٹ کو رپورٹ دے۔

بتعمیل احکام برٹش ایجنٹ مراد خان متعینوں برٹش ایجنٹ کے بنگلہ سے روانہ

امیر کابل نے شیر افضل خان کو بدخشان میں "جو چترال کے قریب تر واقع ہے" منصب جلیلہ پر فائض رکھا۔ اور ایک سو جوان مسلح فوج افغانستان سے بطور حفاظتی دستہ اسے دیکر اسکی حوصلہ افزائی کی۔

چترال میں مہتر امان الملک کی وفات پر پسر شاں افضل الملک نے حکومت کو اپنے قبضہ میں لیکر اپنے تین بے گناہ بھائیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر اپنا بھائی سردار نظام الملک کو یاسین سے مار بھگانے سے چترال میں بے اطمینانی

اور بیچینی کی جو لہر اٹھی تھی۔ اس سے شیر افضل خان باخبر ہوا۔ اور حالات و واقعات سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے اپنا حفاظتی دستہ افغان کو ساتھ لیکر راز داری اور سرعت سے درہ "گوبور" عبور کر کے لٹکوہ داخل ہوا۔ اپنی یلغار کی خبر اپنے سے آگے نہ بڑھ دینے کا مکمل انتظام کر کے لشکر لٹکوہ کو بھی ساتھ لیکر موضع "شوغور" دار الحکومت لٹکوہ میں پہنچا۔ مہتر جو مرید دستگیر حاکم لٹکوہ منجانب مہتر افضل الملک کو وہاں قتل

ہوکر جولاسنگھ باغ کے سامنے سے گزرا۔ شہزادہ سردار نظام الملک نے اسے دیکھا
شہزادہ موصوف مراد خان عقیبوں کے رسن سفر کے اغراض سے واقف تھا۔

ابھی دوپہر ڈھلنے نہیں پایا تھا۔ صاحب ہرکسن ریذیڈنٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا
جولاسنگھ باغ کے سامنے سے گزرتا ہوا واپس ہرکسن ریذیڈنٹ کے بنگلہ کی طرف
چلا گیا۔ اور ہرکسن ریذیڈنٹ کو رپورٹ دیا۔ کہ حاکم عبداللہ خان لل حاکم یارخون
بمعیت چند ہمراہیان مستوج سے شب و روز سفر جاری رکھ کر نظام ہی منزل

پہنچ چکا ہے۔ انکے گھوڑے تھکے ہوئے ہیں۔ وہ دو تین گھنٹہ بعد گلگت پہنچ
جائینگے۔ عبداللہ حاکم سے تصدیق ہوئی۔ کہ شیر افضل خان نے افضل الملک
کو موت کے گھاٹ اتار کر حکومت چترال پر قبضہ کر بیٹھا ہے۔ اور خیر خواہان
مہتر امان الملک متوفی کے استیصال عمل میں لانے میں مصروف ہے۔ اسلئے
وہ عمائد چترال کی جانب سے شہزادہ سردار نظام الملک کو دعوت دینے
کے لئے آیا ہوا ہے۔ کہ وہ جلد چترال پہنچکر میراث پدری پر قبضہ کرے +

گیا۔ اور موضع شوغور سے یلغار کر کے رات کی تاریکی میں چترال پہنچکر قلعہ کو
گھیرے میں لیا۔ اور قلعہ پر گولی برسائی۔ اس بوچھاڑ سے مہتر افضل الملک
خواب راحت سے بیدار ہوا۔ اور قلعہ کا جائزہ لینے کے لئے برج قلعہ پر چڑھا
وہ سفید لباس میں ملبوس تھا۔ حملہ آوروں کے لئے رات کے اندھیرے میں ایک
اچھا ٹارگٹ بنا۔ یک وقت چند بندوقوں کے گولی کا نشانہ بنا اور
فضا میں مہتر افضل الملک کی موت۔ شیر افضل خان کا قلعہ چترال پر قبضہ کی

صدا گونج رہی۔ حملہ آور قلعہ میں گھس گئے لوٹ کھسوٹ کا بازار
گرم رکھے۔ قلعہ والے سب کچھ لٹوا بیٹھے۔

شہزادہ افضل الملک نے ہوس اقتدار اور من مانی کے لئے تین بیگناہ بھائیوں
کے خون سے اپنے ہاتھ رنگا۔ بڑا بھائی کو وہ پہلے ہی گوم سے مار بھگایا۔ صرف پچاس
شب و روز یعنی ۲ ستمبر ۱۸۹۲ سے ۷ نومبر ۱۸۹۲ تک کی اقتدار کے لئے۔ پھر خود بھی
خاک خون میں تڑپ تڑپ کر جان دیدی +

برٹش ایجنٹ نے شہزادہ سردار نظام الملک کو اپنا بنگلہ (ایجنسی ہاؤس گلگت جو موجودہ وقت میں لائبریری کے طور پر مستعمل ہو رہا ہے) پر بلا کر واقعات چترال اور آئندہ اقدامات کے متعلق گفت و شنید کیا۔ شہزادہ موصوف واپس اپنا قیام گاہ پہنچا۔ تو حاکم عبداللہ خان لل بیعت اپنے ہمراہیاں وہاں منتظر شہزادہ موصوف تھا۔

انہی دنوں اہالیان کوہستان کا تحریک جہاد اور چیلاس میں گرم سرگرمی کے اطلاعات بھی برٹش ایجنٹ کو پہنچتے رہے تھے۔ برٹش ایجنٹ چیلاس میں شورش پر قابو رکھنے کو چترال کے شورش پر توجہ دینے سے زیادہ گلگت کی حفاظت کے لئے ضروری سمجھتا تھا۔ بنابریں اہالیان گور کی اظہار تابعداری و فرمانبرداری کو بروقت مستحکم کرنے کی غرض سے ڈاکٹر رابرٹسن کو گور بھیج دیا۔ اور میجر ٹوینگ کے زیر قیادت ایک سو جوان اور سول لیویان گلگت بونیال تا پتی لیوی لیڈران مراد خان تھیلوں و حفظ بہادر بوروش تعینات کیا گیا۔ ڈاکٹر رابرٹسن ۳ نومبر ۱۸۹۲ میں گلگت سے گور روانہ ہوا۔

شہزادہ سردار نظام الملک کی گورنر کے بجوائے حاکم عبداللہ خان لل رضا خیل برٹش ایجنٹ گلگت کو اطلاع دی۔ کہ مہتر شیر افضل خان گلگت پر پھر حملہ کرنے کے انتظامات میں مصروف ہے۔ اس اطلاع پر برٹش ایجنٹ اس متوقع حملے کی روک تھام پر متوجہ ہو کر گوپس میں ایک چھاؤنی تعمیر کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اور ہونزہ نگر سے اپنا اسسٹنٹ کیپٹن ٹینگ ہسبنڈ کی معیت میں سول لیویان کو گلگت بلا لیا۔ انکے علاوہ ڈھائی سو فوجی جوان اور دو توپیں لیکر گلگت سے بطرف گوپس روانہ ہوا۔ اور شہزادہ سردار نظام الملک کو بھی ساتھ لیا۔ جو ورشن گوم میں بھی ہر دلعزیز تھا۔

برٹش ایجنٹ کا کوچ پہنچا۔ تو ایک خبر گلگت سے ایک خبر خفیہ سے اسے موصول ہوا۔ گلگت سے موصول شدہ خبر میں اطلاع تھی۔ کہ ڈاکٹر رابرٹسن گور سے واپس گلگت آنے کے بجائے قلعہ تھلیچی[1] پر حملہ کر کے قلعہ پر قابض ہوا ہے اور چیلاس

---

[1] قلعہ تھلیچی چیلاس کے بالمقابل اباسین کے دوسرے (دائیں) کنارے واقع ہے۔ جو رکھیان چیلاس کا قلعہ ہے۔

میں شورش بڑھ رہی ہے۔

خفر سے موصول شدہ خبر میں اطلاع ملی کہ مہتر شیر افضل خان درہ شاندور عبور کر کے خفر پہنچنے والا ہے

چونکہ برٹش ریذیڈنٹ گلگت حفاظت گلگت کے لئے چیلاس کا شورش پر قابو رکھنا زیادہ ضروری سمجھتا تھا۔ اسلئے خود گاہکوچ سے واپس گلگت روانہ ہوا۔ فوج کی کمان میجر دانیال کو دیکر کپتان ینگ ہسبنڈ کو پولیٹیکل چارج دیا۔ اور شہزادہ سردار نظام الملک کو اپنا والد مرحوم کا میراث سنبھالنے کے لئے چترال جانے کی اجازت اسے دے کر رسول لیویان ہونزہ نگر بسرکردگی وزیر ہمایون اسکے ساتھ بھیج دیا۔

بدوران حکومت مہتر افضل الملک کوریہ اسکے جانب سے یاسین کا حکمران راجہ محمد ولی خان جو متوقعہ تھا۔ مہتر افضل الملک کا مقتول ہونے کی اطلاع پاکر محمد ولی خان یاسین سے مستوج پہنچا تھا۔ مہتر شیر افضل خان کوریہ نے بھی اسے بدستور ورشن گوم پر قبضہ رکھنے کے لئے ایک لشکر جوانان تورکھو موڑکھو سے تشکیل پائی تھی بسرکردگی اپنا رضاعی بھائی محمد عیسیٰ دیکر واپس بھیجدیا۔

شہزادہ سردار نظام الملک ہمراہی برٹش ریذیڈنٹ گلگت لیکر گوپس روانہ ہوچکے ہیں جبکہ اہل کار گلگت سے لیکر چترال دورہ پر تھے۔ وہ یہ خبر بھیجدیتے ہیں کہ کرنل ڈیورنڈ ایک فوج کثیر التعداد کی معیت سے شہزادہ سردار نظام الملک کے ساتھ چترال روانہ بھیجا ہے۔ فوج رکھنے سے پیش ہونے کے ساتھ ساتھ توپ بھی رکھتی ہے۔ یہ پروپیگنڈا شہزادہ سردار نظام الملک کے حق میں بے حد مفید ثابت ہوئی۔ چنانچہ محمد عیسیٰ بمعیت راجہ محمد ولی خان درہ شاندور عبور کر کے گیرو داخل ہوا۔ تو اسکے لشکر پر مذکورہ پروپیگنڈا اثر کر گئی۔ بس لشکر میں سردار نظام الملک کی اکثریت تھی۔ وہ محمد عیسیٰ کے لشکر سے جدا ہوکر سردار نظام الملک کے لشکر میں شامل ہونے کے لئے لسپور گوپس بڑھنے لگے اور شہزادہ موصوف کے لشکر میں شامل ہوگئے گئے۔ اس وقت شہزادہ موصوف گاہکوچ سے منزلیں طے کرتا ہوا پرگنہ خفر میں داخل ہوچکا تھا۔ محمد عیسیٰ نے درہ سنبر "دو وارتھ" کے بالمقابل دربند لوہالی

کا اننگ چکر کاٹ کر ہوا کا بوسونگ کر اپنا رخ واپس قلعہ دراس دارالحکومت
حول کھو کی طرف موڑا۔ چنانچہ مہتر افضل خان کا فرزند شاہ بادر نگران قلعہ تھا۔
راجہ محمد ولی خان شیرو سے بطرف گولاغ مول بڑھا۔ چنانچہ شہزادہ سردار نظام الملک
بمعیت سول لیویان ہونزہ نگر معہ لشکر تورکھو موڑکھو جو محمد عیسیٰ کے لشکر سے جدا ہوکر
اس کے لشکر میں شامل ہوئے تھے فوز کش تھا۔ راجہ محمد ولی خان شہزادہ موصوف
سے ملا۔ اور دریافت کیا۔ کہ شہزادہ موصوف درہ شاندور یا درہ چھومرکھن
میں سے کونسا درہ عبور کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ تاکہ ویسا انتظام کیا جاسکے۔
شہزادہ موصوف نے درہ شاندور عبور کرکے لاسپور داخل ہونے کا ارادہ ظاہر
کیا۔ تو راجہ محمد ولی خان نے کہا۔ میں درہ چھومرکھن عبور کرکے مستوج میں آپکا
استقبال کرونگا۔

شہزادہ سردار نظام الملک کا درہ شاندور عبور کرنے کا ارادہ راجہ محمد ولی خان
کے لیے اطمینان بخش تھا۔ کیونکہ براستہ لاسپور مستوج جانے کے لیے دراس چھوکول وارتھ

سے ہی گذرنا پڑتا ہے۔ وہاں شہزادہ موصوف کا کام تمام کرنے کے لیے کمین
لگانے کا انتظام محمد ولی خان نے اپنا بھائی پختون ولی خان اور محمد عیسیٰ
کو سونپا تھا۔

راجہ محمد ولی خان براستہ چھومرکھن مستوج سے گذر کر چھوکول وارتھ میں
پختون ولی خان اور محمد عیسیٰ کے ساتھ مل کر شہزادہ سردار نظام الملک کو ختم
کا کام تمام کرنے کے لئے چل پڑا۔ نالہ چھومرکھن کے مقام "دوسلکو وارم"
پہنچکر اپنا بھائی پختون ولی خان کو وہاں دیکھا۔ جسے اس وقت چھوکول وارتھ
کے کمین گاہ میں ہونا چاہیے تھا۔ پختون ولی خان نے اپنا بھائی راجہ محمد ولی خان
سے کہا۔ کہ یہاں سے مڑ کر جلد یاسین پہنچکر وہاں اپنی حکومت مستحکم کرنے
کا انتظام کرو۔ چھوکول وارتھ میں نظام الملک سے نپٹ لینے کا
مسئلہ باقی نہ رہا۔ کیونکہ محمد عیسیٰ نے چھوکول وارتھ میں کمین لگا کر سردار نظام الملک
سے نپٹ لینے پر دراس پہنچکر شاہ بادر خان کی قیادت میں سردار نظام الملک

کا مقابلہ کرنے کو ضروری سمجھا۔ علاوہ ازیں راجہ لیاں لاسپور و مستوج کی رجوع
بعد شہزادہ سردار نظام الملک کی طرف ہے۔ راجہ پکھتون ولی خان کے مشورہ پر
راجہ محمد ولی خان روسٹو واروم سے واپس بطرف یاسین روانہ ہوا۔
سردار نظام الملک براستہ لاسپور مستوج پہنچا۔ قلعہ مستوج پر قبضہ کیا۔ اور مستوج سے روانہ
ہوکر منزلیں طے کرتا ہوا دراسن پہنچا۔ دراسن میں محمد عیسیٰ پہلے ہی شاہ نادر خان بن
مہتر شیر افضل خان کے پاس پہنچ گیا تھا۔ چترال سے کمک بسرکردگی دانیال بیگ شیر افضل خان
نے شاہ نادر خان کو بھیج دی تھی۔

دراسن میں محمد عیسیٰ اور دانیال بیگ کی قیادت میں لشکر شاہ نادر خان لشکر
شہزادہ سردار نظام الملک سے برسر پیکار ہوئی۔ اس مقابلہ میں لشکر سردار نظام الملک
کا پلہ بھاری رہا۔ لشکر شاہ نادر خان میدان جنگ سے قلعہ دراسن میں داخل ہوئی۔ صبح
معلوم ہوا کہ شاہ نادر خان بمعیت محمد عیسیٰ و دانیال بیگ قلعہ دراسن سے بطرف بدخشان
فرار ہوا ہے۔ تو شہزادہ سردار نظام الملک نے قلعہ دراسن پر قبضہ کر لیا۔

مہتر شیر افضل خان کو چترال میں روئیداد دراسن قلعہ اور شاہ نادر خان
کا بمعیت محمد عیسیٰ اور دانیال بیگ کے فرار ہوکر بدخشان چلے جانے
کی اطلاع ملی۔ تو مہتر شیر افضل خان بھی ۲ دسمبر ۱۸۹۲ء کو چترال سے
فرار ہوکر کابل پہنچنے کے لئے ترست کا راستہ اختیار کیا۔

شہزادہ سردار نظام الملک کو شیر افضل خان کا چترال سے فرار ہونے
کی اطلاع قلعہ دراسن میں ملی۔ مگر اس اطلاع پر شہزادہ موصوف
چترال نہیں گیا۔ بلکہ قلعہ دراسن میں قیام رکھ کر مولکھو میں سیاسی
حالات اور انتظام درست کرنے میں مصروف ہوا۔ اس کام سے
فارغ ہوکر ۱۶ دسمبر ۱۸۹۲ء کو چترال پہنچا اور مسند نشین حکومت [illegible]
ہوکر برٹش ریذیڈنٹ گلگت کو خط لکھا۔ کہ چترال میں دشمنوں کی ریشہ
دوانیاں محرک ہیں۔ بیرونی حملوں کا بھی احتمال ہے۔ اسلئے ایک انگریز
افسر کی معیت میں ایک دستہ تربیت یافتہ مسلح فوج بھیجا جائے۔ سرکار انگلشیہ [illegible]

چترال میں تعینات کی جائے۔ مہتر سردار نظام الملک حکمران کوہستان کی استدعا پر کرنل ڈیورنڈ برٹش ریذیڈنٹ گلگت نے تین انگریز افسر اور پچاس نفر سکھ سپاہی چترال بھیج دیا۔ جو بعد میں ڈاکٹر رابرٹسن ۲۵ جنوری ۱۸۹۳ کو چترال پہنچے۔ ڈاکٹر رابرٹسن نے اعلان کیا۔ کہ برٹش گورنمنٹ سلطنت ہند نے مہتر سردار نظام الملک کٹوریہ کو حکمران چترال تسلیم کر لیا ہے۔ اور مہتر سردار نظام الملک کٹوریہ نے زیر اثر حمایت گورنمنٹ سلطنت ہند حکومت چترال سنبھال لیا۔

۸ نومبر ۱۸۹۲ سے ۶ دسمبر ۱۸۹۲ تک شہزادہ شیر افضل خان کٹوریہ حکمران چترال رہا۔

۳ نومبر ۱۸۹۲ میں ڈاکٹر رابرٹسن گلگت سے روانہ ہو کر گور پہنچا اور ایلچیان گور کے ساتھ مذاکرات کامیاب رہی۔ ایلچیان گور کی استدعا پر ڈاکٹر رابرٹسن کو گور کی باشنی سرحد تک جانا پڑا۔ جو حدود چیلاس کے موضع تھلپین تک پھیلی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر رابرٹسن کے ہمراہ حفاظتی دستہ فوج ولیویان گلگت یونیال کے علاوہ گور کے چیدہ جیبیران (ملکان) بھی تھے۔ ان میں مشغلی جیبیرو کو نمایاں نمائندگی ایلچیان گور حاصل تھی۔ اور یہ نمائندگی اسکے پشت در پشت چلی آرہی تھی۔ گور کی باشنی سرحد میں ڈاکٹر رابرٹسن کو اطلاع ملی۔ کہ وہاں سے اسکی واپسی پر اہالیان چیلاس ایک اہم مقام میں گھات لگا کر رہے اور اسکے ہمراہیوں کا کام تمام کرنے کی تجویز کر چکے ہیں۔ اس اطلاع پر ڈاکٹر رابرٹسن نے آگے بڑھ کر قلعہ تھلپین پر قبضہ کر لیا۔ کیونکہ واپسی میں نقصان یقینی تھی۔ اور قلعہ تھلپین میں رہ کر ڈاکٹر رابرٹسن اپنا دفاع چالیس گنا

دشمن سے مل سکتا تھا۔ اسکے ساتھ تربیت یافتہ گورکھا سپاہی تھے جن کی
دلیری اور وفاداری ضرب المثل تھی۔ اسلحہ کارتوس کی کمی نہ تھی۔
خوراک کے لئے غلہ بھی موجود تھا اور بھیڑ بکریوں کی بھی کمی نہ تھی۔
دریا پار چیلاس کے علاقہ کو بند کئے رہے۔ اور گفت و شنید کی [illegible]
رہے۔ تو ڈاکٹر رابرٹسن نے چند سپاہی بذریعہ جالہ دریا پار بھیجدیا
تاکہ وہ اہل چیلاس کے ارادوں کا جائزہ لیں۔ جونہی سپاہیوں
کا جالہ دریا پار کنارے لگا۔ چیلاسیوں نے انکا خیر مقدم بندوقوں کے
گولی سے کیا۔ تین سپاہی مقتول ہوئے باقی بذریعہ جالہ واپس تھلیچی پہنچے
میں [illegible]
ڈاکٹر رابرٹسن نے چیلاسیوں پر حملہ کیا۔ اس اثنا میں بونجی سے کمک
بھی پہنچ گئی۔ اور کمک پہنچتی رہی کا تانتا بندھا رہا۔ جبکہ کرنل ڈیورنڈ
کا [illegible] سے واپس گلگت پہنچکر بھیجا رہا تھا۔ ڈاکٹر رابرٹسن نے

چیلاسیوں کو شکست دی۔ چیلاسیوں کے خلاف فوج کے دوش بدوش
لیویان گلگت و پونیال نے بھی حصہ لیا۔
اس اثناء میں فوج کشمیر کے تین سو سپاہی زیر کمان میجر ڈینیال چیلاس پہنچکر
چیلاس پر قبضہ رکھا۔ جبکہ چیلاس پر قبضہ رکھنے کے لئے کرنل ڈیورنڈ
برٹش ایجنٹ گلگت نے بھیجا تھا۔
ڈاکٹر رابرٹسن منصور و مظفر بمعیت اپنے ہمراہیوں کے ماہ دسمبر ۱۸۹۲ میں
گلگت پہنچا۔ تو کرنل ڈیورنڈ برٹش ایجنٹ گلگت نے [illegible] سردار الملک
کو بطور حکمران چترال اسکے بمعیت تین انگریز افسروں اور پچاس سکھ سپاہیوں
کے چترال بھیجدیا۔ اور وہ ۲۵ جنوری ۱۸۹۳ میں چترال پہنچ گیا۔

کرنل ڈیورنڈ نے میجر دانیال کو چیلاس پر قبضہ رکھنے کے لئے تعینات کرکے
یونجی چیلاس میں آمد و رفت کے لئے دریا کے دائیں طرف واقع راستہ
کے بجائے دریا کے بائیں کنارے چھ فٹ چوڑا سڑک بنانے کا انتظام کرلیا۔

ماہ فروری ۱۸۹۳ کے ایک رات مجاہدین کوہستان (یاغستان) نے چیلاس قلعہ پر
حملہ کیا۔ میجر دانیال نے قلعہ کے استحکام پر سپاہی تعینات کیا تھا جنہوں نے دوپہ
گولی کی بوچھاڑ سے حملہ آوروں کو پسپا کردیا۔ اور رات کے تین بجے
لفٹیننٹ ماہرل کچھ سپاہیوں کی معیت میں قلعہ سے باہر نکلا۔ انہیں گاؤں
کو دشمن سے صاف کرنے کا حکم تھا۔ لفٹیننٹ ماہرل نے گاؤں میں دشمن
کے ساتھ بیس منٹ تک جنگ جاری رکھ کر دو سپاہی مقتول کرا کے
واپس قلعہ میں داخل ہوا۔

صبح آٹھ بجے میجر دانیال ڈیڑھ سو سپاہیوں کی معیت میں قلعہ سے نکلا
اور گاؤں پر حملہ کیا۔ گیارہ بجے سے زخمی قلعہ میں آنے لگے۔ میجر دانیال
لڑائی میں کام آیا۔ پھر تین ہندوستانی افسر مقتول ہوئے۔ باقی سپاہیوں
کو افسروں کی نگرانی میں واپس قلعہ میں داخل ہونا پڑا۔ اس جنگ میں
ایک انگریز افسر تین ہندوستانی افسر اور بائیس سپاہی مقتول ہوئے
اور ایک ہندوستانی افسر پچیس سپاہی مجروح ہوئے ان میں سے اکثر
کی حالت خراب تھی۔

فوج کا کمان لفٹیننٹ ماہرل نے سنبھالا دن بھر وقفہ وقفہ کے بعد گولی چلتی
رہی۔ رات بھر سپاہی فصیل قلعہ پر تعینات رہے۔ صبح مجاہدین کوہستان
چیلاس سے غائب ہوچکے تھے۔ مجاہدین کی ایک سو بیس لاشیں گاؤں کے اندر
پڑی رہی تھیں۔

واقعہ مذکور کی اطلاع گلگت میں کرنل ڈیورنڈ برٹش ایجنٹ گلگت
کو دی۔ تو برٹش ایجنٹ نے میجر لوئیگ کو کمان سنبھالنے کے لئے چیلاس بھیجا۔

اور حکم دیا کہ جس گاؤں میں دشمن (مجاہدین) نے پناہ لی تھی۔ اس گاؤں کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ دیا جائے۔ اور چیلاسیوں کے قلعہ کو بھی صاف کیا جائے۔

کچھ مدت بعد کرنل ڈیورنڈ کو گلگت میں اطلاع ملی۔ کہ اہالیان کوہستان ایک بار پھر چیلاس پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں تو کرنل ڈیورنڈ اپنے گارڈ کے دو سو جوانوں چھ باڑی کے دو توپوں کو ساتھ لیکر گلگت سے چیلاس پہنچا۔ تو پھر لوگوں نے اطلاع دی کہ اقوام کوہستان چیلاس پر حملہ کرنے کے لئے متفق نہ ہو سکے۔

کرنل ڈیورنڈ کو اطمینان ہوا۔ اور چیلاس قلعہ کو اقوام کوہستان کے لئے ناقابل تسخیر بنانے کے لئے چھ باڑی کے دونوں توپیں قلعہ پر چڑھا دیں۔

ماہ مئی ۱۸۹۳ء میں ڈاکٹر رابرٹسن نے کپتان ینگ ہسبنڈ اور لفٹنٹ گارڈن کو مع دستہ فوج سکھاں چترال میں تعینات کر کے خود لفٹنٹ بروس کو ساتھ لیکر واپس گلگت پہنچا۔ کچھ مدت بعد کرنل ڈیورنڈ برٹش ایجنٹ گلگت نے کپتان ینگ ہسبنڈ اسسٹنٹ برٹش ایجنٹ چترال کو چترال سے اٹھا کر مستوج میں تعینات کر دیا۔ مستوج میں وریشگوم اور بدخشان (واخان) کے راستے ملتے ہیں۔ حفاظتی دستہ فوج سکھاں بھی چترال سے مستوج منتقل ہوئی۔

کرنل الجرنن ڈیورنڈ برٹش ایجنٹ گلگت نے گوپس اور مستوج میں فوج تعینات کیا۔ کپتان ینگ ہسبنڈ کو چترال کا پولیٹیکل افسر مقرر کیا۔ ہونزہ نگر میں فوج پہلے سے ہی تعینات کر دیا تھا۔ قلعہ چیلاس کو اقوام کوہستان کے لئے ناقابل تسخیر بنا رکھا۔ الغرض سرحدات گلگت ایجنسی کو ہر طرف سے مستحکم کر کے سرکار انگلشیہ کی سرپرستی ہندوکش کے جنوبی علاقہ جات میں قائم کر لیا۔ اور منشائے سرکار انگلشیہ کے خطوط پر اپنی ذمہ داریاں باحسن انجام دیکر گلگت سے ہندوستان چلا گیا۔

راجہ محمد ولی خان خوشوقتیہ نالہ چوترکھن کے مقام روسکو دروم سے اپنا
بھائی جبتون ولی خان کے مشورہ پر مڑ کر یاسین پہنچے۔ شہزادہ
سردار نظام الملک کو رئیس چترال بنکر حکومت کوہستان زمین
سنبھال لیا۔ تو راجہ محمد ولی خان خوشوقتیہ کو مہتر کوہستان سردار نظام الملک
کی مملکت میں رہنے کے زیر اثر رہنے کی گنجائش دکھائی نہ دی۔ وہ
مہتر سردار نظام الملک کے انتقام ارادہ سے غافل نہ رہے۔ اسلئے اپنا
اقتدار دوبارہ گوم میں قائم رکھنے کے لئے مہاراجہ جموں وکشمیر کا سہارا
لینے کے لئے یاسین سے گلگت چلا گیا۔ اور اہلکاران مہاراجہ سے گفت و شنید
میں مصروف رہے۔ ساتھ ساتھ اہلیان گلگت کے ساتھ بھی مہاراجہ کے خلاف
سازش میں جا رہے۔ اسکی دورنگی چال مخفی نہ رہ سکی۔ اور اسکی نگرانی
ہونے لگی۔ اس نگرانی سے راجہ محمد ولی خان آگاہ ہوا۔ اور اپنی گرفتاری
کے خوف سے ایک رات گلگت سے فرار ہوکر براستہ کارگہ داریل پہنچ گیا
بعد ازاں تانگیر پہنچکر وہاں سکونت رکھا +

مرحوم مہتر امان الملک کو رئیس کے فرزندوں میں سے مہتر سردار نظام الملک اور افضل الملک
نواب دیر کی دختر کے بطن سے تھے۔ اور شہزادہ امیر الملک وشہزادہ شجاع الملک
خان اسمار کی دختر کے بطن سے تھے +

شہزادہ امیر الملک اپنا سوتیلا بھائی سردار نظام الملک کے مقابلہ میں اپنا
سوتیلا چچا شہزادہ شیر افضل خان کے ساتھ اُنس رکھتا تھا۔ بدیں وجہ شہزادہ
شیر افضل خان نے مہتر جو مرید دستگیر کو ملو شوغور دار الحکومت لٹکوہ میں موت کے
گھاٹ اتارنے کے بعد اپنا چند روزہ دور حکومت چترال میں شہزادہ امیر الملک کو
علاقہ لٹکوہ کا حکمران رکھا تھا۔ ۲ دسمبر ۱۸۹۲ میں مہتر شیر افضل خان چترال
سے فرار ہوکر براستہ زیبک کابل چلا گیا۔ تو شہزادہ امیر الملک حکمران لٹکوہ
اپنا سوتیلا بھائی مہتر سردار نظام الملک کی حکمرانی تسلیم کرنے کے بجائے
ترک وطن کرکے دیر میں نواب عمرا خان جندول کے پاس چلا گیا۔ اور وہاں
رہتا ہوا مہتر سردار نظام الملک سے علاقہ دروش کی حکمرانی کا طلبگار ہوا

دروش میں مہتر جو کوہتن بیگ حکمران تھا۔ مہتر سردار نظام الملک نے
کوہتن بیگ کو بیدخل کر کے دروش کی حکمرانی امیر الملک کو دینا ضروری
نہ سمجھا۔ شہزادہ امیر الملک کچھ دیر نواب عمرا خان کے ساتھ رہکر
واپس چترال آیا۔ تو مہتر سردار نظام الملک نے اس کے ساتھ احسن سلوک
نہ رکھا۔ بلکہ بنظر حقارت دیکھنے لگا۔ مہتر سردار نظام الملک کا اس
سلوک سے شہزادہ امیر الملک متنفر ہوا۔ اور اسکے دل و دماغ پر شدید بغض
و کینہ مسلط ہوئی۔ اور اسنے مہتر سردار نظام الملک کو نقصان لگانے کی
ٹھان لی۔ اور یکم جنوری ۱۸۹۵ میں بمقام "بروز" کے شکارگاہ میں اسکا
ملازم احمد خان نامی کلاشی نے مہتر سردار نظام الملک کو اپنے گولی
کا نشانہ بنایا۔ تو شہزادہ امیر الملک پکار رہا تھا "مقتول مہتر چترال میرا ہی
بھائی تھا۔ اور میرے ہی حکم سے مقتول ہوا ہے" اس اعلان کے بعد وہ بروز سے
بمعیت ملوجراں میں داخل ہو کر چترال میں اپنی حکمرانی کا اعلان کیا +

۸ جنوری ۱۸۹۵ کو لفٹنٹ گارڈن اسسٹنٹ برٹش ایجنٹ چترال کا مراسلہ ڈاکٹر رابرٹسن
برٹش ایجنٹ گلگت کو ملا۔ جس میں مہتر سردار نظام الملک کا مقتول ہونے شہزادہ
امیر الملک کا حکمران چترال بن جانے کی اطلاع تھی اور یہ انکشاف بھی کیا گیا تھا۔
کہ مہتر امیر الملک اور شیر افضل خان میں ایک سمجھوتہ طے ہوا ہے۔ جس کی رو سے
شیر افضل خان حکمران چترال بنیگا اور امیر الملک اسکا جانشین ولیعہد تسلیم ہوگا۔
اور عمرا خان نواب دیر بمعیت اپنی لشکر دروش میں رہیگا۔ تاکہ سرکار انگلشیہ
بغرض انتقام مہتر سردار نظام الملک چترال پر حملہ کرے۔ تو مہتر شیر افضل خان اور
امیر الملک اسکی مدد حاصل کر سکیں۔
چترال کے واقعات مذکورہ کے اطلاع پر ڈاکٹر رابرٹسن برٹش ایجنٹ گلگت نے حکم سرکار انگلشیہ
۱۵ جنوری ۱۸۹۵ کو بمعیت کپتان کیمبل جرنیل باج سنگھ میجر بھیم سنگھ اور صاحبین
برٹش ایجنٹ خوش وقت نبیرہ مہتر سلیمان شاہ خوشوقتیہ جعفر بہادر ابن عیسیٰ بہادر بروشس
مراد خان ابن جعفر علی خان تعینون بروشن خان و حبیب اللہ خان پسران عاقبت خان بروشس

گلگت سے چترال روانہ ہوا۔ تاکہ موقع پر تحقیقات سے حالات کا اطمینان کرے۔ کہ مقتول مہتر کا جانشین کے متعلق فیصلہ کیا جا سکے۔

مہتر سردار نظام الملک کا مقتول ہونے کی اطلاع ہی پر لفٹننٹ گورڈن مستوج سے چترال چلا گیا تھا۔ لفٹننٹ گورڈن کی سرکردگی میں ایک سو پچاس جوان گوپس سے مستوج بھیجے گئے تھے۔ پھر کیپٹن کومنزر کی کمان میں ایک سو جوان روانہ کئے گئے تھے۔

درہ شاندور جو سطح سمندر سے بارہ ہزار دو سو فٹ کی بلندی پر واقع ہے اور ماہ جنوری میں تین چار فٹ سے سات فٹ تک کی برف سے ڈھکی رہتا ہے۔ ماہ جنوری میں عبور کرنا آسان کام نہ تھا۔ مگر ڈاکٹر رابرٹسن بمعہ اپنے ہمراہیوں اور فوج کے اس درہ کو عبور کر کے لاسپور پہنچ ہی گیا۔ لاسپور سے آگے چترال تک کا سفر گراں نہ تھا۔ مگر اس مشکل مہم کو شندور عبور کرانے میں حاکم میرباشاہ ابن حاکم رحمت اللہ نے بھرپور تعاون کیا۔ حاکم میرباشاہ کو پرگنہ خضر کا حاکم مہتر سردار نظام الملک کٹوریہ نے ۱۸۹۲ء میں تعینات کیا تھا۔

سنہ ۱۸۸۰ء میں مہتر امان الملک کٹوریہ نے راجہ پہلوان کو شکست دے کر حاکم رحمت اللہ سکنہ پدر حاکم میرباشاہ سے کہا۔ کہ وہ راجہ پہلوان کا ساتھ چھوڑ کر مہتر موصوف کے دربار میں رہنا قبول کرے تو مہتر موصوف اسے پرگنہ خضر کی حاکمی کے بجائے علاقہ ... کا حاکم تعین کرے گا۔ حاکم رحمت اللہ نے جواباً عرض کیا۔ کہ وہ پہلوان کے ساتھ غربت کی زندگی بسر کرنا پسند کرے گا مقابلہ پہلوان سے جدا ہو کر عزت کی زندگی بسر کرنے کے۔ حاکم رحمت اللہ راجہ پہلوان کے ساتھ جلاوطن ہوا۔ اور قتل چترال کے بیس انتقال کر گیا۔ پرگنہ خضر کا حاکم رحمت اللہ کو بنگ میں رکھے۔ جو بعد میں مہتر امان الملک کٹوریہ تھا۔ وفات مہتر امان الملک کٹوریہ پر حاکم رحمت اللہ کو بنگ راجہ محمد ولی خان کا ساتھ دیکر مہتر سردار نظام الملک کو یاسین سے مار بھگایا تھا۔ اور خود اسی حوت یاسین میں انتقال کر گیا تھا۔ مہتر سردار نظام الملک نے ۱۸۹۲ء میں حکومت کوہستان سنبھالتے ہی حاکم میرباشاہ ابن حاکم رحمت اللہ کو عہدہ حاکمی پر بحال کر دیا۔ اور حاکم رحمت اللہ کو بنگ کی املاک بدرال و ذرال واقع ہندور۔ بھی حاکم میرباشاہ کو عطا کیا اور قبیلہ کوبنگ کے چند افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

برٹش ریذیڈنٹ گلگت مستوج پہنچا۔ تو اسے اطلاع ملی۔ کہ عمرا خان والئے جندول
دروش میں داخل ہوا ہے۔ برٹش ریذیڈنٹ نے کیپٹن امپیریل سروس ٹروپس کے زیر
تین سو جوان گوپس سے مستوج طلب کرکے خود چترال روانہ ہوا۔ سونوغور
پہنچا۔ تو شہزادہ شجاع الملک بجانب مہتر امیر الملک اسکی پیشوائی کے لئے وہاں
منتظر تھا۔

برٹش ریذیڈنٹ گلگت بمعیت شہزادہ شجاع الملک ۳۱ جنوری ۱۸۹۵ء کو چترال پہنچا تو
معلوم ہوا۔ کہ عمرا خان والئے جندول نے دروش کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اور
مہتر امیر الملک نے موضع گیرت کے درمیان دفاعی مورچہ بندی کر لی ہے۔
ان اطلاعات پر بغرض حفظ ما تقدم برٹش ریذیڈنٹ نے قلعہ چترال کو قبضہ میں
رکھنے کی ضرورت محسوس کیا۔ اور ایک میجر کی معیت میں ڈیڑھ سو سپاہی
قلعہ کی حفاظت کے لئے قلعہ کے باہر تعینات کردیا۔ اور شہزادہ شجاع الملک
مع برٹش ایجنٹ کی معیت میں قلعہ میں مقیم رہا۔ جو موضع سونوغور سے
برٹش ریذیڈنٹ کے ہمراہ چترال پہنچا تھا۔

برٹش ریذیڈنٹ کے ساتھ شہزادہ موصوف کی برٹش قلعہ چترال میں ہونے کی اطلاع
مہتر امیر الملک کو گیرت میں ملی۔ تو اسے پریشانی ہوئی۔ وہ نہیں چاہتا تھا۔
کہ شہزادہ شجاع الملک پر سرکار انگلشیہ کا لطف و کرم مرکوز رہے۔ بنابریں
وہ گیرت سے چترال پہنچا۔ تو اسے قلعہ چترال میں برٹش ایجنٹ نے جگہ نہیں دی۔
مہتر امیر الملک نے برٹش ریذیڈنٹ سے فوجی مدد طلب کیا۔ اس وقت تربیت یافتہ
چار سو سپاہی چترال میں برٹش ایجنٹ کے ساتھ تھے۔ مگر برٹش ایجنٹ نے
مہتر موصوف کی قیادت میں فوج کا کوئی حصہ دینے کے لئے تیار نہ ہوا۔ تو
مہتر موصوف اپنا چھوٹا بھائی شہزادہ شجاع الملک کو بھی اپنے ساتھ لیکر واپس
گیرت چلا گیا۔ اور وہاں سے موضع کیسو پہنچکر مقام لاوی میں دفاعی مورچہ بندی
کیا۔ اس وقت عمرا خان مقام کالکٹک میں قیام پذیر تھا۔ اور اسکے بھتیجے عبدالمجید خان
یادگار بیگ اور محمد افضل بیگ کو
تھے
اور عبدالغنی خان نے گرومیل میں شکست دینے کے بعد دروش کو محاصرہ میں لئے

دروش قلعہ میں کوہکن بیگ اور حاکم شیر اعظم خان نگران قلعہ تھے۔ جب
مہتر امیر الملک نے تمام ادوی میں دفاعی مورچہ بندی کیا۔ تو عبدالحمید خان
اور عبدالغنی خان نے دروش قلعہ پر حملہ کردیا۔ کوہکن بیگ اور شیر اعظم خان
نے ہتھیار ڈالدی۔ قلعہ و اسلحہ (ایکسو سائٹھ سنائڈر) حملہ آوروں کو
سپرد کردیا۔ تو مہتر امیر الملک کیسو سے پسپاہ ہوکر درہ بند گہیریت پہنچا۔
ادوی کے مورچوں کے نگران لشکر بھی مورچے چھوڑ کر گہیریت پہنچ گئی۔
اور مہتر امیر الملک درہ بند گہیریت کا استحکام میں مصروف رہا۔ اور
عمرا خان کلکتک سے چل کر دروش میں داخل ہوا۔ اور چترال پر حملہ کرنے
کے لیے شہزادہ شیر افضل خان کا منتظر رہا[1]۔ کیونکہ شیر افضل خان کی موجودگی
پروگرام حملہ چترال کے لئے ضروری تھا۔

عمرا خان نے قلعہ دروش تسخیر کرنے کی اطلاع برٹش ریجنٹ کو ملی۔ تو وہ اپنے تمام ہمراہیوں
کے ساتھ قلعہ چترال کے اندر چلا گیا۔ برٹش ریجنٹ کے اس اقدام کی چترالیوں نے مخالفت
کریں۔ مگر برٹش ریجنٹ کو اس کی مخالفت پر غور کرنے کے بجائے حفاظتی تدابیر عمل میں لانا
زیادہ ضروری تھا۔

عمرا خان قلعہ دروش پر قابض ہوا۔ تو لشکر مہتر امیر الملک جو جمع ہوئی۔ اور درہ بند
گہیریت میں خط دفاع کی استحکام پر متوجہ ہونے کے بجائے چترال پہنچ گئی۔ اور برٹش ایجنٹ
کے پاس پہنچ کر مہتر امیر الملک سے بیزاری کا اظہار کرنے لگی۔ اس اثنا میں امیر الملک
بھی معہ شہزادہ شجاع الملک و عمائد چترال درہ بند گہیریت سے چترال پہنچ گیا۔ اور
درہ بند گہیریت کی استحکام کے لئے تربیت یافتہ فوج بھیجدینے کی استدعا
برٹش ریجنٹ سے کیا۔

[1]۔ مہتر سردار نظام الملک کا مقتول ہونے سے پیشتر شیر افضل خان کا معتمد خاص دانیال بیگ جندول
میں عمرا خان کے پاس گیا ہوا تھا۔ مہتر سردار نظام الملک مقتول ہوتے ہی عمرا خان نے دانیال بیگ کو واپس
شیر افضل خان کے پاس بھیجدیا تھا۔ اور خود کلکتک پہنچ کر قیام رکھا تھا۔ وہاں سے دروش پہنچ کر
مطابق پروگرام وہاں شیر افضل خان کا منتظر رہے۔

ڈاکٹر رابرٹسن برٹش ایجنٹ گلگت نے گلگت سے چترال پہنچ کر ہی واقعات چترال
کی مفصل رپورٹ گورنمنٹ ہند کی خدمت میں بھیج دیا تھا اور احکام
گورنمنٹ کا منتظر تھا۔ بنا بریں صدور احکام گورنمنٹ ہند تک برابر
میں عمرا خان کو چترال سے دور رکھنے کی کوشش میں مصروف تھا۔
چنانچہ لشکر امیر الملک کو جو لیویان علاقہ مستوج سے تشکیل پائی تھی۔
اور انکا امیر الملک سے بیزاری کے باوجود انہیں گیرت درہ میں عمرا خان کا
ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے لئے آمادہ کرانے میں برٹش ایجنٹ گلگت
کامیاب ہوا۔ اور انہیں اطمینان دلائی۔ کہ سرکار انگلشیہ انہیں
براہ راست تحفظ دیگی۔ برٹش ایجنٹ نے لیویان علاقہ مستوج
اور ماتحت لشکر امیر الملک کو بسرکردگی شہزادہ شجاع الملک گیرت
بھجدیا اور خود امیر الملک کو چترال میں رکھا۔ پھر انگریز افسروں کے زیر کمان
ایک دستہ فوج بھی گیرت بھجدیا +

۱۸ فروری کو گیرت دروش سڑک پر لفٹنٹ گارڈن پر عمرا خان کے
آدمیوں نے گولی چلانے کی خبر ڈاکٹر رابرٹسن کو ملی۔ تو ڈاکٹر رابرٹسن
نے گیرت میں کمان سنبھالنے کے لئے کپتان کیمبل کو بھجدیا +

کپتان کیمبل نے گیرت سے ڈاکٹر رابرٹسن کو اطلاع بھجدی کہ کابل سے
شیر افضل خان عمرا خان کے پاس دروش پہنچ گیا ہے اور معلوم ہوا۔
چترال کے لوگ اسکی پیشوائی کے لئے دروش جا رہے ہیں +
۲۲ فروری کو تصدیق ہوئی۔ کہ شیر افضل خان کا دروش پہنچ جانے کی
اطلاع درست ہے۔ تو ڈاکٹر رابرٹسن نے کپتان بیرڈ کو ایک سو سپاہیوں
کے ساتھ کپتان کیمبل کی کمک کے لئے گیرت بھجدیا +

۲۴ فروری کو گورنمنٹ ہند کا حکم ڈاکٹر رابرٹسن کو ملا۔ کہ عمرا خان

آخری شرائط الٹی میٹم بھیجی جائیں اور اس کو ملک چترال سے باہر نکالنے
میں اہل چترال کی ہر طرح امداد کی جائے۔

ڈاکٹر رابرٹسن برٹش ایجنٹ گلگت نے عمرا خان والئے جندول کو الٹی میٹم
بھیجا اور شیر افضل خان کو بدیں مضمون خط بھیجا۔ "اگر تم چترال آجاؤ گے
تو تمہاری حفاظت کا ذمہ لیا جاتا ہے۔ تمہیں مہتر چترال تسلیم کرنے کا
اختیار سرکار ہند کے حکم کے بغیر کسی کو حاصل نہیں ہے۔ مگر یہ امر یقینی
ہے۔ کہ جب سرکار دیکھے کہ کل اہل چترال اپنے اوپر تمہاری حکومت
چاہتے ہیں۔ تو انہیں کچھ اعتراض نہ ہوگا۔ اگرچہ یہ ممکن ہے۔ کہ کچھ
شرائط تمہارے اوپر عائد کی جائیں"
بنام عمرا خان الٹی میٹم اور بنام شیر افضل خان خط درویش بھیجے
کے ساتھ ڈاکٹر رابرٹسن برٹش ایجنٹ گلگت بمعیت انگریز افسروں

اور صاحبین خود دربند گیریٹ پہنچ گیا۔
۲۸ فروری کو گیریٹ دربند میں برٹش ایجنٹ نے کانفرنس رکھا
جس میں انگریز افسر اور صاحبین برٹش ایجنٹ شامل تھے۔
اس وقت گیریٹ درویش سڑک پر ایک سوار اور ایک پیادہ نمودار
ہوئے۔ جو درویش کی طرف آرہے تھے۔ نزدیک پہنچنے پر دیکھا گیا۔
کہ سوار زرق برق لباس میں ملبوس اور اسکا گھوڑا زرق برق
ساز و سامان سے آراستہ تھا۔ اور سوار قوی ہیکل فرد تھا۔ وہ
بلا جھجک کانفرنس کی طرف بڑھا اور چند قدموں کے فاصلہ تک
پہنچ کر گھوڑے سے اتر پڑا پیادہ "جو اسکا سائیس تھا" نے گھوڑے
کا باگ سنبھالا۔ سوار نے مجلس کانفرنس کی طرف قدم بڑھایا۔
تو ڈاکٹر رابرٹسن برٹش ایجنٹ گلگت کھڑا ہوا۔ اور ٹوپی اتارتے (
ہاتھ میں لیکر نووارد کو سلام کہنے میں سبقت کیا۔ عمران

کانفرنس نے برٹش ریذیڈنٹ کی تقلید کی۔ برٹش ریذیڈنٹ نے نووارد م
کو اپنے پہلو میں کرسی پر نشست دی۔ اور نووارد برٹش ریذیڈنٹ
سے یوں متکلم ہوا۔ "مجھے میرا مہتر شیر افضل خان کٹورے نے انگریز افسر
رابرٹسن کے پاس یہ پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا ہے۔ کہ ہمیں
سرکار انگلشیہ کے ساتھ مخاصمت نہیں۔ اگر میں چترال پر قبضہ
کرنے میں کامیاب ہوا۔ تو میں ان ہی شرائط پر سرکار انگلشیہ
کے ساتھ تعلقات وابستہ رکھوں گا۔ جن شرائط پر میرا محترم
مرحوم بھائی مہتر امان الملک کٹورے نے تعلقات وابستہ رکھا تھا فی الحال
چترال میں خانہ جنگی ملک کے داخلی امورات سے تعلق رکھتے
ہیں۔ ان حالات میں برٹش ریذیڈنٹ رابرٹسن کو مشورہ دیتا
ہوں۔ کہ وہ اپنے ہمراہیوں اور اپنی فوج کی معیت میں چترال سے
واپس گلگت چلے جائیں۔ اس کی سلامتی کی ذمہ داری لی جائیگی

قاصد شیر افضل خان[1] سے پیغام مہتر شیر افضل خان سننے کے بعد
برٹش ریذیڈنٹ نے قاصد مذکور کو یوں مخاطب کیا۔ "اگر میں چترال
سے گلگت جانا نہ چاہوں۔ تو کیا تمہارا مہتر مجھے چترال سے نکال
دینے کی طاقت رکھتا ہے؟" قاصد نے برجستہ الفاظ میں جواب
دیا۔ تو برٹش ریذیڈنٹ نے قاصد سے کہا "اپنا مہتر سے کہدو۔ میں
چترال سے واپس گلگت جانا نہیں چاہتا ہے" قاصد برٹش ریذیڈنٹ کا

---

[1] قاصد شیر افضل خان احمد خان نامی ایک افغان تھا۔ اور شیر افضل خان
کا معتمد خاص۔ اس کی چال ڈھال اور طرز پیغام رسانی خود اعتمادی
کا مظہر تھا۔ جس سے ممبران کانفرنس متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔
سید احمد خان کا گیرت پہنچکر برٹش ریذیڈنٹ سے متکلم ہونا اور گیرت سے
واپس دروش چلے جانے کا نقشہ کا ذکر میرا والد محترم اور میرا خسر محترم
کیا کرتے تھے جو مجلس کانفرنس گیرت میں شامل تھے۔ حسین نعیون۔

جواب سنکر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور چند قدموں کے فاصلہ پر
اپنے گھوڑے کے پاس پہنچ گیا۔ گھوڑے پر سوار ہو کر واپس
سوئے دروش چل پڑا۔ اور اسکا سائیس اس کے آگے آگے چلنے
لگا۔ قاصد نے اپنا گھوڑا اسی رفتار پر چلاتا ہوا بطرف دروش
نظروں سے دور ہوتا گیا۔ جس رفتار سے دروش سے آتے وقت
گھوڑے کو چلاتا ہوا مجلس کانفرنس تک پہنچا تھا۔

قاصد کی واپسی پر ڈاکٹر رابرٹسن برٹش ایجنٹ گلگت نے
کیپٹن کیمبل کو حکم دیا کہ گہیرت میں محفوظ کیا ہوا جنس
خورد و نوش فی الحال ہی دریا برد کیا جائے۔ اسلحہ معہ باروت
محافظت چترال پہنچانے کا انتظام کر کے افسران گہیرت سے بمعیت فوج
سوئے چترال روانہ ہو جائیں۔

بتعمیل احکام برٹش ایجنٹ اجناس خورد و نوش اور غیر ضروری سامان
فوج نے گہیرت پل سے دریا میں گرا دینے میں دیر نہیں لگائی۔ اور
جاسوس نے انگریز افسروں کے گھوڑوں کے جملہ ہمراہیان برٹش ایجنٹ کے
گھوڑوں پر اسلحہ باروت لاد کر گہیرت درہ سے سوئے چترال
روانہ کئے گئے۔

برٹش ایجنٹ بمعیت کیپٹن ہیرڈ اور صاحبوں کے گہیرت درہ سے روانہ ہو کر
موضع اویون پہنچکر نزول کیا۔

کیپٹن کیمبل کو گہیرت سے جتنے حمال مل سکے۔ ان پر اور سپاہیوں پر سامان
سپاہیان (بستر وغیرہ) لاد کر اویون بھیجا۔ پھر اویون سے سامان چترال
پہنچانے کے لئے حمال ملنا مشکل نظر آیا۔ تو گہیرت کے حمالوں کو سپاہیوں
کی نگرانی میں روکا رکھا گیا۔ دو حمال شام کی تاریکی میں رفع حاجت کے
بہانے کیمپ سے فرار ہوئے۔ سنتریوں نے ان پر گولی چلا دی۔ انہیں گولی تو نہیں
لگی۔ مگر بندوق چلانے سے کیمپ میں ہلچل مچ گیا۔ اور اس ہلچل سے فائدہ

رکھا کہ گیریسن کا حمال بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو۔ کیمپ میں ایک بھی
حمال نہیں بچا۔

درہند گیریسن سے فوج برٹش ایجنٹ کی واپسی کی اطلاع چترال میں مہتر امیر الملک
کو ملی۔ تو وہ چترال سے علی الصبح اویون پہنچ گیا۔ برٹش ایجنٹ کو چترال
پہنچکر قلعہ کو جلد سے جلد قبضہ میں لینے کی ضرورت تھی۔ اور ساتھ ہی فوج اویون
سے چترال پہنچانے کے لئے حمال مفقود۔ برٹش ایجنٹ نے مہتر امیر الملک اویون پہنچنے پر
جلسہ منعقد کیا۔ اور مہتر امیر الملک کو تابع منظوری سرکار مہتر چترال تسلیم کرنے
کا اعلان کیا۔ اس کارروائی سے یہ فائدہ ہوا۔ کہ اہلیان
اویون نے مہتر امیر الملک کے حکم پر حمالوں کے فرائض انجام دیکر
سامان جنگ (مثلاً بارود وغیرہ) اور سامان فوج چترال پہنچا دیں۔
اور برٹش ایجنٹ کے صاحبوں اور اہلکاروں کے گھوڑے ان کے اپنے
سواروں میں آگئے۔ اور وہ برٹش ایجنٹ ہمرکاب چترال پہنچ گئے۔

ڈاکٹر رابرٹسن برٹش ایجنٹ گلگت چترال پہنچکر بمعیت فوج و ہمراہیان قلعہ چترال
میں داخل ہوا اور شہزادہ شجاع الملک بھی معہ اپنے معتمدوں کے اور
ملازموں کے جنکی مجموعی تعداد ساٹھ ستر افراد سے زائد نہ تھی۔ قلعہ چترال میں
رہائش گزین ہوا۔

۲ مارچ ۱۸۹۵ء کو فوج نے سامان رسد جو قلعہ کے باہر پڑی تھی قلعہ
کے اندر پہنچا کر محفوظ کرلی۔

برٹش ایجنٹ نے درہند گیریسن خالی کرتے ہی شیر افضل خان کے آدمیوں
نے جو درہند گیریسن میں منڈلا رہے تھے۔ درہند گیریسن پر
قبضہ جما لیا۔ مہتر شیر افضل خان دروش سے نقل حرکت کر گیا تھا۔
اسکا اویون پہنچ جانے کی اطلاع برٹش ایجنٹ کو چترال میں ملی۔

برٹش ایجنٹ گلگت سے چترال پہنچ جانے کے بعد نئے مہتر امیر الملک کی قیام گاہ

قلعہ سے باہر رہی تھیں۔ ۱۰ مارچ کو مہتر امیر الملک نے برٹش ایجنٹ کے اسسٹنٹ منشی امیر علی کو قلعہ چترال سے بطور سفیر اپنے قیام گاہ بلا لے گیا۔ اور اس سے کہا۔ کہ برٹش ایجنٹ مہتر شیر افضل خان کی شرائط مان لے تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ مہتر شیر افضل خان کے آدمیوں نے مستوج سے تک چترال پہنچانے کی گئی کمک روکنی شروع کی ہے۔ اسلئے برٹش ایجنٹ بمعہ فوج واپس مستوج چلا جائے۔ اور وہاں سے فوجی طاقت بڑھا کر واپس چترال آجائے۔ مہتر امیر الملک نے اپنا مشورہ مذکورہ کا ذکر کرنے کے بعد مہتر شیر افضل خان کے خطوط بھی منشی امیر علی کو دکھایا۔

تحریر تھا کہ گورنمنٹ ہند کے ساتھ چترال کے آئندہ تعلقات اس قرارداد پر مبنی ہونگے۔ کہ گورنمنٹ ہند ایک معینہ معقول وظیفہ مہتر چترال کو سالانہ دے دیا کرے۔ اور ملک چترال میں کسی انگریز کو

مہتر امیر الملک کا پیش کردہ تجویز کا جواب کیلئے دربار میں دینے کا اہتمام برٹش ایجنٹ نے کیا۔ جملہ عمائدین چترال کو دربار میں مدعو کیا۔ امیر الملک کو ایک عالی شان کرسی پر برٹش ایجنٹ کے دائیں طرف بٹھایا گیا۔ تمام انگریز افسران کو دربار میں شامل کیا گیا اور عمائدین چترال کو سامنے بٹھایا گیا۔

دربار جمنے پر برٹش ایجنٹ نے پہلے مہتر افضل خان اور عمرا خان کے اتحاد کا ذکر کیا۔ اور بتلا دیا۔ کہ عمرا خان بظاہر گورنمنٹ ہند کے ساتھ مخالفانہ خیالات رکھتا ہے۔ پھر یہ ظاہر کیا۔ کہ امیر الملک کو ہر ایک موقع دیا جا چکا ہے۔ کہ وہ اپنے ملک کی حکومت سنبھال لے مگر وہ اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہوا۔ اور بد خواہوں کی صلاح پر چلنے کا عادی ہے۔ بالآخر اس نے اپنی حکومت شیر افضل خان کے لئے سپرد کر دیا ہے۔ اسلئے فیصلہ یہ کیا جاتا ہے۔ کہ اس کا چھوٹا بھائی شجاع الملک کو تابع منظوری سرکار ہند مہتر تسلیم کیا جائے۔ بعد

اس وقت امیر الملک کو کرسی خالی کرنے کا اشارہ کیا گیا۔ اور شجاع الملک کو مراسم

مسند نشینی کے ساتھ کرسی پر متمکن کر دیا۔ کپتان گونز نیڈ کو اسکی ذاتی حفاظت کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ یہ دیکھ کر اہل دربار حیران رہ گئے۔ اور کچھ جواب ان سے نہ بن پڑا۔ حتیٰ کہ میاں راحت شاہ کی زبان سے بھی ایک لفظ نہ نکلا۔ تھوڑی دیر بعد درباریوں نے چار و ناچار اس انتظام پر رضامندی کا اظہار کیا۔ اور شجاع الملک کی اطاعت قبول کرلی۔ امیر الملک نے بھی اپنے چھوٹے بھائی کے سامنے سر جھکایا۔ اور اظہار اطاعت کیا۔ عبداللہ جرال کو حکم دیا گیا۔ کہ مہتر کم عمر ہے۔ اپنے صلاح و مشورے سے اس کی مدد کرتے رہیں۔

[1] سردار نظام الملک کو جس شخص نے گولی مار کر ہلاک کیا تھا۔ وہ حاضر دربار تھا۔ شجاع الملک نے اپنی حکومت کا آغاز اس فعل سے کیا۔ کہ اس قاتل کو گرفتار کرکے دریا کے کنارے بھجوایا جائے۔ کہ اسے سزائے قصاص دی جائے۔

---

[1] ماخوذ از تاریخ جموں باب مہاراجہ پرتاب سنگھ کی فتوحات سرحدی۔

۲۸ فروری کو شیر افضل خان کے دروش پہنچنے کی اطلاع برٹش ایجنٹ گلگت کو ملی تو انہوں نے بذریعہ خط متنبہ کیا اگر وہ سیدھا رویہ اختیار نہ کرے تو بعد میں اسے بُرے نتائج بھگتنے پڑینگے۔

۳ مارچ کو شیر افضل خان نے جواب بذریعہ تحریر بھیجا۔ اس تحریر کے ساتھ منسلک عمائدِ چترال کا بھی تحریر تھا۔ کہ شیر افضل خان کو مہتر تسلیم کیا جائے۔ خطوط پہنچانے والا یادگار بیگ تھا۔ جس نے بتایا کہ ہر ایک معاملہ کا انحصار عمرا خان اور شیر افضل خان کے اتحاد پر ہے۔ بحالاتِ موجودہ یہ اتحاد اٹل ہے۔ اسکی توثیق ہو جانے پر شیر افضل خان چترال داخل ہو جائیگا۔

۳ مارچ کے سہ پہر شیر افضل خان کے لشکر چترال بازار پہنچ گئے۔ اور شیر افضل خان خود بھی دو چار مسلح آدمیوں کے ساتھ چترال کے ایک گاؤں میں اتر گیا۔ اس اطلاع پر برٹش ایجنٹ نے فوج کا کمان کیپٹن کیمبل کو سپرد کر کے حکم دیا کہ ایک زبردست دستہ فوج

کو ساتھ لیکر شیر افضل خان کا مقابلہ کرے۔ ~~[illegible]~~ کپتان کیمبل نے افواج کشمیر کے دو سو جوان زیر کمان کپتان گونڈ اور کپتان بیرڈ ساتھ لیکر مضافات چترال کی طرف روانہ ہوا۔ ~~[illegible]~~ اور افواج کشمیر کا کمان افسر میجر بھیم سنگھ اور جرنیل باج سنگھ بھی ان کے ساتھ چلے گئے۔ برٹش ایجنٹ نے کپتان ہرلے کو ماتحت سکھ سپاہیوں کے ساتھ قلعو کی حفاظت کے لئے چھوڑ کر خود بھی معہ ڈاکٹر وٹچرچ اور مصاحبین خود (شہزادہ مراد خان۔ بوروش خان۔ حبیب اللہ خان اور خوشوقت) و مقامی سرداران (اتالیق نجبور۔ دیوان بیگی وفادار خان۔ ملتان رب نواز خان) چوگان بازی کے میدان کے قریب واقع پہاڑی کے پاس کپتان کیمبل سے جاملے۔ اسوقت فوج پہاڑی کے اوپر پہنچ گئی تھی +

کپتان کیمبل نے پچاس سپاہی بازار پر قبضہ رکھنے کے لئے بھیجدیا۔ کپتان بیرڈ کو ایڈوانس پارٹی کے ساتھ بھیجدیا۔ اور کپتان گونڈ کو ایک سو سپاہیوں کی معیت میں گاؤں کے ایک دکان پر حملہ کرنے کی نشاندھی کیا لفٹننٹ گارڈن کو پولیٹیکل فرائض سے سبکدوش کرکے فوجی خدمات پر تعینات کیا۔ اور اسے کپتان بیرڈ کے پاس تحریری حکم دے کر بھیجدیا۔ کہ وہ ان چترالیوں کو مار بھگائے۔ جو نالے کے بائیں کنارے ایک باغ میں جمع ہیں +

~~[illegible]~~ کپتان بیرڈ کو چترالیوں پر حملہ کرنے کے لیے ان کے بالائی مقام پر واقع ٹیلہ پر پہنچ جانا ضروری معلوم ہوا۔ تو اس اقدام کے لئے اسے اپنا مقام چھوڑ کر نالہ میں اترنا پڑا۔ وہاں سے ٹیلہ مخصوص تک پہنچنے کے لئے ایک گھڈ کی آڑ میں چڑھائی چڑھنا پڑا اگر کپتان بیرڈ چترالیوں کی بے خبری میں ٹیلہ پر پہنچ جاتا۔ تو اسکا اقدام موثر ہونا یقینی تھا۔ مگر چترالی کپتان بیرڈ کی حرکت سے بے خبر نہ رہے۔ اور بیرڈ سے پہلے ٹیلہ پر قبضہ رکھنے کو باغ سے نکل کر اس طرف چل پڑے۔ اب کپتان بیرڈ اور اسکے سپاہی۔

ان کے زد میں آکر تباہ ہو جانا یقینی ہوا۔ تو انہیں تباہی سے بچانے کی خاطر
برٹش ایجنٹ نے اپنا صاحب خوشوقت کو حکم دیا کہ وہ مستال سے کیپٹن
ہیرڈ کے پاس پہنچ کر اسے واپس لانے کا اقدام کرے۔ خوشوقت نے ایک عذر لنگ
کو حربہ بنا کر کہا میں زبان نہیں جانتا ہوں۔ برٹش ایجنٹ کو معلوم تھا
کہ خوشوقت اردو فارسی پشتو اور ترکی زبان سمجھتا اور بولتا ہے
ہے۔ اسلئے برٹش ایجنٹ نے اپنا حکم دھرایا اور خوشوقت نے اپنا / اسکا عذر لنگ کا
لے خوشوقت کے ساتھی صاحبین برٹش ایجنٹ خوشوقت کو بزدل کا طعنہ دینے پر وہ جوابا
کہا کرتا تھا "اقتدار کی موہوم امید پر دانستہ موت کو دعوت دینا کار دانشمندی نیست"
بصورت تسخیر چترال خوش وقت کو علاقہ مستوج کی حکمرانی صفت بہادر کو یاسین کی حکمرانی اور
مراد خان کو کوہ جحفر کی حکمرانی دینے کی بابت موضوع گفت و شنید تھے۔ خوشوقت کی قسمت اسکی
دانشمندی کی بھینٹ چڑھی۔ اور صفت بہادر و مراد خان کی قسمت راجہ محمد اکبر خان کے ارادوں
کی نذر ہوئی۔ تسخیر چترال پر راجہ محمد اکبر خان نے علاقہ جات یاسین و کوہ جحفر کی حکمرانی شاہ عبدالرحمن
کو دے دینے اور علاقہ اشکومن کو علاقہ پونیال میں ضم کرنے کی تجویز برٹش ایجنٹ کو پیش کیا۔

[illegible]

تکرار کیا۔ خوشوقت کے اس عمل پر برٹش ایجنٹ نے اظہار افسوس کیا۔ تو صفت بہادر
نے اپنا رضاکارانہ خدمت پیش کیا۔ برٹش ایجنٹ صفت بہادر کو اپنے ساتھ ساتھ
رکھنے کا خواہشمند تھا۔ کیونکہ وہ ایک دلیر اور بہترین نشانہ باز تھا۔ مگر صفت بہادر
کے اصرار پر اسے کیپٹن ہیرڈ کو واپسی کا پیغام پہنچانے پر مامور کرنا ہی پڑا۔
صفت بہادر شتابی سے چلتا ہوا نشنٹ گارڈوں کے پاس پہنچا۔
اور کیپٹن کیمبل کا حکمنامہ اسے پیش کیا گارڈوں نے صفت بہادر کو ہی حکمنامہ
کیپٹن ہیرڈ کو پہنچانے کے لئے کہا۔ صفت بہادر نے اسی راستہ
کو اپنایا جس پر ہیرڈ آگے بڑھ رہا تھا۔ صفت بہادر اور ہیرڈ میں فاصلہ
تیس چالیس گز کا رہ گیا تھا۔ کہ چترالی کھڈ کے بالائی سرے پر پہنچ گئے۔ اور
کیپٹن ہیرڈ پر فائر کھول دی۔ اس اثناء میں صفت بہادر۔ کیپٹن ہیرڈ
کو واپس ہونے کے لئے پکار رہا تھا ہیرڈ واپسی کے لئے مڑا ساتھ ہی دونوں ہاتھ
پیٹ پر رکھ کر کہا "لگ گیا" اور زمین پر بیٹھ گیا۔ اپنے ہمراہی سپاہیوں

کو واپسی کا حکم دیا۔ مگر دو گورکھا سپاہیوں نے اسکا ساتھ نہیں چھوڑا اور باقی
رینگتے ہوئے خشک نالہ کی طرف بڑھنے لگے۔ جزائلیوں کے فائر سے گولی کیپٹن ہیرڈ کے
پیٹ میں لگ گئی تھی۔

کیپٹن ہیرڈ کا راہنما نے لفٹننٹ گارڈن کو نالہ کے دائیں طرف اس مقام تک
پہنچا دی جس مقام کو کیپٹن ہیرڈ چھوڑ کر خشک نالہ میں اتر پڑا تھا۔ لفٹننٹ گارڈن
نے آکر فیکر جزائلیوں پر فائر کھولدی۔ تو جزائلیوں کو مجروح کیپٹن ہیرڈ تک پہنچنے
کا حوصلہ نہ رہا۔ اور شام قریب تر آتا گیا۔ گارڈن نے ڈاکٹر ویجرٹج کو مجروح
ہیرڈ کے پاس بھیجدیا۔ ڈاکٹر دو سپاہیوں کی معیت سے مجروح ہیرڈ کو سٹریچر
پر ڈال کر قلعہ کی طرف بڑھتے وقت خطرہ سے باہر ہوا تھا۔

اگرچہ واپسی کا بگل نہیں بجا تھا۔ مگر شیر افضل خان کے آدمی سپاہیوں کے تعاقب میں گھس
گئے تھے۔ گارڈن نے مزید دو چھوٹی چڑھ کر قلعہ کا رخ کیا۔ اور شام کے اندھیرے میں قلعہ پہنچنے
میں کامیاب ہوا۔ ~~اب جبکہ شیر افضل کے آدمی اسکے نزدیک نہیں پہنچ سکے~~

کیپٹن ٹونزینڈ کو ~~[illegible]~~ جیسا کہ حکم دیا گیا تھا گاؤں پر حملہ کرنے کے لئے اپنا مقام چھوڑ کر
قدرے نشیب اترنا پڑا تھا۔ اور وہاں سے مکان معینہ کی طرف بڑھا۔ اور
چار دیواری تک پہنچ گیا۔ مگر چار دیواری خالی پڑی تھی۔ آگے تھوڑا فاصلہ پر
ایک چار دیواری سے محیط باغ میں بہت سے آدمیوں کو بیٹھے ہوئے کیپٹن ٹونزینڈ
نے دیکھا۔ اور ان کی طرف بڑھنے لگا۔ اس اثناء میں کیپٹن ٹونزینڈ کو
فائرنگ کی آواز سنائی دی۔ جو اس احاطہ کی طرف سے آرہی تھی۔
جو کیپٹن ہیرڈ کو سپرد ہوا تھا۔ کیپٹن ٹونزینڈ بھی باڑھ مارتا ہوا باغ کی
طرف پیشقدمی جاری رکھے ہوا تھا۔ مگر جزائلیوں نے جوابی فائرنگ سے انہیں
مصروف رکھا تو ٹونزینڈ کو برائے نام ایک آڑ میں آڑ لینے پر مجبور ہونا پڑا
سپاہی برائے نام آڑ میں دبک کر سر اٹھانے نہ پائے۔ جو کوئی سر اٹھاتا جزائلیوں
کے گولی کا نشانہ بنتا۔ ٹونزینڈ کو ہر نقصان برداشت کرکے وہیں جم کر
رہنا پڑا۔ وہ متوقع تھا۔ کہ بالآخر ہیرڈ بالائی حصہ سے اتر کر اس کی

پر حملہ کر دیگا۔ تو جرالیوں کو اپنا پوزیشن چھوڑ کر پسپا ہونے پر مجبور ہونا پڑیگا
اس وقت آسانی سے ان پر قابو پا لیا جائیگا۔ مگر میجر گوکھلے تک نہ پہنچا
تھا۔ اور وقت گذرتا گیا۔ گونزسنیڈر کے سپاہی مار کھاتے گئے۔

کپتان کیمبل گونزسنیڈر کو آڑ میں دبک بیٹھے رہتے ہوئے مار کھانے کے بجائے جرالیوں پر
حملہ کرنے کے لئے حکم دینے کے لئے برکش رجمنٹ سے جدا ہو کر آگے چلا گیا۔ ایک مقام
پر پہنچ کر دشمن پر حملہ کرنے کے لئے موزوں جگہ کا انتخاب کرنے کے لئے دیوار پر چڑھا
تو دشمن کی گولی اسکے ماتھے پر لگ گئی۔ اور کنپٹی کی ہڈی توڑ ڈالی۔

کپتان گونزسنیڈر نے آڑ میں دبک کر مار کھاتے رہنے کے بجائے دشمن پر حملہ کرنے کو
ترجیح دی۔ اور حملہ کر دیا مگر جرالیوں نے انہیں چن چن کر گولی کا نشانہ بنا لیا
گونزسنیڈر کا حملہ بہت نقصان کی صورت میں ظاہر ہوا۔ جرنل راج سنگھ اور
میجر بھیم سنگھ بہت سے سپاہیوں کی معیت میں مارے گئے۔ گونزسنیڈر پسپا ہوا
اور بڑے آرام آڑ تک پہنچکر وہاں جم کر شام کی تاریکی پھیلنے تک رہنے کے لئے
سپاہیوں کی حوصلہ افزائی کرنے لگا۔ مگر اسکی حوصلہ افزائی کے الفاظ کارگر
نہ ہوئے۔ سپاہی پسپائی میں ہٹتے گئے۔ کیونکہ جرالیوں نے حملہ میں شدت پیدا
کر دی تھی۔

کپتان کیمبل کپتان گونزسنیڈر کو جرالیوں پر حملہ کرنے کا حکم دینے کے لئے
برکش رجمنٹ سے جدا ہوئے تو وقت برکش رجمنٹ ایک بلندی پر تھا۔ لڑائی شدت
اختیار کر چکی تھی۔ اسلئے برکش رجمنٹ ایک باغ میں اترا۔ باغ میں درخت
گھنے تھے۔ مگر جرالیوں نے گولیوں کی بوچھاڑ تیز تر کر دی۔ تو برکش رجمنٹ
~~اور اسکے ہمراہی گھوڑوں پر سوار نہ ہو سکے۔ گھوڑوں کو ایک محفوظ~~
~~جگہ میں منتقل کر کے خود دیوار کی آڑ میں پناہ لی۔ جرالیوں نے گولیاں~~
~~برسانے میں کوتاہی نہ کی تو برکش رجمنٹ کو پیچھے ہٹ کر فرار ہونے کا خطرہ~~
~~دل لینا پڑا~~ اور جرالیوں کا ایک گروہ انکی طرف بڑھ رہا تھا۔
فیصلہ یہ ہوا کہ برکش رجمنٹ کے ہمراہیوں سے چند ایک حملہ آوروں کی

پیشقدمی کو روک رکھنے کی کوشش کریں تاکہ برٹش ایجنٹ بطرف قلعہ بھاگ
نکلنے کا خطرہ مول لے سکے۔ اس وقت برٹش ایجنٹ کے ساتھ اسکے مصاحبین
خوشوقت۔ مراد خان۔ پوروش خان۔ حبیب اللہ خان۔ ملتانی رب نواز خان
اور مقامی سرداران اتالیق بدور۔ دیوان بیگ وفادار خان تھے۔ ان میں
سے ہر ایک برٹش ایجنٹ کی معیت میں بطرف قلعہ فرار ہونے پر آمادہ تھا۔
صورت حال کی نزاکت کو دیکھ کر مراد خان آگے بڑھا۔ اپنے ساتھی مصاحبین
کو وارفتگی فرض کی جرأت دلاکر حملہ آور گروہ کے سامنے ایک دیوار ملحقہ
کی آڑ لیکر گولی چلانا شروع کردی۔ اسی اثناء میں پوروش خان اور
حبیب اللہ بھی مراد خان کے قریب پہنچکر دیوار کی آڑ لیکر پیشقدمی کرنے
والے گروہ پر گولی چلانی شروع کردی۔ حملہ آور گروہ کی پیشقدمی کچھ دیر
رک گئی۔ اس اثناء میں برٹش ایجنٹ کو بمعیت مابقی ساتھیوں کے
بھاگ نکلنے کا موقع ملا۔

کپتان بیرڈ مجروح ہوئے پر صفت بہادر وہاں سے واپس برٹش ایجنٹ کے پاس
پہنچنے کے لئے رینگتا ہوا شکم نالہ میں داخل ہوا۔ وہاں سے چھپتا ہوا ایک مقام
پر پہنچکر اسکی نظر رب نواز خان ملتانی پر پڑی۔ رب نواز خان پر وار کرنے
کے لئے دو چترالی تلوار سونت کر اللہ اکبر اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے بڑھ رہے
تھے۔ رب نواز خان کھڑا تھا۔ اسکا اعشاریہ ۴۵ پینتالیس ڈبل بیرل رائفل
اسکے سر کے اوپر خط مستقیم بنا ہوا لٹکا تھا۔ رب نواز خان نے ایک ہاتھ
سے رائفل کا کندہ (بٹ) دوسرے ہاتھ سے رائفل کا نالی (بیرل) تھام لیا
تھا۔ اور رائفل کو سر کے اوپر خط مستقیم کی صورت میں رکھ کر
طلبگار امن ہوکر اسلام علیک اسلام علیک کہتا جارہا تھا۔ مگر حملہ آوروں نے
اس پر وار کرہی لیا۔ حملہ آور رب نواز خان کا رائفل کو قبضے میں
لینے کے بعد صفت بہادر کا بھی کام تمام کر سکتے تھے۔ مگر صفت بہادر نے حملہ آوروں
کو رائفل قبضہ میں لینے کی فرصت نہیں دی۔ دونوں حملہ آوروں کو

اپنا رائفل کے دو گولیوں کا نشانہ بنا کر اپنے لئے فرار کا راستہ صاف کر لیا۔
اور بطرف قلعہ فرار ہوا۔ اسنے دیکھ لیا تھا۔ کہ شیر افضل کے آدمیوں سے برکس الٹھ
کی فوج مار کھا کر پسپا ہو گئی ہے۔

مراد خان نے دیکھا۔ کہ حملہ آور گروہ کے بڑھتے ہوئے قدم بڑھنے لگے ہیں
اسنے اپنے دائیں بائیں آگے پر نظر دوڑائی۔ وہاں اسکے ساتھیوں سے کوئی
ایک بھی موجود نہ تھا۔ اور وہ اکیلا ایک گروہ کی پیشقدمی روکنے پر قادر نہ تھا
اسنے آڑ چھوڑ دیا۔ اور واپس اپنے گھوڑے کے پاس پہنچکر گھوڑے پر سوار
ہوا۔ اور قلعہ کی طرف فرار ہوا۔ جدنگاہ تک اسکے ساتھی اسے نظر نہ آئے
وہ گھوڑے سرپٹ دوڑاتا ہوا قلعہ کی طرف جا رہا تھا۔ ایک جگہ پہنچکر اسنے صفت بہادر کو
دیکھا۔ جو پیادہ بھاگتا جا رہا تھا۔ مراد خان نے صفت بہادر کے پاس پہنچکر
اپنا گھوڑا روک لیا۔ اور صفت بہادر کو اپنے پیچھے گھوڑے ~~پر سوار کرا کے~~
پر سوار کرا کے گھوڑے کو سرپٹ دوڑانے لگا۔ اس اثناء میں ایک زرہ پوش حملہ آور
نیزہ تانے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا قریب سے قریب تر پہنچتا گیا۔
تو مراد خان نے گھوڑے کا راس صفت بہادر کے ہاتھ میں تھما دی۔
خود مڑ کر حملہ آور پر گولی چلا دی۔ گولی حملہ آور کے گھوڑے کے
سینہ میں لگی۔ گھوڑا گولی کھا کر زمین سے پیوست ہوا۔ زرہ پوش سوار[1]
گھوڑے سے جدا ہو کر چاروں شانے زمین پر چت ہوا۔ مگر جلد ہی سنبھل گیا

[1] زرہ پوش حملہ آور چترال کا نامی گرامی شمشیر زن مہتر شیر افضل خان کی فوج کا سالار
اور مہتر شیر افضل خان کا خاص بھائی محمد عیسیٰ تھا۔ وہ زمین سے اٹھ کر آہستہ آہستہ
میدان چوگان بازی کی طرف بڑھا۔ اور میدان چوگان بازی کی دیوار سے ٹیک لگا بیٹھا۔
اس اثناء میں ایک انگریز افسر کا سائیس "جسکے سر پر ہیٹ تھا" اپنا آقا کے گھوڑے
پر سوار محمد عیسیٰ کے سامنے سے گزرنے لگا۔ تو محمد عیسیٰ کھڑا ہو کر گھوڑے کا راس پکڑ لیا۔
نیام سے تلوار نکال کر سائیس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ خود مقتول کے گھوڑے پر
سوار ہو کر واپس قیام گاہ مہتر شیر افضل خان کی طرف چل پڑا۔ شام کی تاریکی پھیل رہی تھی۔
مزید کسی کا تعاقب کرنے کا وقت گزر چکا تھا۔

اور آہستہ آہستہ بیلو کے رخ پر چلنے لگا۔

مراد خان گھوڑے کی رفتار بدستور سرپٹ رکھ کر ایک جگہ پہنچ گیا۔ تو صفت بہادر کا
سائیس گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔ صفت بہادر مراد خان کے پیچھے پیچھے سے اتر پڑا
اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ ایک دوسرے پر بیٹھ کر مراد خان اور صفت بہادر جدا
ہوئے۔ اور جدا راستوں سے قلعہ کی طرف روانہ ہوئے۔

صفت بہادر کو پہلے راستے میں کپتان کیمبل دکھائی دیا۔ جو مجروح تھا۔ لنگڑاتا ہوا
قدم بڑھانے کی کوشش کرتا تھا۔ صفت بہادر نے اسے اپنے آگے گھوڑے پر بٹھایا۔
اور بسلامت قلعہ پہنچا۔ اس وقت شام کی تاریکی ہر سو پھیل گئی تھی۔

برٹش رجمنٹ بمعہ اپنے ہمراہیاں پہلے ہی قلعہ پہنچ چکا تھا۔ اس اثناء میں
لفٹنٹ گارڈن اور مراد خان بھی قلعہ پہنچ گئے۔ اور کپتان کونسرینیہ اور اسکے
سپاہی بھی قلعہ میں داخل ہوگئے۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر ویبر مجروح بیرڈ کو لیکر
قلعہ پہنچے۔ نصف رات کے قریب مہتر جو اسفندیار اور مہتر امان الملک کو زخمی مجروح

دب نواز خان ملتان کو قلعہ کے پھاٹک میں پہنچا کر واپس چلا گیا۔

کپتان کیمبل کے گلے کی چیں کو ڈاکٹر رابرٹسن برٹش ایجنٹ نے ٹانکہ لگا کر جوڑ دیا۔

کپتان بیرڈ زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسا۔ اسکی نعش فوجی اعزاز کے ساتھ قلعہ کے
پھاٹک کے قریب دفنائی گئی۔

۴ مارچ ۱۸۹۵ء کے بعد دوپہر جنگ چترال میں جرنیل باج سنگھ بمع سنگھ
کپتان بیرڈ اور چالیس سپاہی کام آئے۔

مہتر شیر افضل خان کے آدمیوں میں افغان سید احمد خان بھی کام آیا جس نے ۲۸ فروری کو
گیریٹ دروش میں شان خود اعتمادی سے مہتر شیر افضل خان کا ایلچی کے فرائض ادا
کرنے پر عمران کمانڈنس دروش گیریٹ اسکی خود اعتمادی سے متاثر ہو کر چھوڑ دیا گیا۔

مورخہ ۴/۳ مارچ کی رات سے ڈاکٹر رابرٹسن برٹش ایجنٹ بمعیت معہ
ملازمین ہمراہیوں کے قلعہ چترال میں قلعہ بند (محصور) ہوا اور شہزادہ شجاع الملک کو کمسن
بسبب حفاظت و ملازمین قلعہ چترال میں قلعہ بند رکھے۔

چترال میں مہتر شیر افضل خان کی ۳ مارچ کی کامیابی کی اطلاع دروش میں مقیم نواب عمرا خان والئے جندول کو ملی۔ تو اس نے اپنے بھتیجوں خان عبدالمجید خان و خان عبدالغنی خان کو معہ ایک دستہ فوج شیر افضل خان کے پاس چترال بھیج دیا۔
شیر افضل خان نے قلعہ کو محاصرہ میں لیا۔ اور محمد عیسیٰ۔ محمد ولی خان و بھتوں وغیرہ کو مستوج اور غذر سے برٹش ایجنٹ کو کمک پہنچانے کے ذرائع منقطع کرنے کے لئے روانہ کر کے مستوج بھیج دیا۔

کرنل ڈیورنڈ برٹش ایجنٹ گلگت نے ۱۸۹۲ء میں فوج کی تعینات گوپس اور مستوج میں کر دیا تھا۔ جنوری ۱۸۹۵ء کے ہنگامی حالات میں برٹش ایجنٹ ڈاکٹر رابرٹسن نے گوپس سے مستوج فوج پہنچانے کا جو سلسلہ قائم کیا۔ تقابلی سے عمل میں آ رہا۔ اور مستوج سے چار سو تربیت یافتہ فوج چترال پہنچایا جانا ضروری سمجھا گیا۔ وہ حصہ فوج برٹش ایجنٹ کا چترال پہنچ جانے سے پیشتر اور برٹش ایجنٹ کے ساتھ چترال پہنچ چکی تھی۔ باقی فوج غذر اور مستوج میں قیام پذیر رہی۔ اور مستوج میں کیپٹن ماہر لی کمان افسر تھا۔

محاصرہ چترال کی مفصل روئیداد الحاج مولوی حشمت اللہ خان صاحب نے تاریخ جموں کے باب چہارم بہ نام سنگھ کے فتوحات سرحدی میں وضاحت سے بیان کیا ہے۔ جس میں عرصہ محاصرہ موقف مہتر شیر افضل خان کہ "شیر افضل خان کو مہتر چترال تسلیم کیا جائے" اور برٹش ایجنٹ واپس گلگت یا پشاور چلے جائے" اور موقف برٹش ایجنٹ کہ "شیر افضل خان برٹش گورنمنٹ ہند سے دوستانہ تعلقات وابستہ رکھنے کا خواہشمند ہے۔ تو قلعہ میں آ کر برٹش ایجنٹ کو خود [illegible]" کے گرد گھومتی ہوئی گفت و شنید دکھائی دے رہی ہے۔ جو بذریعہ سفارت اور خط و کتابت عمل میں آتا رہا۔ تا آں وقت کہ افواج سرکار ہند و مہاراجہ جموں و کشمیر نے چترال تسخیر کر لی۔ اور برٹش ایجنٹ ڈاکٹر رابرٹسن کو مقاصد برٹش گورنمنٹ ہند کی تکمیل تک پہنچانے میں کامیابی ہوئی۔

محاصرہ چترال و تسخیر چترال کا مختصر سا ذکر قارئین کی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ اسلئے مندرجہ واقعات محاصرہ و تسخیر چترال [illegible] کو بھی ضبط تحریر میں لایا جاتا ہے۔

چترال میں حالات غیر تسلی بخش ہونے کی اطلاع پر کیپٹن ماہر علی نے ساٹھ مکس ایمونیشن
صوبیدار دھرم سنگھ گورکھا کی نگرانی میں مستوج سے روانہ کیا۔ ۲۳ مارچ کو
کیپٹن راس معہ لفٹننٹ جونس و کیپٹن براوزن اور ۱۴ سکھ پلٹن کے ایک سو بیس
نفریوں کے ہمراہ مستوج پہنچا۔ اور لفٹننٹ ایڈورڈس و فولر بھی مستوج پہنچ
گئے تھے۔ مستوج میں کمان کیپٹن راس نے اپنے ہاتھ میں لیکر ایڈورڈس معہ فولر
کو کچھ سپاہیوں کے ساتھ ایمونیشن کی نگرانی کے لئے صوبیدار دھرم سنگھ سے
ملنے کے لئے بھیجدیا۔ جس سے ایمونیشن گارد کی تعداد ساٹھ جوانوں تک پہنچی۔ جولا
کے مقام پر لفٹننٹ پہنچ گئے تو وہاں میں شیر افضل کے آدمیوں نے ان پر حملہ کر دی۔
وہ پسپاء ہوکر موضع ریشن پہنچ گئے تو انہیں معلوم ہوا کہ جنرل شیر افضل خاں
کے طرفدار بچے ہیں۔ اس انکشاف حال پر ایڈورڈس نے "بنگالی دوڑ" پر
قبضہ کر کے مدافعانہ لڑائی کے لئے مکان کو مستحکم کیا اور قلعہ کی شکل دیدی۔
اور مستوج میں کیپٹن راس کو اطلاع بھیجدی۔ کہ ریشن میں حملہ کی تیاری ہو رہی ہے۔

۲ مارچ کو کیپٹن راس معہ جونس اپنے ایک سو بیس سکھ سپاہیوں کے مستوج سے
ریشن روانہ ہوا۔ بونی پہنچ کر چالیس سپاہیوں کو الگ رکھا۔ باقی سپاہیوں اور
جونس کو ساتھ لیکر خود آگے بڑھا۔ دوپہر کو کوراغ کے درہ تنگ میں دشمن کے
نرغے میں پھنس گیا۔ جونس کو دس سپاہیوں کے ساتھ واپس کوراغ بھیجا۔
تاکہ وہ کوراغ کی طرف درہ تنگ کو محفوظ رکھے۔
جونس مقام متعینہ تک پہنچنے میں آٹھ سپاہیوں سے ہاتھ دھو بیٹھا۔
کیپٹن راس جونس کے آٹھ سپاہیوں کے مارے جانے اور کل نفری کا
دشمن کے نرغے میں پھنس جانے کی بناء پر اپنے سپاہیوں کو دریا کے کنارے
دو غاروں میں بٹھا دیا۔ جونس بھی اپنے دو سپاہیوں کے ساتھ واپس
پہنچا۔ رات کو کیپٹن راس نے غاروں سے نکلکر کوراغ پہنچنے کی کوشش کیا۔
مگر دشمن نے گولیوں کی بوچھاڑ سے انہیں کامیاب ہونے نہ دیں۔ وہ
واپس غاروں میں چلے گئے۔ صبح دریا کے پار سے بھی ان پر گولی چلائی گئی

اور انہیں حرکت کرنے نہ دی۔ دوسری رات بہرحالت میں غاروں سے نکلنے کا فیصلہ کیا گیا۔ بعد دو بجے رات کپتان راس سمت مشرق کی طرف دوڑ پڑا۔ کل سپاہیوں نے اسکی تقلید کر دی۔ دشمن نے بہت سارے سپاہیوں کا صفایا کر دیا۔ کپتان راس بھی مارا گیا۔ جولس سترہ سپاہیوں کی معیت میں وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوا۔ ان پر کوراغ میں یکے بعد دیگرے دو گروہوں نے تلواروں سے حملہ کیا۔ مگر سکھوں نے انہیں گولی اور سنگینوں سے ختم کر ڈالے۔ سکھوں سے بھی چار سپاہی مارے گئے۔ جولس اور نو سپاہی مجروح ہوگئے۔ تاہم وہ چلتے رہے۔ صبح کے چھ بجے بونی پہنچکر ان سپاہیوں سے مل گئے۔ جنہیں کپتان راس وہاں چھوڑ گیا تھا۔

تقریباً بیس سپاہی غاروں سے بھاگنے کے قابل نہ تھے وہ وہیں پڑے رہے تھے۔

محمد عیسیٰ ~~بمعیت لنگر محمد ولی خان اور پختون ولی خان~~ چترال سے چل کر ۱۲/۱۱ مارچ کو ریشن پہنچا۔ ایڈورس اور فولر کو پیغام بھیجا گیا۔ کہ برٹش ایجنٹ نے چترال کی حکومت مہتر شیر افضل خان کو سونپ دی ہے۔ اسلئے وہ ریشن میں محصورین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا خواہشمند ہے۔ اسلئے وہ چاہتا ہے۔ کہ محصورین ریشن سے واپس مستوج چلے جائیں۔ ایڈورس نے جواب دیا کہ وہ چترال میں برٹش ایجنٹ کے پاس بھیج جانا چاہتا ہے۔ یا برٹش ایجنٹ کے احکام ملنے تک وہ ریشن میں ٹھہر کر منتظر احکام رہیگا۔

محمد عیسیٰ نے ایڈورس اور فولر کو چوگان بازی میں حصہ لینے کی دعوت دی۔ ان کے معذرت پر انہیں ~~تو انہوں نے معذرت چاہی۔ محمد عیسیٰ نے انہیں~~ چوگان بازی کا تماشہ ~~دیکھنے~~ کے لئے میدان چوگان بازی میں جانے پر مجبور کیا۔ ~~محمد~~ انہوں نے اس شرط پر میدان چوگان بازی میں جا کر اپنی نشست سنبھال لیں۔ کہ ان کی نشستگاہ میں سوائے محمد عیسیٰ اور کسی کو نشست کی حکم نہ ملے۔ چنانچہ اسامی

۱۸۹۳ء سے ۱۹۰۷ء تک کے عرصہ میں خان بہادر راجہ محمد اکبر خان جاگیر دار و گورنر پونیال نے بزعم کشمیر دربار میں مقبولیت اور ذاتی قاہرانہ عادت کے پانچ بے گناہوں کا خون بہایا۔ تو حکومت عالیہ اسے ذریعے گناہوں کے خون بہانے اور خود سری کو بروئے کار لانے سے محفوظ رکھنے کے لئے اسے حراست میں لیکر سرینگر پہنچا دی اور ہری پربت میں نظر بند رکھا۔ کشمیر دربار میں اسکی مقبولیت کا یہ عالم تھا۔ کہ بدوران نظر بندی بھی مہاراجہ پرتاب سنگھ اسے گاہ گاہ اپنے دربار میں بلائے جاکر اسے آرام و آسائش کی سہولتوں سے نوازا کرتا تھا۔ قلعہ ہری پربت میں اسکا سالہ راجہ عذور خان ابن راجہ زعفر خان ۱۸۹۲ء سے نظر بند تھا۔ وہاں دونوں رشتہ دار بھائیوں کا وقت خوب گزرنے لگا۔

مئی جون ۱۹۰۵ء میں بمنظوری سرکار ہند اور مہاراجہ جموں و کشمیر راجہ صفت بہادر برادر راجہ محمد اکبر خان پونیال کا گورنر مقرر ہوا۔ اسوقت راجہ محمد اکبر خان کا فرزند گلستے محمد انور خان کمسن تھا۔

زمانہ قدیم سے تانگیر زیر اثر حکومت یاسین و کوہ خضر رہا تھا اور دارئیل زیر اثر حکومت پونیال۔

راجہ پختون ولی خان خوشوقتیہ تانگیر پر قبضہ جما کر دارئیل کو بھی قبضہ میں لینے پر تلا۔ راجہ صفت بہادر بوروشن بھی چاہتا تھا۔ کہ خاندان خوشوقتیہ کا فرد خاندان بوروشن کے زیر اثر وطن پر بھی چھا جائے۔ بنا برین راجہ صفت بہادر نے برسر اقتدار آتے ہی الچی لیاں دارئیل سے ساز باز رکھا۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ دارئیل میں اپنی آزاد حکومت قائم کرے۔ پونیال میں اسکی گورنری عارضی تھی۔ جسکی وجہ راجہ محمد اکبر خان جاگیردار و گورنر پونیال کا فرزند محمد انور خان کی صغیرسنی تھی۔ راجہ صفت بہادر کا ساز باز دارئیل میں قبول ہونے لگا۔ کیونکہ صفت بہادر کی دادی مادر عیسیٰ بہادر دختر دارئیل تھی۔

بمنظوری مہاراجہ جموں وکشمیر ۱۸۶۰ تا ۱۹۱۰ راجہ گلگت

۴۔ راجہ عیسٰی بہادر ابن راجہ خان بہادر پونیال بمنظوری مہاراجہ جموں وکشمیر
۱۸۶۰ تا ۱۸۷۲ جاگیر دار و حکمران پونیال۔

۵۔ راجہ محمد اکبر خان ابن راجہ عیسٰی بہادر پونیال بمنظوری مہاراجہ جموں وکشمیر
۱۸۷۲ تا ۱۹۰۴ء حکمران (۱۸۹۵ سے گورنر) پونیال۔

۶۔ راجہ بہادر خان ابن شاہ سلطان ثانی مقپون بمنظوری مہاراجہ جموں وکشمیر
۱۸ تا راجہ استور۔

۷۔ میر محمد نظیم خان ابن راجہ غضنفر خان آیش بمنظوری سرکار عالیہ ہند اور
مہاراجہ جموں وکشمیر ۱۸۹۲ تا ۱۹۳۹ حکمران ہنزہ۔

۸۔ میر شاہ سکندر خان ابن راجہ زعفر خان مغلوٹ بمنظوری سرکار عالیہ ہند اور
مہاراجہ جموں وکشمیر ۱۸۹۲ تا ۱۹۰۴ حکمران نگر

۹۔ مہتر سردار نظام الملک ابن مہتر امان الملک کٹوریہ زیر اثر سرکار عالیہ ہند ۱۸۹۲ تا ۱۸۹۴
حکمران کوہستان (چترال۔ مستوج۔ و پرش گوم)

۱۰۔ مہتر شجاع الملک ابن مہتر امان الملک کٹوریہ زیر فرمان وائسرائے و گورنر جنرل کشور ہند
۱۸۹۵ تا ۱۹۱۴ فرمانروائے چترال ۱۹۱۴ تا ۱۹۳۰ فرمانروائے چترال و مستوج۔

۱۱۔ مہتر جو بہادر خان ابن مہتر امان الملک کٹوریہ بمنظوری سرکار عالیہ ہند اور مہاراجہ جموں کشمیر
۱۸۹۵ء تا ۱۹۰۷ گورنر مستوج

۱۲۔ مہتر جو شاہ عبدالرحمٰن ابن راجہ پہلوان خوشوقتیہ بمنظوری سرکار عالیہ ہند اور
مہاراجہ جموں وکشمیر ۱۸۹۵ تا ۱۹۰۵ گورنر یاسین و پرگنہ کوہ ۱۹۰۵ تا ۱۹۱۰
گورنر یاسین و کوہ غذر

۱۳۔ حاکم مہربان شاہ ابن حاکم رحمت اللہ سکیع بمنظوری سرکار عالیہ ہند اور مہاراجہ جموں وکشمیر
۱۸۹۵ء تا ۱۹۰۵ گورنر پرگنہ غذر

۱۴۔ میر علیمردان شاہ ابن میر فتح علی شاہ واخی بمنظوری سرکار عالیہ ہند اور مہاراجہ جموں کشمیر
۱۸۹۵ تا ۱۹۲۶ گورنر اشکومن۔

۱۸۴۲ سے ۱۸۹۵ تک استور۔ بونجی۔ چیلاس۔ گلگت۔ نومل۔ چھلت۔ علی آباد
شکایوٹ۔ گوپس۔ مستوج و چترال اور درکوٹ میں فوجی چوکیاں اور چھاؤنیاں قائم ہوئیں

۱۸۶۰ سے ۱۸۹۵ تک شمالی و شمال مغربی علاقہ جات بالواسطہ مہاراجہ جموں و کشمیر
اور براہ راست سرکار عالیہ ہند کی تسلط و تحفظ میں گئیں۔ استحکام سرحدات
مکمل ہو گئیں۔ نظام علاقہ جات حکومت عالیہ کی پالیسی اور دستور ملک کی روشنی
میں سنبھالنے کے لئے حکمرانوں کی تقرریاں عمل میں آئیں۔ تو حکمرانان و اہلیان
علاقہ جات کو اطمینان و سکون کا سانس لینا نصیب ہوا۔ حکمرانوں کو اپنے دلی
حریف دعویداروں سے نبرد آزمائی کے نتائج کا خوف و خطرہ نہ رہا اور
اہلیان علاقہ جات کو سرگرداں رہنے اور بے گناہ مقتول ہونے کا اندیشہ نہ رہا۔
نہ ہی فروخت ہونے کا خدشہ اور نہ ہی املاک خورد برد ہونے کے امکانات کا ڈر دامنگیر
رہا۔ حکمرانوں نے بلحاظ پالیسی گورنمنٹ اور دستور ملک کی روشنی میں عدل و انصاف
اور امن عامہ قائم رکھا۔ اہلیان علاقہ جات اپنی زمینوں کو زرخیز بنانے اور
مال مویشیوں کو فروغ دینے پر متوجہ ہوئے۔ ملک میں عدل و انصاف اور امن و امان
کا دور دورہ رہا۔ اور اہلیان علاقہ جات خوشحال زندگی سے وابستہ رہے +

۱۹/۱۸ اپریل ۱۸۹۵ میں راجہ محمد ولی خان و برادرش پختون ولیخان پسران راجہ
میر ولی خان خوشوقتیہ ہمراہ شیر افضل خان کٹورے کے ہمراہ چترال سے فرار ہو کر
باشقار پہنچ گئے تھے۔ جہاں شیر افضل خان باشقار سے ہمراہ نواب محمد شریف خان دیر
پکڑا گرفتار ہوا اور مدراس پہنچ گیا۔ محمد ولی خان و پختون ولی خان اور محمد عیسیٰ
باشقار سے چلتے ہوئے تانگیر پہنچ گئے۔ محمد ولی خان تانگیر میں اپنی حکومت قائم
کرنے کے لئے وہاں کے جشیران (ملکان) سے ساز باز میں لگا۔ نتائج ظہور پذیر
ہونے سے پیشتر محمد ولی خان انتقال کر گیا۔ اور محمد عیسیٰ بھی جاں بحق ہوا تھا۔
پختون ولیخان اپنا بھائی کا پارٹ ادا کرنے کی تگ و دو میں رہا۔ اور وہ کامیابی
کی طرف قدم بڑھانے لگا۔ مگر تانگیر میں ایک گروہ قبائلی آزادی کا دستور
بحال رکھنے پر تلی ہوئی تھی۔ اس گروہ کے چند آدمیوں نے پختون ولیخان کو
نقصان لگانے کا قصد کر لیا اور ایک رات تاریکی میں وہ پختون ولیخان
کا رہائشی مکان کے چھت پر چڑھ کر دود کش روشندانوں سے مکان کے
اندر گھاس داخل کرنے لگے۔ تاکہ گھاس کو آگ لگا کر پختون ولیخان کی

مکان سمیت نذر آتش کرلیں۔ قسمت پختون ولیاں کی یاور تھی۔ وہ گرا پائیں
سکہ بند رائفل کی نالی دودکش پر سیدھی کر کے گولی برسانے لگا۔ حملہ آور
چند دستیں چھوڑ کر فرار ہوئے۔ پختون ولیاں مکان سے باہر نکل کر انکا تعاقب
کیا۔ ان میں سے بھی چند ایک کو گولی کا نشانہ بنا کر واپس رہائش گاہ پہنچ کر اپنے
محبوس ملازمین کو آزاد کیا۔ جبکہ حملہ آوروں نے مکان کے دروازے پر کنڈی
چڑھا کر مکان کے اندر محبوس کر لیے تھے۔

پھر تانگیر میں اپنی حکومت کا اعلان کیا۔ تانگیریوں پر اپنا رعب رات کے
دلیرانہ واقعہ سے جما چکا تھا۔ تانگیریوں نے تانگیر پر اسکی حکمرانی تسلیم کرلی۔

۱۸۹۵ میں تسخیر چترال کے بعد برٹش ایجنٹ کے مصاحبوں کا دائرہ وسیع ہو کر
مستوج، چلاس، ہنزہ نگر، ویرش گوم اور چترال تک پھیل گیا۔ دائرہ مصاحبین
میں صفت بہادر، مراد خان، پوروش خان اور شہید الجم (خوش جو) ابن
خوشوقت کو اعزازی درجہ حاصل ہوا تھا۔ وہ بجائے گشنور یا مہتر جو راجہ
کہلاتے تھے۔ دربار سرکار میں انہیں عزت کی نشست ملتی تھی۔ جبکہ وہ
ہنزہ نگر، چلاس اور چترال کی لڑائیوں میں صفت بہادر اور مراد خان
کا سرفروشانہ خدمات معتبر اور شہید الجم کا والد خوشوقت اور پوروش خان
جنگ چترال میں شامل رہے تھے۔ ۱۹۰۲-۳ کلکتہ دربار میں (بمطابق تخت نشینی
ایڈورڈ ہفتم) علاقہ جات گلگت ایجنسی کے حکمرانوں کے ساتھ انہیں بھی نشست
ملی تھی۔ اسی تما (یکم جنوری ۱۹۰۳ کو) راجہ مراد خان دونوں کو خانصاحب
کا خطاب ملا۔ اور اسی سال ہز ایکسیلینسی لارڈ کچنر کمانڈر انچیف افواج
سلطنت برطانیہ کے دورہ کشمیر، گلگت، چترال، پشاور کے وقت خانصاحب راجہ مراد خان
کمانڈر انچیف موصوف کے مصاحبت کے لیے مخصوص ہو کر سرینگر سے شملہ تک اپنے فرائض حسن اسلوبی سے انجام دی

حالات زمانہ راجہ صفت بہادر کے لئے سازگار تھے۔ کیونکہ انتظامیہ بھی نہیں چاہتی تھی۔ کہ بھتون ولیجان ایک طاقت بن جائے۔ جو ان علاقوں کے لئے خطرناک ثابت ہو سکے۔ چونکہ راجہ صفت بہادر کے ساتھ میجر ڈیو پولیٹکل ایجنٹ گلگت کے ذاتی تعلقات بھی دوستانہ تھے۔ اسلئے راجہ صفت بہادر نے اپنے ارادہ کا ذکر میجر ڈیو سے کیا۔ تو میجر ڈیو پولیٹکل ایجنٹ گلگت نے محتاط الفاظ استعمال کرکے راجہ صفت بہادر کو داریل میں اپنی حکومت قائم کرنے کی اجازت دے ہی دی۔

1909ء میں راجہ صفت بہادر براستہ نالہ سنگل بمقام ہمریمہ پہنچا۔ تو راجہ بھتون ولیجان کا سالہ میاں عبدالقادر بحیثیت ایلچی اس سے ملا۔ اور اس سے کہا۔ کہ راجہ بھتون ولیجان چاہتا ہے۔ کہ مقام ات کا حصار حد فاصل داریل و تانگیر میں آپ اور راجہ بھتون ولیجان کی تنہائی میں ملاقات ہو کہ مناسب سمجھوتہ ہو۔ فریقین غیر مسلح ملاقات کریں گے۔ اور فریقین کے ساتھ لشکر بھی نہ ہوگی۔ راجہ صفت بہادر نے تجویز راجہ بھتون ولیجان قبول کر لیا۔ میاں عبدالقادر خوشی سے واپس چلا گیا۔ کیونکہ اس نے ایلچی کی صورت میں راجہ صفت بہادر کے ہمراہیوں کا جائزہ لے چکا تھا۔ جنکی تعداد ساٹھ ستر نفوس سے زائد نہ تھی۔ راجہ صفت بہادر مقام ات پہنچا۔ تو معتبران داریل اسکی پیشوائی کے لئے وہاں پہنچ گئے۔ راجہ صفت بہادر شنیبہ جائے ملاقات (دھارات) کی طرف جانا چاہتا تھا۔ کہ ایک مخبر نے اطلاع دی۔ کہ راجہ بھتون ولیجان بمعیت لشکر دھار ات کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہ اطلاع طے شدہ وعدہ کے خلاف تھا۔ اسلئے راجہ صفت بہادر نے دھار ات جانے کے بجائے قلعہ گوماری پہنچ جانا ضروری سمجھا۔ اس اثناء میں تین مسلح افراد دھارات برآمد ہوئے۔ ان میں سے ایک راجہ بھتون ولیجان تھا۔ دوسرا میاں عبدالقادر اور تیسرا ملازم بھتون ولی خان۔ فریقین میں درمیانی فاصلہ تین چار سو گز سے زائد نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد بھتون ولیجان اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ صفت بہادر کی طرف روانہ ہوا۔ صفت بہادر اسکا منتظر رہے۔ بھتون ولیجان صفت بہادر کے پاس پہنچ گیا۔ تبادلہ سلام و مصافحہ کے بعد بھتون ولی خان نے صفت بہادر کے ساتھ علیحدگی میں تبادلہ خیالات کا ارادہ ظاہر کیا۔

راجہ صفت بہادر اپنے ہمراہیوں سے جدا ہو کر تقریباً ڈیڑھ سو گز کے فاصلہ پر گیا۔ اور راجہ بجیون ولیخان کو اسکی وعدہ جلد سے جلد دیا۔ اس اثناء میں حقیقت پر راجہ بجیون ولیخان سراسیمہ نظر آیا۔ کیونکہ اس وقت وہ راجہ صفت بہادر کے ہمراہیوں کے نرغے میں تھا۔ راجہ صفت بہادر نے اس سے کہا۔ میں اپنے وعدہ کا احترام کرتا ہوں۔ آپ واپس اپنے لشکر کے پاس پہنچ جاؤ۔ جو اس دھار کے پیچھے آپ کے احکام کے منتظر ہیں۔ آپ اس دھار پہنچنے تک میں یہاں آپ اور اپنے ہمراہیوں کے درمیان کھڑا رہونگا۔ تاکہ میرے ساتھی آپ پر گولی نہ چلا سکیں۔ پھر اپنا ریوالور بھی اسکے ہاتھ میں تھما دیا۔ راجہ بجیون ولیخان نے اس دھار پر پہنچکر اپنا نوکر کے ہاتھ راجہ صفت بہادر کا ریوالور واپس بھیج دیا۔ اسوقت راجہ صفت بہادر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا۔ اور راجہ صفت بہادر کا ملازم آگے بڑھکر راجہ بجیون ولیخان کے ملازم سے اپنے آقا کا ریوالور لے لیا۔ راجہ صفت بہادر اس سے بطرف گوماری قلعہ روانہ ہوا۔ اور قلعہ گوماری میں داخل ہو کر ضروری انتظامات درست کرنے لگا۔

اس اثناء میں راجہ بجیون ولیخان بھی بمعیت لشکر تانگر گوماری پہنچ کر قلعہ گوماری کو محاصرہ میں لیا۔

راجہ صفت بہادر شیر قلعہ سے روانہ ہو کر براستہ نالہ سنگل عبور کرتے ہی میجر ڈیو پولیٹیکل ایجنٹ گلگت نے ہنگامی حالات کا اعلان کر کے چیلاس قلعہ میں متعین فوج کو مستعد کر رکھا۔ سول لیویان ہونزہ نگر و یاسین گوم کو جلد از جلد گلگت میں جمع ہونے کے احکامات جاری کیا۔

میجر ڈیو سرحدات مابین گلگت ایجنسی و داریل تانگیر کی حفاظت کے لیے سول لیویان کو حرکت میں لانے کے پردے میں راجہ صفت بہادر کو امداد پہنچانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ تاکہ داریل تانگیر میں بجائے بجیون ولیخان صفت بہادر کی حکمرانی زیر اثر سرکار عالیہ ہند اور مہاراجہ جموں و کشمیر اہالیان گلگت ایجنسی کے سکون و اطمینان کو تقویت پہنچانے کا باعث ہو سکے۔

راجہ صفت بہادر میجر ڈیو کے ارادوں سے لاعلم اور ہنگامی حالات کے انتظامات

سے بے خبر قلعہ گوماری میں محصور تھا۔ راجہ پختون ولیخان اس تمام ہنگامی حالات گلگت سے آگاہ ہو چکا تھا۔ اور وہ مسلح سول لیویز گلگت ایجنسی کی داریل میں ورود کو اپنی اقتدار کی تباہی سمجھنے لگا تھا۔ اسلئے اسنے محاصرہ میں شدت پیدا کیا۔ اور داریلیوں پر دباؤ ڈالا۔ کہ وہ صفت بہادر کو واپسی پر مجبور کریں۔ چنانچہ جن داریلیوں نے اسے داریل بلا لیے گئے تھے۔ وہی اسے داریل سے نکالنے میں پیش پیش رہے۔ اب صفت بہادر کے لیے ساتھ مٹھی بھر فورس پونیالیوں کی معیت سے پختون ولی خان کی لشکر تانگیر کا مقابلہ کرنا خارج از امکان تھا۔ اسکی کمزور حالت کو بھانپ کر پختون ولی خان نے صفت بہادر کو یقین دلا دیا۔ کہ اگر وہ قلعہ گوماری سے واپس پونیال چلا جائے تو اسکی مزاحمت نہیں کی جائیگی۔ راجہ صفت بہادر نے واپسی کا راہ اختیار کر لیا۔

علاقہ جات گلگت ایجنسی سے سول لیویوں کا گلگت پہنچ جانے میں کچھ دن لگے ہنوز وہ حرکت میں نہیں آئے تھے۔ کہ پولیٹکل ایجنٹ کو اطلاع ملی۔

کہ راجہ صفت بہادر داریل سے واپس سرحد گلگت داخل ہوا ہے۔ منصوبہ میجر ڈیو دھرے کے دھرا رہے۔ اور میجر ڈیو نے راجہ صفت بہادر کو سنگل پہنچتے ہی حراست میں لینے کی کارروائی عمل میں لایا۔ چنانچہ راجہ صفت بہادر کو سنگل میں حراست میں لیا جا کر گلگت پہنچایا گیا۔ اور گلگت سے استور پہنچایا جا کر وہاں نظر بند رکھا گیا۔ چند ماہ بعد استور سے واپس گلگت بلایا گیا۔ اور دوبارہ پونیال میں عہدہ گورنری پر بحال کیا گیا۔

واقعات مذکورہ راجہ پختون ولیخان کی وقعت بڑھانے کے ممد ہوئے۔ راجہ پختون ولیخان کا مکمل تسلط داریل پر قائم ہوا۔ اور راجہ پختون ولیخان نے تانگیر داریل میں احکام شرعی نافذ کر لیا۔

۱۹۰۵ء میں حاکم مہربان شاہ گورنر پرگنہ خضر کو حکومت عالیہ نے عہدہ گورنری اور حاکمی سے برطرف کر دی۔ کیونکہ مقتول لیوی جمعدار شاہ سکندر گولاغ مولی کے قتل میں وہ ملوث تھا۔ جسے اسکا سالہ حسن علی سکنہ گولاغ مولی نے مقام دوورلھٹ میں قتل کیا تھا۔ قاتل حسن علی کو گلگت جیل میں پھانسی دی گئی۔ اس وقت پھانسی کی منظر سے روشناس کرانے کے لیئے معتبران خضر کو پولیٹکل ایجنٹ گلگت نے حکماً موقع پر حاضر رکھا تھا۔

۱۹۰۵ سے پرگنہ خضر معہ مشمول پرگنہ کوہ علاقہ یاسین میں شامل کیا گیا اور راجہ شاہ عبدالرحمٰن گورنر یاسین و کوہ خضر رہے۔ اور راجہ شاہ عبدالرحمٰن نے اپنا رضاعی بھائی لعل شاہ ابن حاکم مہربان شاہ کو عہدہ حاکمی پر مامور کیا۔ راجہ شاہ عبدالرحمٰن نے ۱۹۰۵ سے یاسین و پرگنہ کوہ کے ساتھ پرگنہ خضر کی گورنری (حکمرانی) سنبھالنے کے بعد اپنی موجودہ خاندان خوشوقتیہ کی اقتدار رفتہ کو بحال کرنے کے خطوط پر مرتکز کرلی۔ اور اپنے تعلقداران علاقہ مستوج کو مہترجو محمدورخان کو گورنر مستوج کے خلاف ابھارنے کی سازباز زیر زمین جاری رکھا۔ دوسری طرف مہتر شجاع الملک فرمانروائے چترال ۱۸۹۵ سے ہی مستوج اور ورشن گوم کو ریاست چترال میں شامل کرنے کی کوشش سے غافل نہ رہے تھا۔ مہترجو محمدورخان کے خلاف زیر زمین پرورش پانے والی تحریک ۱۹۰۷ء میں سطح زمین پر ابھر آئی۔ تو اہالیان علاقہ مستوج کی اکثریت کی رجوع فرمانروائے چترال کی طرف نمایاں ہوئی۔ اہالیان مستوج کی رجحان راجہ شاہ عبدالرحمٰن اپنی طرف پھیرنے میں بمقابلہ مہتر چترال قادر نہ تھا۔ اسلئے تکمیل اغراض کے لیئے دوسرا راہ اختیار کر کے اپنے برادران مہترجو محمد رحیم خان اور سلطان محی الدین سے کہا۔ کہ وہ کچھ مدت کے لیئے بظاہر اس سے ناراضگی کا سوانگ رچائیں۔ پھر یاسین سے ہجرت کر کے کھندیا پہنچ جائیں اور کھندیا و باشتار میں اپنی حکومت قائم کرنے کی کوشش کریں۔ کامیابی کی صورت میں داریل تانگیر سے کھندیا باشتار تک اور ورشن گوم میں یاسین و کوہ کے علاقہ جات میں آل گوہر امان کی حکمرانی ہوئی۔ تو مستوج کی حکمرانی بھی مبارک ہو جموں و کشمیر

سرکاری سطح پر خط و کتابت جاری رکھا۔ چنانچہ مہتر جو گوہر اماں المعروف بہ مہتر سو مال
پر شین نو نفاث
میں قیام رکھتا ہوا چترال سے واپسی میں صوبیدار کے عہدہ کے [illegible]
معمور رسکی وفات تھوڑے روز بعد چترال میں ہی (انجام پا گئی) وقوع میں آ گئی۔ تو اسکے
مقبوضہ اراضیات سو مال و چھار گو فرزندش مہتر جو سلطان ولیہان کی ملکیت
میں مستقلاً منتقل ہو گئیں۔

1911 میں گورنر یاسین و کوہ غذر گرفتار ہونے پر بادشاہ ولیہان و شاہ عالم ولیہان
علاقہ جات یاسین و کوہ غذر کے حکمران (گورنر) منتخب ہونے کے متوقع رہے۔
کیونکہ انہیں اپنا چچا بختون ولیہان کی اقتدار پر بھروسہ تھا۔ اور علاقہ جات
یاسین و کوہ غذر پر انہیں بھی ہمچو راجہ شاہ عبدالرحمن دعوائے حقوق
مہتر گوہر اماں خوشوقتیہ کے وارث ہونے کے حاصل تھے۔

دیکھنے اور سننے میں آ رہا ہے کہ کوئی ملک بھی کم از کم تین پارٹیوں
کے وجود سے خالی نہیں رہا ہے جس میں سے دو مخالف پارٹیاں اور ایک غیر جانبدار
پارٹی ہوا کرتا ہے علاقہ جات یاسین و کوہ غذر بھی اس علت سے

برائے نام تھا یہاں چار پارٹیاں محو گردش تھیں جن میں سے ایک پارٹی راجہ پہلوان
کے دوسری پارٹی راجہ ملک امان کے تیسری پارٹی راجہ میر ولی خان کے
بھی خاندان کی تھی۔ اور چوتھی پارٹی اکثریت میں غیر جانبدار گروہوں
کی تھی۔ جو امن پسند مرنجان و مرنج کے اصولوں کو اپناتے ہوئے اپنی ملکیتی
اراضیات کو زرخیز بنانے مال مویشیوں کو فروغ دیکر آسودہ حال زندگی
بسر کرنے کو سیاسی اکھاڑے میں کود پڑنے پر ترجیح دیتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ
حسب طاقت اور صلاحیت زیر کاشت لا کر حسب ضرورت غلہ حاصل کرنے کے لئے
انکی ملکیتی زمینیں تنگ نہ تھیں۔ اور مال مویشی کو فروغ دینے کے لئے
چراگاہوں کی کمی نہ تھی۔

راجہ شاہ عبدالرحمن کی گرفتاری پر بادشاہ ولیہان و برادرش شاہ عالم ولیہان
کی سازباز یاسین اور کوہ غذر میں محو گردش رہی۔ اور زمام علاقہ جات
یاسین و کوہ غذر اپنیا حضرت اور راجہ مراد خان بحیثیت عارضی گورنر چلا رہے
تھے۔

راجہ جبون ونگیال کے مراسلہ کے جواب میں میجر سکونس پولیٹکل ایجنٹ گلگت نے
گوراغ موضع پرگنہ کھر کا موسومہ سیچن میں جلسہ کا اہتمام کیا۔ اور
راجہ جبون ونگیال کو جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی۔ راجہ جبون ونگیال
بمعیت عمائدین تانگر دارپل اور دیگر محافظ اسلحہ دستہ جلسہ میں شمولیت کے
لئے سیچن پہنچا۔ سیچن میں اہلیان کھر سے ملے اور ان کی رجحان و
خواہشات سے واقف ہونے کے لئے موصوف کو مکمل موقع ملا۔
اور موصوف کو معلوم ہوا۔ کہ علاقہ کوہ کھر میں وارثان راجہ مرد ونگیال
کے طرفداروں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔
اختتام جلسہ پر راجہ جبون ونگیال واپس تانگر چلا گیا۔ علاقہ کوہ کھر
کے باشندوں اور معتبروں نے پہلے ہی علاقہ کوہ کھر میں خالصتاً راجہ مرادی
معتبوں کی حکمرانی پسند کرنے کا اظہار میجر سکونس پولیٹکل ایجنٹ گلگت
کے پیشگاہ کر چکے تھے۔

1913 کے موسم خزاں کے اوائل میں راجہ شہید الحجم گورنر یاسین انتقال کر گیا۔ تو برادرش نادر خان عارضی طور پر گورنر یاسین انجام دینے لگا تھا۔ 1913 موسم گرما میں بمنظوری سرکار برطانیہ ہند اور مہاراجہ جموں و کشمیر خان بہادر راجہ عیسیٰ بہادر گورنر پونیال کو علاقہ یاسین کا گورنر اور راجہ محمد انور خان ابن خان بہادر راجہ محمد اکبر خان پونیالی کو علاقہ پونیال کا گورنر مقرر کرنے کے لئے میجر میکفرسن پولیٹیکل ایجنٹ گلگت نے گوپس (ڈوروٹ) میں دربار خاص منعقد کرنے کا اہتمام کیا۔ اور دربار میں حسب معمول گلگت ایجنسی چچا بھتیجا ہر دو گورنروں کی رسم مسند نشینی عہدہ گورنری انجام ہوئی۔ دربار میں گورنر اشکومن میر علی مردان شاہ اور گورنر کوہ غذر خان بہادر راجہ مراد خان اور نمائندگان میر صاحبان ہنزہ و نگر اور حکام علاقہ جات یاسین۔ پونیال اور کوہ غذر شامل تھے۔

1913 میں احتمال جنگ عظیم اول کے پیش نظر گلگت ریزرو سکاؤٹس وجود میں لائی گئی جو آٹھ کمپنیوں پر مشتمل تھی۔ گلگت ریزرو سکاؤٹس کا پہلا کمانڈنٹ کیپٹن سٹے فورڈ ہوا اور اصحاب ذیل سرداران گلگت ریزرو سکاؤٹس بطور افسر منتخب ہوئے

۱	گنپور محمد غضنفر خان ابن میر محمد نظیم خان حکمران ہنزہ		صوبیدار میجر۔
۲	گنپور محمد علی خان ابن میر شاہ سکندر خان حکمران نگر		صوبیدار میجر۔
۳	شکر اللہ بیگ ابن وزیر ہمایون بیگ	ہنزہ	صوبیدار (کمپنی کمانڈر) کمپنی نمبر ۱
۴	محبت اللہ بیگ ابن	"	جمعدار
۵	محمد رفیع ابن	"	صوبیدار (") کمپنی نمبر ۲
۶	امیر حیات ابن وزیر زر پرست	"	جمعدار
۷	گنپور گوہر امان ابن الفضل خان ابن راجہ عزت خان حکمران [illegible]		صوبیدار (") کمپنی نمبر ۳
۸	گنپور امیر شاہ " محمد خان " "	"	جمعدار
۹	ترنفہ سلطان علی "	نگر	صوبیدار (") " نمبر ۴
۱۰	مالک شاہ ابن وزیر طیفور	"	جمعدار

۱۱ گشپور محمد شریف خان ابن راجہ محبت بہادر، گورنر یاسین صوبیدار (کمپنی کمانڈر) کمپنی نمبر ۵

۱۲ لل شاہ عالم ابن یاسین جمعدار

۱۳ راجہ محمد انور خان گورنر پونیال ابن راجہ محمد اکبر خان پونیال صوبیدار (کمپنی کمانڈر) کمپنی نمبر ۶

۱۴ گشپور ولی محمد خان ابن گشپور لشکر خان پونیال جمعدار

۱۵ گشپور بادشاہ ولی خان ابن راجہ محمد ولی خان گوپس صوبیدار (کمپنی کمانڈر) کمپنی نمبر ۷

۱۶ محمد زمان شاہ ابن حاکم مہربان شاہ گوپس جمعدار

۱۷ گشپور حسین علی خان ابن راجہ علی داد خان گلگت صوبیدار (کمپنی کمانڈر) کمپنی نمبر ۸

۱۸ خدایار خان ابن وزیر شاہ مرزا گلگت جمعدار

گلگت ریزرو سکاؤٹس کے چار چار کمپنیوں کو بیک وقت ایک ایک ماہ سرمائی موسم میں ٹریننگ کے لئے گلگت میں رہنا لازمی قرار دیا گیا اور دوران تربیت جے سی اوز اور این سی اوز کو سواری کے گھوڑے ساتھ رکھنے کی رعایت دی گئی تھی۔ گھوڑوں کے اخراجات بذمہ گورنمنٹ تھے۔

اگست ۱۹۱۴ء کو یورپ میں جنگ عظیم اول چھڑ گئی تو احتمال مداخلت حکومت روس اور خدشہ جنگ و جہاد افغانستان کے پیش نظر ملٹری ریزیڈنٹ میجر برجز قلعہ گوپس کو استحکام دینے پر متوجہ ہوا۔ قلعہ میں دو کمپنیاں افواج ریاست جموں وکشمیر کی متعین تھیں۔ جو رائفلوں کے علاوہ دو لوئیس گن دو مشین گن اور دو توپوں سے مسلح تھیں۔ میجر برجز نے قلعہ کے شمال مشرق اور جنوب مغرب کونوں میں ایک ایک مضبوط برج گولائی میں تعمیر کرا کے ان برجوں پر ایک ایک توپ چڑھا دی۔ اور قلعہ کے شمال مغرب و جنوب مشرق کونوں پر ایک ایک سہ منزلہ چہار برجہ مضبوط برج تعمیر کرا کے ان میں ایک ایک لوئیس گن اور ایک ایک مشین گن نصب کیا۔ ہر دو برجوں میں نصب توپیں اور ہر دو برج میں نصب لوئیس گن و مشین گن چاروں اطراف کو محیط کر سکتے تھے۔ قلعہ کے دیوار کے چاروں طرف بالائی حصہ میں سات فٹ اونچی تین فٹ چوڑی گیلری تعمیر کرایا۔ جو سپاہیوں کی محفوظ نقل و حرکت اور دشمن کو گولیوں کا نشانہ بنانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ قلعہ کے مشرق میں قلعہ سے چار سو گز دور حصار پر دو سہ منزلہ برج تعمیر کرایا۔ برج کے پہلی منزل میں

بادشاہ ولیخان اور شاہ عالم ولیخان کو پڑنگر اور میہوڑہ کے پاس
عارضی طور نظر بند رکھ کر ان کی مستقل رہائش کے لئے بجائے سومال موضع نومل
گلگت کے دوہڑن میں انتظام کیا گیا۔ بادشاہ ولیخان کے عیال و اطفال
کو سومال سے نومل منتقل کیا گیا جن کے ساتھ حاکم سٹر ڈولا بھی تھا۔ اور
بادشاہ ولیخان و شاہ عالم ولیخان کو نگر اور میہوڑہ سے نومل لایا
جا کر وہاں نظر بند رکھا گیا۔ بادشاہ ولیخان کو حراست میں لیتے وقت ہی
اسے عہدہ صوبیداری سے برطرف کیا گیا تھا۔ اور جمعدار محمد ابا شاہ کو عہدہ
صوبیداری پر ترقی دیکر حوالدار گل خان از قبیلہ ولیخان کو اس کی جگہ جمعدار
مقرر کیا گیا تھا۔ جبکہ چلنوں نے وزیر گلاب شاہ کی معیت میں [illegible] سیادت حاصل
بادشاہ ولیخان و شاہ عالم ولیخان کو سومال سے نومل منتقل کرکے وہاں
نظر بند رکھنے کے بعد بیرون جنگ لوٹ راجہ چلنوں ولیخان کی کوئی
تحریک و سازش گوم میں چلنے کے لئے کوئی اہم کارندہ نہ رہا۔

دارین تا نگر میں احکام شرعی نافذ کرکے راجہ چلنوں ولیخان اہالیان [illegible]
پر چھا گیا تھا۔ سرکش قبائل یاغستان احکام شرعی کے سامنے سر تسلیم خم
کئے ہوئے تھے۔ اور راجہ چلنوں ولیخان اقتدار عروج کی منزلیں طے کرتا ہوا
بڑھا۔ سازین اور شتیال کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کرنے میں کامیاب
ہوا تھا چڑھتی ہوئی نشہ اقتدار نے اسے احکام شرعی سے تجاوز کرنے
پر بھی ابھارتی رہی۔ اور اسکی سخت گیری بھی شتابی سے بام عروج تک
پہنچنے کی منزلیں طے کرنے لگی۔ چنانچہ اسکی سخت گیری جب اس منزل میں داخل ہو
ہوئی۔ جہاں ملزم کو اقبال جرم کرانے کے لئے لوہے کے گرم سلاخوں سے داغنے
اور انہیں گرم کرکے ملزم کے کان جڑ سے اڑا دینے کو بھی احکام شرعی سے
تجاوز اور ظلم نہیں سمجھا جاتا ہے۔ تو احکام شرعی کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے
سرکش قبائل کا پیمانہ صبر بھی لبریز ہوا۔ اور انہوں نے اپنے اس حکمران کا
جس نے نفاذ احکام شرعی اپنا نصب العین رکھ کر ان پر چھا جانے میں کامیاب
ہوا تھا۔ اور جو خود احکام شرعی سے تجاوز کرنے لگا تھا کا کام تمام کرنے کا

ہتھیہ کرلیا۔ چنانچہ ۱۹۱۲ء کے موسم خزاں میں اہالیان لوروک نے اسے دعوت
دی کہ وہ جامع مسجد لوروک کا سنگ بنیاد رکھے۔ اہالیان لوروک
کی دعوت پر راجہ پختون ولی خان اپنا دارالحکومت جگلوٹ سے موضع
لوروک پہنچا۔ جامع مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اپنا مسلح محافظ دستہ
کو مسجد کے دیوار کی چنائی کے لئے پتھروں کی ڈھولائی پر لگادیا
اور خود سر منڈھوانے کے لئے نائی کے سامنے سر جھکایا۔ موقع کے منتظر
امام شاہ اور فقیر شاہ سکنۂ داریل نے کمبل اوڑھے کسی گوشہ سے نکل کر
سر پر پہنچے۔ کمبل جسم سے اتار کر بغل میں دبائے ہوئے تیز دھار کلہاڑیاں
اپنے سر سے بلند کئے۔ اور کلہاڑیوں کے ایک ایک وار سے نائی کے
سامنے سر جھکایا ہوا فرمانروائے یاغستان کا کام تمام کردیا۔ مقتول
فرمانروائے یاغستان کے محافظ دستہ کے اسلحہ پر عوام کا قبضہ ہوا۔
اور مقتول حکمران کا مال و متاع لوٹ کر اسکے اہل و عیال کا بھی
خاتمہ کرنے کے لئے عوام لوروک سے جگلوٹ رواں دواں ہوئی

ان میں علماء بھی تھے۔ اور شرفاء بھی۔ جن میں سے چند ایک مخیر
باخلاق و بارسوخ علماء اور شرفا اپنی کوششوں سے مقتول حکمران
کے اہل عیال کی جان بچانے میں کامیاب ہوئے۔ مگر مقتول حکمران کا مال و دولت
عوام کے لوٹ کھسوٹ سے بچانے کے لئے رکاوٹ نہ بنے۔ مقتول حکمران یاغستان
کے عیال و اطفال جگلوٹ سے نکل کر بے گھر و بے آسرا پا پیادہ سوئے
چترال چل پڑے۔ جہاں انگریزوں کی راج تھی۔ اور وہ انگریزوں
کی سلطنت میں امن و امان کی زندگی بسر کرنے کا توقع رکھتے تھے۔

راجہ پچوں ولیخان کا مقتول ہو گئے بادشاہ ولیخان وشاہ عالم ولیخان
دارین تانگیر میں اپنی حکومت قائم کرنے کی کوشش میں مقتول حکمران
یاغستان کے معتمدوں سے زیر زمین ساز باز رکھا۔ مگر وہ بوجہ نظر بندی
کوہل سے باہر قدم رکھنے کے مجاز نہ تھے۔ ۱۹۱۷ء میں مجسٹریٹ نے
اپنی مستقل موسومہ ترموتی موضع کوہل میں بسانے کے لیے اور صاحب
ترموتی پر اپنی قانونی قبضہ دلانے کے لیے گلگت بلادیا۔ تو وہ
حصول زمین کی آڑ میں اپنا منصوبہ کو بروئے عمل لانے کی خوشی میں
گلگت پہنچ گئے۔ اور حسب پروگرام بوقت رات گلگت سے نکل کر
براستہ کارگہ سرحد دارین میں داخل ہوئے۔ تو دار میلیوں نے ان کا
استقبال رائفل کے گولیوں سے کیا۔ وہ اپنے مقصد اور منصوبہ میں
ناکام رہکر لوٹے۔ کھندیا چلے گئے۔ کھندیا سے بادشاہ ولیخان پشاور
چلا گیا۔ اور شاہ عالم ولیخان نے کھندیا میں قیام کیا۔ ۱۹۱۸ء کے
عالمی انفلوئنزا میں بادشاہ ولیخان مبتلا ہو کر انتقال کر گیا۔

الحیان کھندیا اور الحیان تانگیر میں دیرینہ مخاصمت و دشمنی چلی
آرہی تھی۔ شاہ عالم ولیخان کو الحیان کھندیا سے ایک لشکر تشکیل
دینے میں دشواری نہ ہوئی۔ گرمائی موسم میں الحیان تانگیر سے
بعض چراگاہ موڈر میں مال مویشی کے ساتھ تھے۔ شاہ عالم ولیخان
نے اچانک ان پر لشکر کشی کر کے چھبیس تانگیریوں کو موت کے گھاٹ
اتار دیا۔ اور تقریباً آٹھ دس ہزار بھیڑ بکریاں اور چند سو مویشی
اور دس بارہ رائفلوں پر قبضہ کر کے چراگاہ موڈر سے کھندیا پہنچا دیا۔
جو الحیان کھندیا میں تقسیم ہوئیں۔ اس مہم میں شاہ عالم ولیخان
کے دو ساتھی مسمیان ڈکی ملک شادوم خان اور داراب شاہ گوجر کام آئے
اس مہم کے بعد شاہ عالم ولیخان کے لیے کھندیا میں مزید رہائش خطرہ جان تھا۔
اسلئے وہ کھندیا سے سوات میں بادشاہ صاحب (میاں گل عبدالودود صاحب حکمران سوات)
کے دربار میں حاضر ہوا۔ جنکی والدہ ماجدہ شاہ عالم ولیخان کی دادی
کی بہن تھی۔ والئے سوات نے شاہ عالم ولیخان کو باعزت و آسودہ حال

موسم گرما (جون جولائی) ۱۹۱۸ میں گورنر یاسین براستہ تھوئی علاقہ
یاسین وادی یارخون میں داخل ہو کر [علاقہ مستوج] مقام چپاڑی پہنچ جائے۔ اور گورنر کوہ خضر
براستہ چوئنج لشٹ علاقہ کوہ خضر ہمراہ پولیٹیکل ایجنٹ موضع چپاڑی علاقہ
مستوج داخل ہو جائے۔ علاقہ مستوج میں سفر بنانے فرمانروائے چترال
عمل میں لایا جائیگا۔
جولائی ۱۹۱۸ میں مطابق پروگرام سفر پولیٹیکل ایجنٹ گلگت بمعیت گورنر کوہ خضر گوپس سے
بسوئے مستوج روانہ ہوا۔ پولیٹیکل ایجنٹ کے مصاحب میں صوبیدار میر باز خان و
برادرش جمعدار شیر غازی خان فرزندان راجہ عافیت خان پوروش تھے
جو گلگت ایجنسی کے نامور شہسواروں اور پولو کھلاڑیوں میں شمار ہوتے تھے۔ منتظم کیمپ قاضی عبدالمجید صا
میں اور میرا دوست محمد یوسف پسر مولوی غلام محمد نیلو اسسٹنٹ گلگت
میرا والد محترم گورنر کوہ خضر کے ساتھ رہے۔ ہماری مجلسی حیثیت بوجہ عمر کم کی
انتہائی صغیر سنی
کی وجہ سے محض تماشائیوں کی تھی۔

پولیٹیکل ایجنٹ نے پہلی منزل گوپس سے ۱۴ میل دور موضع "جول جال" میں کیا۔

جول جال ایک سبز خطہ تھا۔ وہاں ہر طرف نام ایک چشمہ کی نمی سے قدرے رقبہ سرسبز ہوا تھا۔ اس خطہ کے زیریں حصہ سے شاہراہ گذر رہی تھی اور شاہراہ کے زیریں حصہ میں دریائے غذر کے دائیں کنارے تقریباً ڈیڑھ سو گز لمبائی میں اور ساٹھ ستر گز چوڑائی میں درختہائے بید و روبینو کا جنگل تھا۔ گھاس سے اٹا ہوا یہ جنگل مچھروں کا آماجگاہ تھا۔ اور اس خطہ جنگل میں دریائے غذر سے نکلی ہوئی تین چار شاخوں کا پانی چھوٹی چھوٹی ندیوں میں بہہ رہا تھا۔ ندیوں میں ٹراؤٹ اور دیسی مچھلیوں کی بہتات تھی۔

پولیٹیکل ایجنٹ کے عملہ سے کئی ایک ملازمین ندیوں میں اتر پڑے۔ اپنی چادروں کو بطور جال استعمال کر کے مچھلیاں پکڑنے میں مشغول ہوئے۔ بیرک کے شوقین صفا قائد حمید اور شیر غازی خان تھا۔ دریائے غذر کا ٹھنڈا و تیز رو پانی میں کود پڑے۔ پانی کی ٹھنڈک اور لہروں کے مد و جزر سے حظ اٹھانے کا شوق پورا کرنے لگے۔

عملہ پولیٹیکل ایجنٹ کے گھوڑے خچروں سے برسرپیکار رہتے ہوئے کھلے ہوئے جنگل میں چراگاہ کر رہے تھے۔ اور عملہ پولیٹیکل ایجنٹ کی چھولداریاں شاہراہ اور جنگل کے درمیانی خطہ میں کھڑی تھیں۔

پولیٹیکل ایجنٹ کا خیمہ خطہ سبزہ میں نصب ہوا تھا۔ جسکے سامنے یونین جیک لہرا رہا تھا۔

پولیٹیکل ایجنٹ کا دوسرا منزل موضع چھشی میں ہوا۔ موضع چھشی کے بالا حصہ میں ایک بڑا "ساگر"[1] کا پانی چشموں کے صورت میں پھوٹ نکلتا ہے اور موضع چھشی کو سیراب کرتا

---

[1] "ساگر" بجائے جھیل استعمال میں لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ چند دن علالت کے بعد آج رات قدرے سکون میں گذری۔ تو بی بی سی سے خبریں سننے کے لئے ٹرانسسٹر آن کیا ہی تھا کہ ایک دلکش آواز میں ایک نغمہ ترکمان سے نشر ہونے لگا۔ "چیون کی بیٹی ساگر میں ایک موج اشارہ رکھے" میں لفظ "ساگر" جن لہروں میں ابھرا میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ مجھے معلوم نہیں یہ نغمہ کس سٹیشن سے نشر ہوئی۔ اور گلوکار کون تھی۔ مگر آواز دلکش دل نشین ہو کر رہ گئی۔ واحد حسین مفتون آسب جیالی ۷ مئی ۱۹۷۶ء

زیبوشنال پرگنہ کوہ غذر میں چھ سالہ خوشگاؤ (یاک) عمدہ
پولیٹیکل ایجنٹ نے اپنے ہمراہیوں کو کھانے کے لئے دیا۔ گوشت خوشگاؤ
سیخوں پر چڑھا کر کباب کرنے اور دیگوں میں ڈال کر پکانے میں ہمہ
دن صرف ہوا۔

پولیٹیکل ایجنٹ کا پانچواں منزل درہ چھوترکھن عبور کر کے علاقہ مستوج ریاست
چترال میں داخل ہونا تھا۔ درہ چھوترکھن سطح سمندر سے تیرہ چودہ ہزار فٹ
بلندی پر زیبوشنال سے تین چار میل کے فاصلہ پر تھا۔ علی الصبح زیبوشنال
سے قافلہ پولیٹیکل ایجنٹ روانہ ہو کر درہ چھوترکھن سرحد مابین پرگنہ غذر اور
مستوج پہنچا۔ تو وہاں مہتر چترال آرام خان ابن مہتر امان الملک کٹوریہ
فرمانروائے سرزمین کوہستان اور مہتر سرفراز شاہ ابن اتالیق مجہور
بمعیت چند معززین علاقہ مستوج بغرض استقبال پولیٹیکل ایجنٹ گلگت

۱۸۵۲ء میں مہاراجہ جموں و کشمیر نے ایک مہم زیر قیادت دیوان ہری چند اور وزیر زور آور کشواریہ تسخیر چیلاس کے لئے بھیجی تھی۔ اور جہاد کے لئے مجاہدین یاغستان گروہ در گروہ چیلاس میں جمع ہو رہے تھے۔

مجاہدین داریل کے گروہ میں عیسیٰ بہادر اس خان بہادر بوروش اور شجاعت خان ابن آزاد خان بوروش بھی شامل تھے۔

مجاہدین کوہستان (یاغستان) چیلاس میں داخل ہوئے۔ تو عیسیٰ بہادر نے اپنا چچیرا بھائی شجاعت خان کو مجاہدین کا ساتھ دینے کا مشورہ دیا اور خود

ہر سیاح ہر مسافر جسکی گذر بروں سے ہو، کی مہمان نوازی اپنی استطاعت کے مطابق کرنے کو خوش رہتا ہے اور دیکھنے میں آیا۔ کہ ریذیڈنٹ بروں ریسٹ ہاؤس پہنچتے ہی عملہ ریذیڈنٹ کی مہمان نوازی ترومیوہ کے ہلکے پھلکے پھلکوں اور تازہ و خالص شہد سے کی۔ اور اسکے اخلاق مٹھاس نے بروں ترومیوہ کو بھی شہد کی مٹھاس میں بدل دی۔

ریسٹ ہاؤس تراگ بل ایک دھار کے نوک کو کاٹ کر تعمیر کیا گیا ہے ریسٹ ہاؤس کے تین پہلو تا حدِ نگاہ دیودار اور چیڑ کے سرسبز و فلک بوس درخت ہی درخت کھڑے ہیں۔ چوتھے پہلو کے سامنے بہت گہرائی میں سطح جھیل ولر پر چلتے پھرتے ڈونگے اور ہاؤس بوٹ بطخ اور راج ہنس کے مانند تیرتے پھرتے نظر آرہے ہیں۔ تراگ بل ریسٹ ہاؤس سے جھیل ولر کا نظارہ بھی خوش منظر مقامات میں سے ایک مقام ہوگا۔

تراگ بل ریسٹ ہاؤس سے ریذیڈنٹ اور مس صاحبہ متعدد تصاویر اتارنے میں مشغول ہوگئے۔

اگلے دن تراگ بل سے بانڈی پورہ تک کی اترائی پگڈنڈی کے راہ پاپیادہ طے کیا گیا۔ ریسٹ ہاؤس سندر واڑی میں ریذیڈنسی کشمیر کی دو کار ریذیڈنٹ کی منتظر تھیں۔ ایک کار میں ریذیڈنٹ بمعہ مس اگلوی اور مس فیل دوسری کار میں میرا دوست صوبیدار شاہ یوسف علی خان۔ میں اور کیمپ کلرک میر خورشید احمد سرینگر روانہ ہوئے۔ ہمارے ملازم ہمارے گھوڑے لیکر ریذیڈنٹ کے گھوڑوں کے ساتھ براستہ خشکی سنبل روٹ گزارنے کیلئے روانہ ہوئے۔ دوسرے دن انہوں نے سرینگر پہنچنا تھا۔

سرینگر میں ریذیڈنسی ہاؤس کے باہر منشی باغ میں ہمارے لئے تمبو لگے تھے۔ ڈرائیور نے ہمیں اور ہمارا بستر باغ کے پھاٹک پر اتار کر خود کیمپ کلرک کو اسکے مکان پہنچانے کے لئے چلا گیا۔ میں اور میرا دوست ساتھ اپنے خیموں میں چلے گئے۔ جو پھاٹک باغ سے اسی سو فٹ دور تھے۔ ہمارے بستر پھاٹک باغ میں ہی پڑے رہے۔ وہاں کوئی قلی موجود نہ تھا۔ جو ہمارے بستر اٹھا کر

ہمارے تمبو تک پہنچا دیا۔ میں اور میرا ساتھی راجاؤں کے فرزند تھے۔
ہمارے فرائض میں اپنے بستر (اور ترتیب بھی) خود اٹھا کے جانا شامل نہ تھا۔
فیصلہ یہ ہوا۔ کہ دو چار میل دور سٹیشن تک میرا ساتھی دوست چلا جائے
اور اپنے ساتھ ایک قلی لے آئے۔ تاکہ قلی ہمارا بستر زیادہ سے زیادہ
سو ایک گز کے فاصلے میں پہنچا کر چلا جائے۔ میرے ساتھی کے لئے سٹیشن
جانا اور واپس آنے میں تین چار میل طے کرنا نا قابل برداشت نہ
تھا۔ اس اثناء میں ہماری نظر ایک تنومند جوان پر پڑی جو
امیرا کدل کی طرف سے بغرض ریذیڈنسی واپس آ رہا تھا پھاٹک
منشی باغ پر کھڑا ہوا۔ اور ہمیں اور پھاٹک پر پڑے ہوئے
بستروں کی طرف دیکھنے کے بعد وہاں سے ایک بستر اپنے کاندھوں پر
اٹھا کر ہمارے خیمے تک پہنچایا۔ اور ہمیں باادب سلام دیکر خاموشی
سے واپس پھاٹک باغ سے دوسرا بستر بھی خیمے میں پہنچایا۔ اور
ہم سے کہا۔ آپ اجازت دو گے تو میں بستر درست کرنے کا فرض

بھی انجام دونگا۔ میں دیکھتا ہوں۔ آپ کے ملازم یہاں نہیں پہنچے ہیں۔
اس خوش پوش خوبرو تنومند جوان کے سلیقے صافہ کے کلاہ طرہ اسے کچھ وقت
سے بھی اونچا جوان دکھایا تھا۔ اس کی اخلاق انسانیت کی بلندی کے سامنے
مجھے اپنی احساس کمتری میں اپنی وجود کہ سے کمتر نظر آنے لگی۔ میں نے اس
خندہ جبین جوان سے کہا۔ کہ ہمارا بستر درست کرنے سے پیشتر براہ مہربانی
کرسی پر تشریف رکھو۔ مخاطب نے کرسی سنبھال لیا۔ تو میں نے اس سے اس کا زاد بوم
دریافت کر لیا۔ اس نے کہا۔ میں علاقہ بلوزہ کا باشندہ ہوں۔ یہاں پولیس میں
سارجنٹ کا عہدہ رکھتا ہوں۔ آج عالیجناب ریذیڈنٹ صاحب دورہ گلگت سے
واپس ریذیڈنسی واپس پہنچ جائے گے۔ اور ادائیگی فرض کے سلسلے میں ریذیڈنسی کے اس
تک آنا پڑا۔ پھاٹک باغ پر دو بستر اور خیموں میں آپ دونوں کو دیکھ کر
مجھے یقین ہوا۔ کہ آپ ہمارے وطن کے علاقہ جات کے حکمرانوں کے فرزند ہونگے
تہذیب وطن نے مجھے آپ کی خدمات کے انجام دہی پر مستعد کر دی۔ اس لئے
میں نے تہیہ کر لی۔ کہ آپ کے ملازم یہاں پہنچے تک جو شام میں پہنچا حاضر ہوتا

اور آپ کی خدمات انجام دو۔

ہم نے دوپہر کا کھانا سنڈر واڑے میں کھا لیا تھا۔ سہ پہر کے چائے پر
ہم نے اس بلند اخلاق ہیوٹن کو شریک چائے رکھا۔ ہم عشائیہ
کا کھانا مرشتی ریذیڈنسی کے ساتھ کھانے کے بعد کار پر واپس
اپنے جھونپڑی میں پہنچکر جوان محب وطن کو رخصت کیا۔

جمعرات کے دن ریذیڈنسی نے مجھے اور میرے ساتھی کو اپنی کار میں
اپنے ساتھ چشمہ شاہی۔ شالامار نشاط کا سیر کر دیا۔

اتوار کے دن ہم اپنے ہم وطنوں کی جماعت میں جو سرینگر میں
مقیم تھے لے رون شالامار نشاط اور چشمہ شاہی کی سیر ایک بلائی
میں بیٹھ کر کرائے۔

ایک ہفتہ سرینگر میں گذار کر ہم ریذیڈنسی سے رخصت ہوئے۔
اپنے گھوڑے خشکی کے راہ بانڈی پور روانہ کئے۔ خود ایک کشتی
میں دوسرے دن بعد دوپہر ایک ڈونگہ پر دریا کے راستے

بانڈی پور پہنچنے کے لئے سرینگر سے روانہ ہوئے۔ ڈل گیٹ عبور کرنے کے بعد
دریا کے دونوں کنارے بید کے درختوں پر فاختوں کی بہتات تھی۔ میں
ڈونگے سے شکارے پر دریا کے کنارے پہنچکر شکارا واپس ڈونگہ میں بھیجدیا
ڈونگہ دریا میں اور میں خشکی سے آگے بڑھنے لگے۔ تقریبا دو ڈھائی
میل تک چل کر میں نے سات فاختے شکار کیا۔ شام قریب تر آرہی تھی۔ ڈونگہ
سے شکارا دریا کے کنارے پہنچی اور مجھے شکارے میں بٹھا کر ڈونگہ
میں اتار دی۔ لب دریا پیدل چلتے وقت چند ایک کشمیری جوان مجھ
سے دوچار ہوئے۔ مگر ان میں سے کوئی گیم وارڈن نہ تھا۔ جس کے ہاتھوں میں
چڑھ جاتا۔

عشائیہ میں چند فاختے بھون کر اور چند فاختوں کا سالن تیار کر کے
سبزہ اور گرم ساگ کے ساتھ لذیذ کھانا ہانجی نے ہمارے سامنے رکھ دی۔
ہم نے ہانجی اور اسکے تینوں مددگار ہانجیوں کے ساتھ جو ڈونگا کھینے کے
کے لئے مالک ڈونگا نے ساتھ رکھا تھا۔ کھانا کھا لیا۔ اس تواضع کی

درس ہم بلند اخلاق جوان ہونزہ کے کردار سے حاصل کر لیتے۔
تھا نا تھا کہ ہم بستر پر دراز ہو گئے۔ ہمارا ڈونگہ دریائے جہلم کے بیچوں
بیچ بہتا ہوا جھیل وولر میں داخل ہونے کو بڑھتا گیا۔ اور ہماری
آنکھ نیند کی آغوش میں راحت پانے کے لئے بڑھتی گئی۔ جونہی
ڈونگہ جھیل وولر میں داخل ہوگا۔ تو وولر کی ہلکی ہلکی لہریں ڈونگہ کو
ہلکے ہلکے ہچکولے دینے میں مصروف ہو گئیں۔ اور ہم ڈونگہ اور ڈونگہ
کے ماحول سے بے خبر نیند کی آغوش راحت میں تھے۔ آنکھ کھلی
پر سطح جھیل وولر سورج کی کرنوں سے منور نظاروں کے سامنے تھا۔
ڈونگہ گھاٹ باندی پور میں بندھا ہوا تھا۔ ہمارا ملازم ہمارے
گھوڑے لیکر گھاٹ پر حاضر تھے۔ جن کی رات سفر رو میں گذری
تھی۔ مرکبانوں کی ایک ٹولی بھی گلگت سامان لے جانے کے لئے
گھاٹ پر تیاری کر رہے تھے۔ ہم اپنے سامان گلگت پہنچانے کے لئے
دو ٹٹو کرایہ پر لیا۔ جنکا مجموعی کرایہ ایک سو بانوے میل کے لئے صرف

تیس روپے تھے۔

ہم سفر روانگی کی تیاری ناشتہ کر لئے۔ اور گھوڑوں کی پیٹھ پر چیک کر
لیکے گلگت سفر کا آغاز کر لیا۔ اور ایکسو بانوے میل کا فاصلہ سات
دنوں میں طے کر کے گلگت پہنچ گئے۔ تین دو دن گلگت میں قیام رکھ کر
پولیٹیکل ایجنٹ سے ملاقات کر کے اپنے گھر جانے کو گلگت سے روانہ ہو کر
پہلی رات گلاپور میں اپنا خالہ زاد بھائی راجہ محمد انور خان کے ساتھ
گذارا۔ دوسرے دن گلاپور سے روانہ ہو کر سینتالیس میل کا فاصلہ
طے کر کے اپنے گھر گولس پہنچا۔ میرا گھوڑا برنگ سیاہ سلیمان شاہی
نام سے موسوم راہوار اور دمدار تھا۔ بوقت سر سنگر جانے پر آتے بل
سے تراگبل تک ریذیڈنٹ نے سواری کی تھا۔

جولائی اگست ۱۹۴۲ء میں کیپٹن برکلے کمانڈنٹ گلگت سکاؤٹس بمعیت صوبیدار
شاہ یوسف علی خان جمعدار شیر غازی خان۔ جمعدار امام یار بیگ جمعدار
تانگیر شاہ اور جمعدار قدرت خان گوپس پہنچا۔ اس نے پروگرام دورہ براستہ چھنی نالہ
درہ چھنی گوپالو گہ عبور کر کے گوپالو گہ سے گذر کر سکاؤٹس پوسٹ میاروئی
واقع نالہ بھمبھرچہ پہنچ جانا اور میاروئی پوسٹ سے براستہ نالہ بھمبھرچہ
درہ کئی چیسٹی عبور کر کے سرحد کشمیر سے گذر کر کارگہ میں داخل ہو کر
گلگت پہنچنے کا رکھا تھا۔ نالہ چھنی اور نالہ بھمبھرچہ میں اکثر ایام تانگیر
اور داریل کے لوگ اپنے بھیڑ بکریوں کے ساتھ گرمائی چراگاہوں
میں موجود تھے۔ ہر دو نالہ جات میں یاغستانی تخریب کاروں کی
تخریبی عمل حرکات سے تھی۔ اس لئے پوری تعاون اور حفاظتی
ضروری انتظامات مجھے بھی کمانڈنٹ سکاؤٹس کے ساتھ اس سفر میں
ہمسفر رہنا پڑا۔ کمانڈنٹ نے چھنی اور مذکور کی معیت نالہ چھنی
میں سکاؤٹس اور سکاؤٹس پوسٹ کا معائنہ کر کے سر ہو گئے

شاہ کچی میں منزل کیا۔ شاہ کچی کے سامنے میل ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر
درہ گوپالو گہ کی برف پوش گذرگاہ سطح سمندر سے پندرہ سولہ ہزار فٹ
کی بلندی پر نظروں کے سامنے تھا۔ جس کی ہم عمودی اٹھان پر گویا
ہر ایک کی نظر جم کر رہ گئی۔ اور اس درہ کو عبور کرنے کے تازہ دم ہونے
کو اگلے دن کیمپ میں قیام رکھنے کا پروگرام رکھا۔ قیام کے دن
میں اپنا دوست صوبیدار شاہ یوسف علی خان کو ساتھ لے کر سر ہو گئے
کے اختتام تک گیا۔ مگر وہاں شکار نہ ملا۔ اسی دن جمعدار
امام یار بیگ اپنا اردلی کی معیت میں ایک پہاڑی چوٹی پر بطور
یادگار ایک برجی تعمیر کر کے واپس کیمپ پہنچا تھا۔
اگلے دن رات کے تین بجے درہ گوپالو گہ سے گذرنے کے لئے کیمپ

۱ے سطح سمندر سے بارہ ہزار فٹ بلندی سے زائد بلندی پر چڑھنے
میں طلوع آفتاب سے قبل ہوا کا دباؤ مسافر کے تنفس پر حد تک اثر انداز
ہوتا ہے۔ طلوع آفتاب کے بعد مسافر کے لئے آہستہ آہستہ چڑھائی چڑھنے
میں چنداں دشواری پیش نہیں آتی ہے۔

روانگی ہوئی اور سات بجے درہ کے گذرگاہ تک پہنچ گئے۔ آگے اترائی ہی اترائی تھی۔ اور تین چار سو گز تک برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔ برف سے ڈھکی ہوئی فاصلہ طے کرنے کے لئے شوقینوں کو گھسٹنے کی اجازت دیدی گئی۔ اور گھسٹنے پر بیٹھ کر لوازمات برابر رکھ کے گٹھڑی کو حرکت دی گئی۔ گٹھڑی سوار برف پر پھسلتے ہوئے آناً فاناً خشکی تک پہنچنے لگے۔ وہاں سے شلم گویالوگہ کے قیامگاہ تک کا فاصلہ تین چار میل سے زائد نہ تھا۔ یہ فاصلہ دو گھنٹوں میں طے کیا گیا۔ کیمپ گاہ میں موضع ہماروں کے لوگ حسب رشتہ خورد و نوش (تکلف۔ دودھ چاول اور سواری و بار برداری کے لئے گھوڑے لیکر حاضر تھے۔ موضع چھپتی سے ساتھ آئے ہوئے قلیوں کو چھپتی سے قیامگاہ گویالوگہ تک سامان پہنچانے کی اجرت دے کر رخصت کیا گیا۔ کیونکہ وہ اسی دن درہ گویالوگہ عبور کر کے واپس اپنے چھپتی میں داخل ہونے کی خواہش رکھتے تھے

گویالوگہ کے قیامگاہ میں۔

دو بکرے رکھ لئے۔ ہماروں کو ایک بکرا[1] کھانے کے لئے میں نے عطیہ دیا۔ اگلے دن گویالوگہ سے سکادلس پوسٹ قیامگاہ پہنچ کر قیام رکھا۔ پوسٹ میں مزید دو دن قیام رکھنے کا پروگرام بنا۔ تو قیام کے پہلے دن میں اپنے دوست جمعدار شاہ یوسف علی خان کو ساتھ لیکر لودھوکہ کے شکارگاہ میں شکار کے لئے گیا۔ لودھوکہ کے چوٹی پر دو کپل چالیس بیالیس انچ سینگ والے دکھائی دئے۔ انکے آنے کا انتظار شکارگاہ میں بیٹھکر کیا گیا۔ کیونکہ موسم گرما میں کپل خوراک (گھاس) کھانے کے لئے غروب آفتاب کے بعد اترتا ہے۔

جب سورج غروب ہوتے ہی کپل (آئی بیکس) چراگاہ کی طرف رواں

---

[1] ایک بکرے کی قیمت اس زمانے میں تین روپوں سے زائد نہ تھا۔ موجودہ زمانے میں ویسے ایک بکرے کی قیمت کم از کم تین سو روپے ہے۔

ہوئے۔ میرے پاس ایم ایم ۹ مینلیکر (موزر) تھا۔ اور اپنے دوست کو سنائیڈر کاربائن شکار کے لئے میں نے دی تھی۔ اور اسے چانس دیا تھا۔ کہ شکار پر پہلا فائر وہ کرے۔ قریب شام دونوں ٹکیل میرے دوست کے کمین گاہ سے تقریباً ساٹھ ستر گز پہنچکر ایک دم کھڑے ہوکر بو سونگھنے لگے۔ یہ موقع ان پر گولی چلانے کے لئے بہترین موقع تھا۔ مگر میرا دوست گولی نہیں چلا سکا اور ٹکیل بو پاکر تڑھا بھاگنے لگے۔ اب دوست کا گولی چلانے کا انتظار بے سود تھا۔ بھاگتے ہوئے ٹکیل پر میں نے گولی چلادی۔ گولی کھا کر ٹکیل گر پڑا دوسرا گولی چلا کر دوسرا ٹکیل کو بھی مار گرایا۔ مرور شام کی تاریکی نے ہر دو شکار اور ہمیں اپنی لپیٹ میں لی۔ میرے شکاری گوجر رستمی فضل ایک دو گوجروں کو ساتھ لیکر شکار ذبح کرنے کے لئے گیا۔ باقی ساتھیوں کے ذریعہ میں نے ایک دھار پر لکڑی اکٹھا کرانے میں میں مصروف ہوا۔ تاکہ چاروں پوسٹ میں مقیم ساتھیوں کو ان سے دو ڈھائی میل دور بلندی پر اپنی موجودگی کی اطلاع پہنچائیں۔ اور وہ ٹارچ یا لالٹین لیکر ہم تک پہنچ جائیں۔ اور ہمیں کیمپ پہنچانا ممکن نہ رہے۔

ہم آگ جلانے اور بجھانے میں مصروف ہوئے۔ یہ عمل چند بار دہرانے پر قیام گاہ سے دو لالٹین بردار ہماری طرف روانہ ہوئے۔ اس اثناء میں شکاری فضل اور اسکے ساتھی دونوں ٹکیل کے سر لیکر ہمارے پاس پہنچ گئے۔ شکار کا کھال اتار کر گوشت لانے کی گنجائش بوجہ تاریکی نہ رہی تھی۔ ہم اندھیرے میں کیمپ کی طرف بڑھنے لگے۔ مگر ہماری رفتار بوجہ تاریکی بہت سست تھی۔ آخر کیمپ سے آئے ہوئے لالٹین بردار ہمارے پاس پہنچ ہی گئے۔ اور ہم لالٹین کی روشنی میں رات کے [illegible] کیمپ پہنچے۔ الحاج اور کمانڈنٹ صاحب ہمارے منتظر بستر پر [illegible] تھے۔

علی الصبح شکاری فضل کے ساتھ آٹھ گوجر شکار گاہ پر گئے دوپہر کے قریب ہر دو ٹکیل کا پوست و گوشت کیمپ میں پہنچا دیے۔ ایک ایک ٹکیل کا گوشت دو دو من سے کم نہ تھا۔ ایک ٹکیل کا گوشت الحاج کیمپ میں

تقسیم کیا گیا اور دوسرا کیپل کا گوشت حسبِ ہماراں کے گھروں اور والی لیان
تانگیر میں تقسیم کیا گیا۔ جو بیمار مدد معاش کے لئے گرمائی چراگاہوں سے
ہمارے پاس آئے ہوئے تھے۔ ایک کیپل کا پوسٹ مین جمعدار امام یار بیگ کو دیا
اور دوسرا کیپل کا پوسٹ جمعدار تانگیر شاہ کو مل دیا۔

دو دن پوسٹ سگاوس میں قیام رکھ کر تیسرے دن میاروٹی پوسٹ شرک کرنے کے لئے
روانگی ہوئی۔ پارلی مقام جب پہنچی وہاں والی لیان داریل مع ... جو گرمائی
چراگاہوں سے آ کر جمع ہوئے تھے۔ جو تعدادیا ایکسو نفوس پر مشتمل تفنگ انداز
تھے۔ اور ان کے ساتھ باجہ نواز تھے۔ ہماری پیشوائی تفنگ اندازی اور
باجہ نوازی سے کیا۔ قریب پہنچ کر کمانڈنٹ سگاولس گھوڑے سے اتر پڑا۔
اور مصافحہ کیا۔ اور داریلیوں نے ناچ کا تماشہ دکھانے کی اجازت
طلب کی۔ اور اجازت ملنے پر باجہ نوازی پر ناچتے ہوئے بندوقیں
داغنے لگے۔ ان کی خالی اور بندوقیں داغتے ہوئے ناچ کود کا ظاہرہ
کچھ عجیب سی اور سراسیمہ دکھائی دینے لگے۔ میاروٹی پوسٹ سے

صوبیدار محمد امان شاہ بھی ڈبل گارد کے ساتھ کمانڈنٹ کے ساتھ آیا ہوا
تھا۔ داریلیوں کا ناچتے وقت سگاولس (گارد) کمانڈنٹ کے پیچھے
پیچھے کھڑے تھے۔ کمانڈنٹ نے جب سگاولس کی سراسیمگی
بھانپ کر صوبیدار محمد امان شاہ کو حکم دیا۔ کہ گارد کو پیچھے ہٹا کر
داریلیوں کے پیچھے پیچھے پتھروں میں سنگر کو رکھا جائے۔
کمانڈنٹ کے حکم پر صوبیدار محمد امان شاہ گارد کو پتھروں کی طرف
لے گیا۔ میں کمانڈنٹ کے پہلو سے اٹھ کر داریلیوں کے قطار میں
پہنچا۔ اور ہر داریلی کا بندوق ان کو دکھ کر اپنے ہاتھ میں لے کر
کہا۔ کہ کمانڈنٹ کی موجودگی میں بندوق داغنا خلاف شرع ہے۔
میں اپنے کام سے فارغ ہو کر کمانڈنٹ کے پاس پہنچ گیا۔ تو صوبیدار
محمد امان شاہ بھی گارد کو سنگینوں کو رکھ کر واپس پہنچا۔ میں نے معززان
داریل کا شکریہ ادا کر کے ان سے کہا۔ تمہاری پیشوائی اور اظہار
خوشی پر کمانڈنٹ صاحب بہت خوش ہوا ہے۔ چونکہ کمانڈنٹ صاحب

کو مطابق پروگرام منزل میار نوٹ پہنچا ہے۔ اسلئے آپ اسے تماشہ نہ کریں
تاکہ کمانڈنٹ صاحب اپنا سفر جاری رکھیگا۔ بعد ازاں والی کیلاش داریل نے
پرے اطوار پر عمل کیا۔ مجھے منتشر ہوں۔ مگر میں جرگا ہو میں مکین
داریلیوں نے فرائض مہمان نوازی کی انجام دہی کی خواہش ظاہر کی جو
منظور کیا جانے پر شکریہ ادا کی۔ دہی بورعیج اور مکئی کے چپاتیوں
سے فرائض مہمان نوازی انجام دی۔ بعد ازاں داریل اور تیریانوں کو
کمانڈنٹ نے پچاس روپے انعام دیکر لسوٹے میار نوٹ روانہ ہوا اور
میار نوٹ پہنچکر رات گذاری صبح میار نوٹ سے روانہ ہوکر مجاسر پہنچا۔
تو حالات پونیال برآمد نالہ سنگل و گیان پہنچ چکے تھے۔ ہمارا ان کے ملنے
کی اجرت ادا دیکر کمانڈنٹ طرف دورہ کی جیپس ادا ہوا اس میں
کمانڈنٹ سے رخصت لیکر چار سوار ہمراہیوں کے نالہ سنگل میں اتر کر
غروب آفتاب کے قریب اسسٹنٹ کوس سنگل پہنچا۔ علی الصبح اسسٹنٹ کے دس
سنگل سے روانہ ہوکر کوپچ جھولا عبور کرکے گورنر صاحب کے باغ میں ملا

ہوا۔ جہاں عصبا ہوا میرا پھوپی زاد بھائی خان بہادر
کے پاس میرا خالہ زاد بھائی راجہ محمد انور خان گورنر پونیال بھی
بیٹھا ہوا تھا۔ خان بہادر نالہ شیر قلعہ میں راجہ کے تنبو میں آگ
لگنے پر تنبو سے سامان نکالنے کے لئے تنبو میں داخل ہوکر
جلتا ہوا تنبو کے لپیٹ میں آکر عصبا ہوا تھا۔ خان بہادر راجہ
محمد انور خان کا چچیرا بھائی ہے۔ اور راجہ محمد انور خان خان بہادر کا
بہنوئی بھی تھا۔

میں تین دن مریض کے پاس رہا۔ وہ دو صبح صحت تھا۔ جو جمعہ دن
شیر قلعہ سے روانہ ہوکر داماس میں راجہ ولی محمد خان کے گھر
رات گذارا۔ داماس سے اپنا گھر گوپس پہنچا۔

اکتوبر ۱۹۴۳ میں میرے والد محترم کے ساتھ خلوت میں کچھ گفت و شنید کی۔ جو
مجھ سے پنہاں رکھی گئی۔ اس گفت و شنید کے بعد سے میں نے اپنے والد محترم
کو اداس محسوس کر لیا۔

دسمبر جنوری ۴۴-۱۹۴۳ کو میرے والد محترم دورہ پرگنہ خضر پر مقام گوجال ہوئی
پہنچا تھا۔ گلگت سے چودھری فتح خان ریسی منشی گلگت بھی وہاں پہنچا۔
عشائیہ کے بعد میرے والد محترم کے ساتھ خلوت میں گفتگو کیا۔
صبح میرے والد محترم ہنزہ اور نگر جانے کے لئے واپس گلگت روانہ ہوکر
جنگل میں رات گذاری۔ جنگل سے گلگت پہنچکر خلوت میں مجھ سے کہا
فرمایا۔ کہ چودھری فتح خان پولیٹیکل ایجنٹ گلگت کا پیغام مجھے
پہنچانے کے لئے گوجال گیا تھا۔ پولیٹیکل ایجنٹ چاہتا ہے۔ کہ میں
عہدہ گورنری سے استعفاء دوں۔ یہ دباؤ مجھ پر بے جا ہے۔ میں
چاہتا ہوں کہ گلگت پہنچکر بالمشافہ مسٹر سے گفت و شنید کروں۔
صبح سویرے گلگت روانگی ہوئی۔ منزل بمنزل ہم گلگت پہنچکر سیدھے
ریسی ہاؤس میں پولیٹیکل ایجنٹ کے دفتر میں داخل ہوئے۔ پولیٹیکل ایجنٹ
وہاں سربراہان محکمہ جات گلگت ایجنسی (سالار افواج مہاراجہ جموں و کشمیر
وزیر وزارت گلگت گورنر۔ ایجنسی سرجن۔ ملٹری اسسٹنٹ کمانڈنٹ سکاؤٹس
رائل انجینئر) کے ساتھ کانفرنس میں لگا ہوا تھا۔ ہم دفتر میں داخل
ہوئے پر اٹھ کھڑا ہوا۔ میرے والد محترم کے ساتھ مصافحہ کرنے کے بعد فرمایا۔
ہماری کانفرنس چند منٹ میں ختم ہوگی۔ تب تک آپ بیٹھک میں
تشریف رکھیں۔ ہمیں پولیٹیکل ایجنٹ بیٹھک میں بٹھا کر خود کانفرنس
میں شامل ہونے کے لئے دفتر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہمیں بیٹھک سے دفتر
بلا لے گیا۔ اور میرے والد محترم نے کہا۔ آپکا پیغام بوساطت چودھری فتح خان
مجھے ملا۔ عہدہ گورنری سے سبکدوش ہونے کے لئے جو دباؤ مجھ پر ڈالا جارہا
ہے میرے ساتھ سراسر بے انصافی اور زیادتی ہے۔ میرے علم دادا شاہ دور خان
کا ایک فرد تھا۔ اسے عہدہ گورنری سے سبکدوش ہونے کے لئے دباؤ میں
ڈالا گیا بعد ازاں وہ تاحیات نوے سال کی عمر تک علاقہ اشکومن کا گورنر رہا۔

درحالیکہ اسکی یا اسکے خاندان کی کوئی خدمت گورنمنٹ عالیہ ہند اور مہاراجہ
جموں و کشمیر کے لئے نہ تھا۔ میں پشتینی خیرخواہ مہاراجہ جموں و کشمیر ہوں کے علاوہ
میرا دادا محمد علی خان شہنوشاہ سالار افواج مہاراجہ کی معیت میں مارا گیا۔ میرے والد محترم
کو اپنے والد کی خیرخواہی سرکار ریکر خان دیدینے کی بناء پر بیس سال
تک چترال میں صعوبت و غربت کی زندگی گذارنا پڑی اور میں سربکف
افواج مہاراجہ کے دوش بدوش انگریز حکمرانوں کی قیادت میں کئی مرتبہ
جنگ ہنوزہ نگر۔ چیلاس اور چترال میں شامل رہا۔ اگر مجھ پر ناقابل معافی
کوئی جرم یا الزام ہے۔ تو مجھے بھی راجہ محمد اکبر خان و راجہ شاہ عبدالرحمن
کی طرح ہری پور جیل بھیجا جائے۔ جو میری بے عزتی نہیں۔
جواباً پولٹیکل ایجنٹ نے کہا۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ کہ آپ کو حراست میں رکھا
جائے یا ہری پور جیل بھیجا جائے۔ مگر یہ حقیقت ہے۔ آپ ضعیف العمری کی
بناء پر بوجہ منصب اٹھانے کے قابل نہیں۔ آپکا بیٹا عرصہ سے آپکا یہ
کام چلا رہا ہے۔ اسلئے گذشتہ اکتوبر کو میں نے آپ سے کہا۔ کہ آپ

اپنا عہدہ اپنے بیٹے کے حق میں دستبرداری دیدو۔ مگر آپنے عمل نہیں
کیا۔ اب میں سرکار عالیہ سے موصول شدہ احکام میں مداخلت کرنے کا مجاز
نہیں۔ لیکن اگر آپ خود سرینگر جاکے احکام سرکار بدلوا سکتا ہے۔ تو
میں روکاوٹ نہیں ڈالونگا۔
پولیٹیکل ایجنٹ نے مجھے مخاطب کر کے کہا۔ کہ تم اور چیلاس کا عہدہ یا گلگت میں
صوبیداری کے عہدہ سے کوئی جو عہدہ چاہتے ہو۔ میں تمہیں دیدونگا۔
میں نے عرض کیا۔ ہر دو پوسٹوں سے کوئی ایک پوسٹ بھی قبول کرنے کے
لئے میں تیار نہیں۔ ملاقات ختم ہوئی۔ اور ہم پولیٹیکل ایجنٹ کے دفتر سے
نکلکر اپنے گھر واقع گلگت پہنچے۔
میرے والد محترم بوجہ ضعیف العمری اور راہ خوری کے سردی میں برف
اور برف زار سے عبور کر کے سرینگر پہنچنے سے معذور تھا۔ اسلئے ایک درخواست مہاراجہ
جموں و کشمیر کی خدمت میں اور ایک درخواست ریذیڈنٹ کشمیر کی خدمت میں
بذریعہ رجسٹری بھیج کر واپس اپنے گھر گوپس پہنچ گیا۔ تو میں نے لکھ کر عرض کیا۔

کہ میرے حق میں عہدہ گورنری سے دستبرداری دینے کے لئے پولیٹکل ایجنٹ
نے آپ کو مشورہ دیا تھا۔ تو آپ کو چاہیئے تھا۔ کہ آپ عمل کرتے۔
میرے والد محترم نے فرمایا۔ مجھے یقین نہ ہوا۔ کہ عہدہ گورنری سے میری
دستبرداری آپ کی نوکری کا باعث ہو۔
میرے والد محترم نے خواہش کر لیا۔ کہ عہدہ گورنری سے سبکدوش ہونے کے
بعد گلگت ایجنسی میں رہائش رکھنے کی بجائے دربار فرمانروائے چترال پہنچکر
زندگی وہیں بسر کریں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اگر آپ ہجرت کرنا چاہتے
ہیں۔ تو کیا بہتر نہ ہوگا۔ کہ ہم چترال جانے کے بجائے کابل چلے جائیں۔
اور ایک مسلمان بادشاہ کے سایہ میں رہکر زندگی بسر کریں۔ فرمانروائے
چترال بھی تو انگریزوں کے زیر اثر اور مہاراجہ کا وظیفہ خوار ہے۔
علاوہ ازیں فرمانروائے چترال کے والد محترم نے آپ کے والد محترم
کے ساتھ جو سلوک رکھا تھا۔ اس سلوک کو بھی تو آپ بھولے
نہ ہونگے۔ میرے والد محترم نے فرمایا۔ ہمیں کثیر التعداد کنبہ

ساتھ لیکر سرحد افغانستان تک ہی پہنچنے کی مہلت ہی کب
ملیگی۔ میں نے عرض کیا۔ اس صورت میں بہتر ہوگا۔ کہ ہجرت کرکے
چترال جانے کے بجائے یہیں رہکر حالات سے نپٹ لیں۔
مارچ ۱۹۳۱ میں دفتر پولیٹکل ایجنسی گلگت سے ایک خط مجھے
ملا۔ جس میں آخری نوٹس مجھے دیا گیا تھا۔ کہ میں عہدہ آر اود (حلقہ ...)
یا صوبیدار گلگت سکاوٹس کا بعہدہ سے ایک عہدہ قبول
کرلے۔ نوٹس پر بعد غور خوض بوجوہ چند میں نے آر.او
جیلانس کے عہدہ پر فوجی ملازمت اختیار کرنے کو ترجیح دی۔ ماہ
اپریل ۱۹۳۱ء میں میری نوکری گلگت سکاوٹس میں بعہدہ صوبیدار (گلگت ...)
عمل میں لائی گئی۔ مجھے پہلے معلوم تھا۔ کہ ایک صوبیدار کی تنخواہ سالانہ
تین سو ساٹھ روپوں (بدوران ٹریننگ دو ماہ کی تنخواہ ایکسو ساٹھ
روپے اور دس ماہ گھر میں رہنے کی الاؤنس سو روپے) یعنی یومیہ ایک روپے
سے زائد کیش۔ اور آر.او جیلانس کی تنخواہ سالانہ الاؤنس وغیرہ کے ساتھ

لگ بھگ ڈیڑھ ہزار روپوں سے کم ہیں +

وسط ستمبر ۱۹۳۱ میں مسٹر ناڈ پولیٹکل ایجنٹ گلگت کی تبدیلی
عمل میں آئی - اس کا عہدہ حسب معمول گلگت ایجنسی سرجن نے
سنبھال لیا +

۹ اپریل ۱۹۳۲ کو میجر کلس پولیٹکل ایجنٹ نے میرے والد محترم سے فرمایا۔
آپ کو عہدہ گورنری سے سبکدوش کیا جائے کی کارروائی قابل افسوس
ضرور ہے - مگر آپ کے لیے پشتی جاگیر میں بارگو عطا کرنے کی کارروائی
عمل میں لائی گئی ہے - جو آپکو علاقہ کوہ غذر کا گورنر مقرر کرنے سے
قبل تجویز کی گئی تھی - جاگیر کی عطائگی جلد عمل میں آئیگی - ساتھ ہی
آپ کو عہدہ گورنری سے سبکدوش بھی ہونا پڑیگا - اسلئے آپ عہدہ گورنری
سے سبکدوشی کے لیے استعفا دیدیں - میں وعدہ کرتا ہوں - کہ آئندہ پولیٹکل
علاقہ جات میں عہدہ گورنری کا اولین چانس آپکے فرزند کو ہی ملیگا -
پولیٹکل ایجنٹ سے رخصت ہو کر میں کمانڈنٹ سے رخصت ہونے کے لیے ملنے

منگلمبر بنگلہ پر گیا - کمانڈنٹ نے کہا - کہ ماہ اگست میں بروغل پہنچ کر سرحد واخان
پر دیکھنے کا میں نے ارادہ کیا ہے - میں نے عرض کیا - کہ گلگت سکاؤٹس میں میری
نوکری آپ کی ایماء پر کی گئی ہے - بہتر ہوگا - کہ بروغل کے دورہ پر مجھے بھی
ساتھ رکھیں - تاکہ سرحدات علاقہ جات سے واقفیت ہو - جو بالخصوص لوکل
میرے لیے مفید و کارآمد رہیگی - میرا عرض کمانڈنٹ نے منظور کر لیا - کمانڈنٹ
کی منظوری میرے لیے باعث اطمینان رہی - کیونکہ میرے لیے اپنے ارادے کو
عملی صورت دینے میں جن رکاوٹوں کا (پیش آنے کا) خدشہ تھا - کمانڈنٹ کے ساتھ
ہمسفر رہنے پر ان خدشوں کا منقطع ہونے کے امکانات روشن تھے -
کمانڈنٹ کے ساتھ بروغل پہنچنے کے بعد وہاں سے سرحد پار واخان داخل
ہو کر کابل پہنچنے کی راہ آزاد تھی - میں نے اپنے والد محترم کے ساتھ
بیجا سلوک کی کارروائی پر مصمم ارادہ کر لیا تھا - کہ گلگت ایجنسی کو
ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیرباد کہکر اپنی زندگی اسلامی سلطنت افغانستان
کے خودمختار مسلمان تاجدار کی خدمتگذاری کے لیے وقف کر کے

ان کے زیر سایہ رہوں۔ اب اپنے ارادے کو عمل میں لانے سے
پیشتر اپنے بال بچوں کو جو ایک بیگم دو لڑکیوں تین لڑکوں پر
مشتمل ہے اور عمر کے لحاظ سے بچے آٹھ سال سے چھ ماہ تک کے ہیں۔
کہیں سنبھالوں۔ تاکہ انکی پرورش کا بوجھ میرے والد محترم کے
کاندھوں پر نہ پڑے۔ میں نے ایک درخواست پولیٹیکل ایجنٹ
کی خدمت میں گذار کر استدعا کیا۔ کہ میرے چچا محمد رحیم خان کی تقرری
علاقہ کوہ خضر کی گورنری پر عنقریب ہونے والی ہے۔ اسلئے وہ سرکاری
اراضیات وغیرہ واقع دابیٹ و ریسر جو گذارہ کے لیئے محمد رحیم خان کو دی
گئی تھیں۔ مجھے عطا فرمائی جائیں۔ تاکہ میری بسر زندگی کے لئے
گذارہ ہوسکے۔ بذریعہ تحریر پولیٹیکل ایجنٹ نے جواباً مجھے مطلع فرمایا۔
کہ اراضیات دابیٹ و ریسر آپکے نام منتقل کیا جانے پر بہت سے
دعوے رونما ہونگے۔ چونکہ موضع بارگو بطور پیشتی آپ کے والد
کو عطا کرنے کی کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ جسکا مالک

اپنے والد کے بعد آپ ہی ہوگا۔

اب میرے لئے اپنے بال بچوں کو اپنے سسرال بھیجنے کے اور کوئی صورت نظر
نہ آئی۔ میں نے اپنے والد محترم سے اجازت لیکر اپنے بال بچوں کو اپنے سسرال
(برگل) بھیجدیا اور تن واحد اپنے والد محترم کی خدمتگذاری کے لیے موجود
رہا۔

میں نے اپنا ارادہ کابل جانا اپنی ذات تک محدود رکھا تھا۔ کمانڈنٹ سکاوٹس نے
ساتھ مجھے پروغل لے جانے کی منظوری دینے کے بعد میں نے معتمدوں چار افراد
کو اپنے ارادہ سے واقف کرایا تھا۔ ان میں سے ایک میری بیگم کا چچازاد بھائی
تھا۔

ایک دن میرے والد محترم نے تخلیہ میں شفقت پدری سے ہاتھ میرے سر پر پھیرا
اور فرمایا۔ میں تمہارے عزائم سے بے خبر نہیں۔ اور میں تمہاری خودداری
سے خوش بھی ہوں۔ مگر یہ امر میرے لئے پریشان کن بھی ہے۔ کہ میں کثیر العداد
اولاد کا نگران ہوں۔ اور ضعیف العمری کی بناء پر مسئلہ سے اتارا جارہا ہوں۔

وقت سر پر بندھا رہتی ہے۔ ان حالات میں آپ مجھے حالات کے
رحم و کرم پر چھوڑ کر کابل جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو آپ کی
کامیابی اور سرفرازی کے لئے میری نیک دعائیں تمہارے ساتھ ہونگی۔"
باپ کی شفقت بھری دلسوز گفتار سنکر ندامت سے میرا سر جھکا۔
میرے مفروضہ امیدیں پانی پانی ہوکر بہ گئیں، میں نے اپنے باپ
کا پاؤں چوما۔ اپنے ارادے کو ان سے مخفی رکھنے کے بارے میں
ان سے معافی کا خواستگار ہوا۔ اور اپنے متوقع امیدوں کے محل کو
اور ارادوں کو خیرباد کہا۔ اور اپنے والد محترم کی خواہش اور خوشنودی
پر پورا اترنے کے لئے مستعد ہوا۔

حسب پروگرام کپتان برکلے کا قافلہ گلگت سے واپس گوپس پہنچا۔
اور وہاں سے آگے پروعل جانے کا سفر جاری رکھا۔ میں حسب پروگرام
ان کا شریک سفر نہ رہ سکنے پر ان سے معذرت خواہ ہوا۔

ماہ اگست ۱۹۳۲ کے پہلے ہفتے موسم [illegible] میں میرے والد محترم کو
گوپس چھوڑنے کے احکام صادر ہوگئے۔ میرے والد محترم اپنے کثیر التعداد ممبران
خاندان جن میں بچے بھی تھے۔ بوڑھی خواتین بھی تھیں۔ تپتی دھوپ میں
رہنما سکن گوپس سے نکل کر سفر جاری رکھنا پڑا۔ صبح سے شام تک گھوڑوں کی
پیٹھ سے چمٹ کر ہمارا قافلہ بمشکل درماس میں بسرانی راجہ ولی محمد خان پورش
کے گھر پہنچا۔ انہوں نے بواسطہ قرابت رشتہ ہمارے خاطر تواضع میں کوئی کسر اٹھا
نہ رکھی۔ دوسرے دن علی الصبح درماس سے روانہ ہوکر دن بھر سفر جاری رکھ کر
ستائیس میل کا فاصلہ طے کر کے ہم گلاپور پہنچ گئے۔ اور گلاپور کے احتشام
پر شاہراہ کے بائیں کنارے واقع ایک باغ میں پڑاؤ ڈالا۔ اہلیان گلاپور
نے ہمارے ساتھ ہمدردانہ و خلیقانہ برتاؤ رکھا۔ تیسرے دن علی الصبح
گلاپور سے روانہ ہوکر ہمارا قافلہ قبل از دوپہر شروٹ کے ایک پرسکون
مقام پر پہنچا۔ جہاں انتظامیہ نے ہماری رہائش کے لئے خیمے استادہ کئے گئے تھے۔ کیونکہ
ماہ اگست میں دریا کی طغیانی میں خواتین و اطفال کو بذریعہ جالہ دریا پار

بارگو پہنچایا جا سکتا تھا۔ ریش منتخب کے پیش نظر میرے والد محترم نے پولیٹیکل ایجنٹ گلگت سے ماہ ستمبر کا پندرہ تاریخ تک گوپس رہنے کی مہلت طلب کیا۔ تو یہ مہلت وہیں نہیں دی گئی تھی۔

بدوران قیام شروٹ یہ امر ہمارے لئے باعث اطمینان و راحت رہی کہ اہالیان شروٹ ہمارا بھر پور امداد کرتے ہوئے ہمیں کسی اشیاء کی فراہمی کا محتاج نہ رکھا۔ جب ہم دریا عبور کرکے بارگو پہنچے۔ تو اہالیان بارگو نے اپنی غیر معمولی رحجان تعاون سے ہمیں احساس ہونے ہی نہ دیا۔ کہ ہم عزت و آسائش کے ماحول سے محروم کیے گئے ہیں۔

ہمارا قافلہ گلاپور سے شروٹ پہنچے کے وقت راجہ محمد رحیم خان گوپس پہنچا تھا اور علاقہ کوہ غذر کا عہدہ گورنری کی رو سے نظم و نسق علاقہ کے لئے ملا لیا تھا۔ اگرچہ حسب معمول گلگت ایجنسی و سٹار شیم باقاعدہ مسند نشینی کی تقریب سرکاری سطح پر نہیں منایا گیا تھا۔ تاہم موصوف دو معمول ہوتا ہوا تھا۔ باہمیں سال مسکن میں داخل ہو ہی گیا تھا۔

گلگت سکاؤٹس کو ۱۹۱۹ سے ۱۹۳۵ تک سالانہ دو ماہ معمولی فوجی ٹریننگ کے لئے گلگت میں رہنا پڑتا تھا۔ یہ ٹریننگ ماہ نومبر ماہ اپریل کے مہینوں میں دی جاتی تھی۔ سکاؤٹس دو گروہوں میں بٹ کر چار چار کمپنیوں کا ایک ایک گروہ دو دو ماہ کو نوداس بیرکوں میں رہا کرتے تھے۔ سرداران سکاؤٹس میں سے دو صوبیدار یعنی میں اور میرا خالہ زاد بھائی صوبیدار محمد زرد خان بجائے بیرکوں کے اپنے ذاتی مکانات میں رہائش رکھا کرتے تھے۔ جو دریا پار گلگت میں واقع تھے۔

۱۹۳۳ کے جنوری فروری میں نگر کی دو کمپنیاں کو غذر کی ایک کمپنی اور گلگت کی کمپنی تربیت حاصل کرنے کے لئے آئی ہوئی تھیں۔

بدوران تربیت جے سی اوز کو شکار (ارٹیال مارخور کیل) کے مراعات حاصل تھے۔ این سی اوز اس رعایت سے محروم تھے۔

ایک سنیچروار کو بعد پریڈ چاروں کمپنی کے چاروں سیکشن کمانڈروں نے مجھ سے استدعا کی۔ کہ ان میں سے کسی ایک کو مکمل اتوار کے دن شکار کرنے کی اجازت دیدی جائے۔ تاکہ وہ بھی اپنے کمپنی کے جوانوں کو شکار کا گوشت کھلا سکیں۔ جیسا کہ دوسرے تین کمپنیوں

کے شکاری ہر اتوار کو اپنے کمپنی کمانڈر (صوبیدار) کی اجازت پر اکثر اپیل پارٹی
شکار کر کے اپنے کمپنی کے جوانوں کو گوشت کھلایا کرتے رہتے ہیں۔
میرے کمپنی کے حوالداروں کا اختیار مذکور غلط نہ تھا۔ اسلئے ان کی درخواست
سے متاثر ہو کر ملزم حوالدار رستم علی کو اجازت دیدی۔ کہ وہ بھی کل اتوار
کے دن شکار کر لائے اور کمپنی کے جوانوں کو شکار کا گوشت کھلائے
شکار کی اجازت ملزم حوالدار رستم علی کو دینا میری غلطی تھی۔ کیونکہ اصولاً
شکار کھیلنے کی اجازت دینے کا میں مجاز تھا اور نہ ہی ان میں سے اور
کو شکار کھیلنے کی درخواست حاصل تھی۔

اتوار اور سوموار کے درمیانی رات تقریباً نو بجے صوبیدار محمد محبوب علی خان
کا اردلی میرے پاس آیا۔ اور مجھے اطلاع دی۔ کہ بیرک میں میرے کمپنی کا ایک نائیک
اینگلیس نائیک ملزم حوالدار رستم علی کی رائفل کی گولی سے مجروح ہو گئے۔
اس واقعہ کی اطلاع مجھے پہنچانے کے لئے صوبیدار محمد نے اسے میرے
پاس بھیجا ہے۔

میں اپنے مکان سے بیرک روانہ ہوا۔ جو میرے گھر سے تقریباً ایک میل دور ہے۔
پل عبور کر کے میں بیرک کے سامنے پہنچا۔ تو صوبیدار محمد وہاں موجود تھا۔ میرے کمپنی کے جوان
اپنے بیرک میں بند تھے۔ صوبیدار محمد نے مجھ سے۔ کہ واقعہ رپورٹ ملتے ہی میں
اپنے مکان سے بیرک پہنچا۔ آپ کے کمپنی کے جوان اپنے بیرک میں بند تھے۔ میں بیرک میں
داخل ہوا۔ پوچھ گچھ پر مجروحوں نے بیان کیا۔ کہ ملزم حوالدار اور ان میں کسی قسم کی
کدورت اور مخاصمت نہ تھی۔ انہیں گولی لگنا ایک امر اتفاقیہ ہے۔ ملزم حوالدار رستم علی نے
بیان کیا۔ کہ آج کوٹ کی نگرانی کی ذمہ داری میری تھی۔ شوق شکار پیدا ہوا۔ تو کوٹ سے
اپنا رائفل اور راؤنڈ لیکر شکار پر گیا۔ چار فائر شکار پر کیا۔ پانچواں کارتوس
میگزین میں پڑا رہا۔ شام کو واپس بیرک پہنچکر جوانوں کے ساتھ ملکر کھانا کھایا
جوان تاش بازی میں مشغول ہوئے اور وہ اپنا رائفل صاف کرنے میں مصروف رہے۔ رائفل
کو تیل دیکر بولٹ چڑھا دیا۔ انگلی لبلبی پر رکھا۔ رائفل سے فائر کی آواز نکلی
سامنے مجمع میں نائیک غلام رضا اور لانس تڑپنے لگے۔
ملزم اور مجروحوں کے بیانات کی تصدیق جوانوں نے بھی کر لی۔ چونکہ گولی

غلام رضا کے پیٹ میں لگ کر پہلو سے نکل کر لگتی۔ ہدایت کا گھٹنے کی ہڈی توڑ دی تھی۔ غلام رضا کی حالت نازک تھی اسلئے مجروحوں کو میں نے ہسپتال بھیجدیا۔ واقعہ کی اطلاع کمانڈنٹ کو پہنچانے کے لئے میں نے اردلی بھیجدیا اور ایک اردلی آپ کو واقعہ کی اطلاع دینے کے لئے بھیجدیا۔ معلوم ہوا۔ کہ غلام رضا ہسپتال پہنچکر جاں بحق ہوا۔

روئیداد واقعہ میں صوبیدار فجر کی زبانی سن ہی چکا تھا۔ کمانڈنٹ سکاوٹس لیفٹیننٹ فرائر، اسسٹنٹ کمانڈنٹ گلگت سکاوٹس پل عبور کرکے بیرک کے سامنے پہنچ گئے۔ کمانڈنٹ نے روئیداد واقعہ مجھ سے سننا چاہی تو میں نے کہا۔ میں ابھی ابھی بیان دے چکا ہوں۔ روئیداد واقعہ سے صوبیدار فجر باخبر ہو چکا ہے۔ کمانڈنٹ کا صوبیدار فجر کی طرف متوجہ ہوکر اس نے روئیداد واقعہ مذکورہ پیرایہ میں سنا لیا۔ کمانڈنٹ نے کمپنی کے بیرک میں داخل ہوکر رائفلیں چیک کرنے کے بعد معیت اسسٹنٹ کمانڈنٹ اپنے بنگلہ کی طرف واپس چلا گیا۔

صبح سوموار کے دن پریڈ کے بعد [illegible] میں کمانڈنٹ کے بنگلہ پر چلا گیا۔ میں نہیں جانتا تھا۔ کہ حوالدار رستم علی کو شکار پر بھیجدینے کی اپنی غلطی کو اپنے کمانڈنٹ سے مخفی رکھا ہے۔ چنانچہ رستم علی کو شکار پر جانے کی اجازت دینے کا ذکر میں نے کمانڈنٹ سے کیا۔ تھوڑی دیر کے لئے کمانڈنٹ کا چہرہ اکھڑا ہوا۔ پھر مجھ سے دریافت کیا۔ کہ کیا تھانے میں بھی اظہار مذکور کرلی ہے؟ میں نے کہا۔ تھانہ سے مجھے بلاوا ہی نہیں آیا ہے۔ البتہ میں سنا ہے۔ کہ رستم علی نے تھانہ میں بھی وہی بیان دہرایا ہے۔ جو صوبیدار فجر سے کیا تھا۔ کمانڈنٹ نے مجھ سے کہا۔ رستم علی نے جو کچھ کہا ہے۔ ٹھیک کہا ہے۔ مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔

ایک ہفتہ بعد بوساطت کمانڈنٹ سکاوٹس مجھے تھانہ سے بلاوا آیا۔ تھانہ میں انسپکٹر پولیس کے استفسار پر میں نے کہا۔ اتوار کے دن اور واقعہ کے وقت بیرک سے میل ڈیڑھ میل دور میں اپنے گھر میں تھا۔ اور ملزم رستم علی کا مقتول غلام رضا اور مجروح ہدایت کے ساتھ کسی قسم کی عداوت یا ناراضگی میرے نوٹس میں کبھی نہیں لائی گئی ہے۔

کمانڈنٹ گلگت سکاوٹس نے میری حقیقت بیانی کا ذکر پولیٹیکل ایجنٹ گلگت سے بھی کیا تھا۔ مگر پولیٹیکل ایجنٹ اور کمانڈنٹ دونوں میرے خلاف نوٹس لینے کے بجائے مجھ سے خوش تھے۔ کہ میں نے باختیار خود اپنی غلطی سے اپنے کمانڈنٹ کو آگاہ کرایا تھا۔ میرا ہر وقت اپنے کمانڈنٹ کو ملزم کا شکار ہو جانے کی صحیح صورت حال کا ذکر کرنے کی وجہ سے شکار کے لئے باختیار خود سرکاری رائفل اور سرکاری راؤنڈ استعمال کرنے کے فرد جرم سے ملزم محفوظ رہا۔ کیونکہ گیم سکرٹری کمانڈنٹ سکاوٹس ہی تھا۔

دو ماہ کی سرمائی تربیت حاصل کرنے کے بعد میں اپنا گھر یارکو چلا گیا۔

گلگت سکاوٹس کو علاقہ جات میں امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ کیونکہ گلگت سکاوٹس امتیازی ملازمت کی حیثیت سے ہی شہرت پا گئی تھی۔ صوبیدار کا مقام حیثیت بھی عام عوام میں بلند تھا۔ بلحاظ فراوانی ضروریات زندگی اسی (۸۰) روپے ماہانہ تنخواہ صوبیدار بھی معقول تھی۔ مگر یہ تنخواہ صرف دو مہینوں کے لئے تھی۔ باقی دس مہینوں کا مجموعی الاؤنس سولہ روپیوں سے زائد نہ تھا۔ اور ترقی کا راستہ بھی محدود۔

جس ارادے کی تکمیل کے لئے سکاوٹس میں ملازمت میں نے اختیار کرنا قبول کیا تھا اس ارادے سے مجھے دست کش ہونا پڑا تھا۔ موجودہ صورت حال بسر زندگی کے لئے غیر تسلی بخش تھی۔ مجھے اپنا مستقبل سنوارنے کے لئے سنجیدگی سے غور کرنا پڑا باعزت زندگی گزارنے کی کشش فوجی ملازمت میں ہی محسوس ہوئی۔ مگر سکاوٹس میں نہیں۔ باقاعدہ تربیت یافتہ فوج میں جہاں ترقی کی راہیں بھی موجود تھیں۔

سالانہ جلسہ گلگت ریجنسی کے اختتام پر اپریل ۱۹۳۳ میں میں نے اپنا ماہ رال ساتھی صوبیدار محمد مراد خان کو بھی اپنا ہمخیال بنا کر جو ۱۹۲۶ سے بوسال کی

کما جمعدار تھا"۔ مجر ہنزہ باز کے پاس مقام سونی کوٹ پہنچا۔ مجر ہنزہ باز مہاراجہ کی
فوج میں شعبہ توپ خانہ معیم پونچھ کا کمانڈنٹ تھا۔ جب ہم نے مجر ہنزہ باز سے کہا۔
کہ ہم دونوں خالہ زاد بھائی باقاعدہ فوج مہاراجہ کے شعبہ توپخانہ میں ملازمت
کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اس وقت ہم گلگت سکاؤٹس میں جمعدار رہا
کیپٹن کمانڈر کا رینک رکھتے ہیں۔ اگر آپ ہمیں شعبہ توپخانہ میں بعہدہ جمعدار
لے سکتا ہے۔ تو ہم اپنی موجودہ رینک سے دست بردار ہونے کو تیار ہیں+
توپخانہ میں شامل ہونے کے لئے دلچسپی ہم میں اس وجہ پیدا ہوئی تھی۔ کہ
ہمارے دیکھنے میں آیا تھا۔ کہ توپخانہ میں اکثریت جسیم طاقتور اور ہنرمند مسلمانوں
کی ہے اور ہنرمند جوانوں کے لئے ترقی کے دروازے کھلے ہیں۔ جیسا کہ قلیل
عرصہ میں عبداللہ اور مظفر کو لانس کے رینک سے ترقی کرتے ہوئے
کپتان کا رینک حاصل کرنا ہم دیکھ چکے تھے۔ ہر دو موصوف ہاکی اور
فٹ بال کے بہترین کھلاڑی تھے۔ گولہ اندازی لمبی چھلانگ۔ اونچی چھلانگ
اور پولو کھیلنے میں بھی حصہ لیتے تھے۔ ہم بھی مسلمان تھے۔ جسیم و طاقتور تھے

ہنرمند تھے۔ ہاکی فٹ بال اور اونچی چھلانگ لمبی چھلانگ میں بھی ایک
حد تک حصہ لینے والوں میں سے تھے علاوہ ازیں ہم مہاراجہ کے وفادار
راجواڑوں کے خاندان سے تھے۔ اور مجر ہنزہ باز مذکورہ حالات سے ناواقف
نہ تھا۔ اسلئے وہ خوشی خوشی اپنے اختیارات کے دائرے میں ہمیں
توپخانہ کے شعبہ میں لینے کی ارادہ ظاہر کرتے کہا۔ کہ میرے اختیارات
حوالدار کا رینک دینے تک کے لئے محدود ہے۔ مگر میں وعدہ کرتا ہوں کہ
موسم خزاں (چھ ماہ کا عرصہ) تک آپ دونوں کی جمعداری کا رینک
دلانے میں میں کامیاب ہو جاؤں گا جسکی اوپر کی تحریری منظوری

۱۔ زمانہ زیر بحث میں ہنزہ وار پولو کھلاڑی بہترین نشانہ باز شکاری اور تیراک
ہنرمند سمجھے جاتے تھے۔ ہم ہنزہ وار پولو کھلاڑی نشانہ باز شکاری اور تیراک تھے۔

۲۔ اونچی چھلانگ میں پانچ فٹ دس انچ تک اونچائی میں عبور کرتا تھا۔
اور میرا بھائی محمود خان لمبی چھلانگ میں سترہ فٹ کا فاصلہ طے کرتا تھا

جیسا راج عمل میں آتا ہے۔

ہمیں حوالدار کا رینک لینا مطلوب نہ تھا۔ چیف بٹر باؤ کو جمعداری کے رینک
میں ہمیں لینے کے اختیارات حاصل نہ تھے۔ ہم واپس اپنے گھروں کو چلے گئے۔

گلگت سکاؤٹس علاقائی کمپنیوں پر مشتمل تھی۔ ہر علاقہ کی کمپنی گورنر علاقہ کے
زیر اثر ہونے کی بناء پر بھرتی ترقی گورنر علاقہ کی منشاء پر عمل میں لائی
جاتی تھی۔ راجہ گلگت حکمران گلگت نہ تھا۔ اسلئے گلگت کمپنی کے جوانوں
کی بھرتی ترقی میں کمپنی کمانڈر (جو بیدار) کی سفارش پر عمل کیا جاتا تھا
گلگت کمپنی چار سیکشنوں پر مشتمل تھی۔ جو پرگنہ گلگت۔ پرگنہ داور سکوار
پرگنہ سئی ڈوبوٹ اور پرگنہ نگر وٹ ہراموش کے جوانوں سے تشکیل
پاتی تھی۔ مگر سیکشن کمانڈروں میں حوالدار لعل خان گلگت پرگنہ سے
تھا۔ حوالدار مبارک شاہ سئی ڈوبوٹ کے پرگنہ سے تھا۔ مگر حوالدار
رستم علی اور حوالدار احمد خان پرگنہ داور سکوار سے متعلق تھے
پرگنہ نگر وٹ ہراموش سے کوئی سیکشن کمانڈر نہ تھا۔

پرگنہ داور سکوار سیکشن کا کمانڈر حوالدار رستم علی الزام قتل
خون میں جیل گیا۔ تو لانس نائیک قاسم علی از پرگنہ نگر وٹ
ہراموش کو سیکشن کمانڈر (حوالدار) کے عہدہ پر ترقی دی جا کر
چاروں پرگنہ کے سیکشنوں کا توازن برابر رکھا گیا۔
تو نائیک عبداللہ خان از پرگنہ گلگت نے اپنی سینیارٹی کی حق تلفی
ہونے کا واویلا مچا کر بیچ باغیوں اور گلگت پرگنہ کے سیکشن
کے پانچ جوانوں کو اپنا ہم خیال بنا کر دھمکی دی کہ پریڈ میں شامل
ہونے سے انکار کیا۔ میں نے کمانڈنٹ سکاؤٹس کو حالات سے رپورٹ
کیا۔ کمانڈنٹ نے پریڈ کے بعد طلب کیا۔ میں نے اپنی رائے
سے کمانڈنٹ کو آگاہ کیا۔ کمانڈنٹ نے میری رائے سے اتفاق
کیا۔ تو میں نے نائیک عبداللہ خان اور اسکے پانچوں
ساتھی جوانوں پر حسب ذیل احکامات۔ لانس قاسم علی کو

ڈسپلن ترقی دینے کے بارے میں وضاحت کیا۔

۱. ادریس قاسم ملک موجودہ نائیکوں سے قابلیت اور سوجھ بوجھ میں
فوقیت رکھتا ہے۔

۲. سنہ ۱۹۱۳ میں بچہ بھرتی میں بھرتی شدہ جمعدار اور حوالدار سپیشل ٹو ہوئے
موجودہ وقت تک عمر کی معیاروں کے حدود بھی عبور کر چکے ہیں۔
۳. پرگنہ مگر وے ہرا ووش میں ایک سیکشن کمانڈر کی کوارٹر سیکشن
کمانڈروں کا توازن پرگنہ یکساں رکھنے کے لیے لازمی اور ضروری تھا۔
بوجوہات مذکور تمہاری بہتری اسی میں ہے۔ کہ جب تک حالات اجازت دیں
آپ اپنی موجودہ احترام و عزت کو برقرار رکھنے کی سعی کریں۔
جو تمہارے لئے ~~[illegible]~~ سکاؤٹس میں ملازم رہنے کی بناء پر حکومت
اور عوام کے دلوں میں ہے۔ وہ عوام جو تمہارے ہی بھائی بند اور تم جیسے ہی ہیں
جو تمہاری قدر کرتے ہیں۔ کمپنی تمہاری بے جا احتجاج اور ملازمت جاری رکھنے پر بضد رہنے پر سنجیدگی
سے غور و خوض کرنے کے لیے تین دن رات یعنی بہتر گھنٹوں

کی مہلت دی جاتی ہے۔ اس مہلت کا مدت گزرنے پر تمہارے
اظہار یا رجحان پر فیصلہ دینا کمانڈنٹ کا اختیار ہوگا۔
تین دن کا عرصہ گزر گیا۔ نائیک عبداللہ خان اور اسکے
ساتھی جوان اپنی احتجاج پر ہی بضد قائم رہے۔ ان کا
احتجاج ہڑتال مثال صورت اختیار کرکے فوجی ڈسپلن اور
نظم ~~[illegible]~~ ضبط میں خلل پیدا کرنے کا سبب بنتا اتفاق
تھا۔ میں نے نائیک عبداللہ خان اور اسکے ساتھی پانچ ساتھیوں کو
اسی وقت ملازمت سے برطرف کرنے کی تجویز کمانڈنٹ کو پیش کی
اور کمانڈنٹ نے انہیں ملازمت سے اسی وقت برطرف کرکے
فوجی ڈسپلن اور نظم و ضبط میں آنچ آنے کا موقع
باقی نہ رکھا۔

میجر جلن پولیٹیکل ایجنٹ ماہ اگست ۱۹۴۳ء میں سرینگر جانے کا پروگرام مرتب کیا۔
میجر موصوف سے اپنی خواہش ظاہر کیا۔ کہ صاحب میں مجھے بھی سرینگر لے جائے۔
مجھے سرینگر پہنچ کر مہاراجہ کی باقاعدہ فوج میں منتقل ہونے کی کوشش کرنا
کہ مواقعے میسر ہونے کے امکانات تھے۔ پولیٹیکل ایجنٹ مجھے اور میرا ماموں زاد
بھائی مظفرالدین شاہ ولد میر شاہ سکندر خان حکمران نگر کو اپنے ساتھ سرینگر
لے گیا سرینگر پہنچ کر میں اپنا دوست میجر محمد عبدالمجید خان درانی سے ملاقات کرنے کے لئے
بادام باغ گیا اور میری ملاقات میجر درانی سے ہوئی میں ان سے اپنے ارادے کا
ذکر کیا۔ ان دنوں جرنیل جنک سنگھ وزیر اعظم کشمیر تھا۔ جرنیل جنک سنگھ سے
بھی میری جان پہچان تھی موصوف گلگت میں مقیم فوج مہاراجہ جموں وکشمیر کا
سالار رہ چکا تھا۔ میجر درانی دو دفعہ گوپس میں مقیم فوج مہاراجہ کا بعہدہ
کپتان پوسٹ کمانڈر رہ چکا تھا۔ میجر درانی نے مجھ سے کہا کہ وزیر اعظم سے ملاقات
کر کے تیرا مدعا کا ذکر ان سے کرونگا۔ وزیر اعظم کے لئے آپ کو مہاراجہ کے دربار میں
پیش کرنا چنداں مشکل کام نہیں جبکہ وزیر اعظم خود بھی آپ سے آپ کے والد محترم

سے واقفیت رکھتا ہے۔ ہوسکتا ہے۔ کہ مہاراجہ سے آپ کی ملاقات
آپ کو جے سی او کے بجائے افسری کا رینک دلا دے۔ میجر درانی کا
اظہار خیال میرے لئے حوصلہ افزا تھا۔

انہی دنوں راجہ شاہ عبدالرحمن خان بہادر صاحب گورنر یاسین بغرض ملاقات مہاراجہ
سرینگر پہنچ کر کیمپ کے وسی نمبر ۲ میں بحیثیت مہمان مہاراجہ مقیم تھا۔ یہ
بسلسلہ مہمان نوازی ریاست کا ایک سرکاری ملازم اسکے کیمپ میں ہر وقت
موجود رکھے جاتے تھے۔ راجہ موصوف نے یہ سفر مہاراجہ جموں وکشمیر سے
علاقہ یاسین کی ~~گورنری~~ بطور جاگیر حاصل کرنے کی کوشش کے لئے
اختیار کر لیا تھا۔

میں بار دوئم میجر درانی سے بادام باغ میں ملا۔ اسنے کہا جرنیل جنک سنگھ
وزیر اعظم نے آپ کو بروز سوموار مہاراجہ کے دربار میں پیش کرنے
کا وعدہ کر لیا ہے۔ میں سوموار کے دن آپ کو وزیر اعظم کے کوٹھی پر
پہنچانے کے لئے آپ کے رہائش گاہ (نسیم باغ) آجاؤنگا۔

مجید درانی کے رخسار پر بادام باغ سے خوشی خوشی اپنے قیامگاہ پہنچا۔ تو وہاں
میرا ہم زلف راجہ محبوب ولی خان فارسٹ رینجر مجھ سے ملاقات کے لیے آیا ہوا تھا۔
ہم دونوں باغ کے صحن کے ساتھ ساتھ ہرزہ کے کنارے ٹہلنے لگے۔ اس اثنا میں ایک
میانہ قد پنڈت جی آنکھوں پر گہری نیلی عینک چڑھائے ہوئے اور بغل میں کتابوں
کا پلندہ دبائے ہوئے اندر آکر ادل کی راہ پر سے ہمارے سامنے پہنچا۔ باادب سلام کیا۔
پھر مجھ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اسے اجازت دلائی جائے۔ تاکہ وہ باغ میں
داخل ہو کر پرائی ہستہ ریکھا دیکھ کر اپنا شوقِ تجسس پورا کرے۔ جو مجھے دیکھنے پر
اسکے سطحِ دماغ پر چھا گئی ہے۔

میں نے پنڈت جی سے کہا۔ کہ ہستہ ریکھا اوروں کی دیکھ لیں۔ تاکہ آپ کے پلے
بھی کچھ پڑے۔ اسنے جواباً کہا۔ میں آپ جیسے بوڑھے کا خواستگار نہیں
مگر آپ کے ہاتھ ہستہ ریکھا دیکھ کر اپنی علمیت بڑھانے کا آرزومند ضرور ہوں۔
ان کاروں ہمارے علاقے میں کوئی ایسا فرد نہیں۔ جسے اپنا ہستہ ریکھا دکھانے کی
خواہش نہ رکھتی ہو۔

میرا ہم زلف پنڈت جی کی باتوں سے متاثر ہوا۔ اور باغ میں آنے کی
اجازت دی۔ پنڈت جی نہایت بے تابی اور بے صبری سے باغ کے
پھاٹک سے باغ میں داخل ہوا۔ اور ہمارے ساتھ چمن میں پہنچا۔ میرا
ہم زلف نے اپنا ہاتھ پنڈت جی کے سامنے پھیلایا۔ پنڈت جی نے
ہاتھ دیکھ کر کہا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ کو سمندر پار
جانے اور ایک بھاری رقم ملنے کا چانس تھا۔ اب اس کی توقع
نہ رکھیں۔ اور ساتھ ہی آپ کا پیشہ ہے جو گذارہ آپ کو مل
رہا ہے۔ جسم ہٹنے کا احتمال ہے۔ آپ کو نقل مکانی کرنے کے بعد پھر توقع
آپ اپنے پیشے سے وابستہ رہ کر ترقی بھی کر لیگا۔ میرا ہم زلف
راجہ محبوب ولی خان پنڈت جی کا منہ تکتا ہوا گہری سوچ میں پڑا۔ اور
شنا زبان میں مجھ سے کہا۔ کہ اس نے جو کچھ بتایا۔ حقیقت سے بعید نہیں
فرنگیو تربیت حاصل کرنے کے لیے حکومت مجھے لندن بھیج رہی تھی اور خرچے کے لیے
بارہ ہزار روپے دینے کی کارروائی منظور ہو چکی ہے۔ مگر اب ہمارے

حکومت کے خلاف شاردا لکشن چل رہے ہیں۔ ممکن ہے میں بھی اس کشمکش
کی لپیٹ میں آجاؤں۔ اور سمندر پار جانے سے بھی رہ جاؤں گا۔ اور رقم ملنے میں
بھی ساتھ ہی ملازمت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھنے کا بھی امکانات ہیں؟
پنڈت جی کا اصرار اور اپنے ہم زلف کے دباؤ پر میں نے بھی اپنا ہاتھ
پنڈت جی کو پیش کیا۔ کیونکہ میں بھی سرکاری ملازمت میں تھا۔

پنڈت جی خوشی خوشی میرا ہاتھ دیکھنے میں مصروف ہوا۔ بار بار دیکھا
پھر میرے چہرے کو غور سے دیکھنے کے بعد مجھے مبارکباد دینا شروع کیا۔ کہ چھ ماہ کے
اندر اندر آپ حکمرانی کا مسند سنبھال لیں گے۔ آپ کی قسمت خسرو جنگ
سے ملتی ہے۔ البتہ آپ دولت جمع نہیں کر سکیں گے۔ مگر تا حیات ملازمت
میں نہیں رہیں گے۔

پنڈت جی کا اشارہ میرے لیے معمہ بنا۔ یہی خسرو جنگ کون ہیں۔
خسرو جنگ ریاست حیدرآباد دکن کا نوابزادہ اور مہاراجہ کا وزیر اعظم
رہ چکا ہوا شخصیت کا مالک اور جس فوج جمعداری کے عہدے کا محتاج

انسان۔ میں نے پنڈت جی سے کہا۔ حکمرانی اور قسمت کی دوڑ دھوپ اور مقابلہ کی
بات آپ چھوڑ دیں۔ اگر آپ کو اپنے علم پر عبور ہے۔ تو بتا دو میں تلاش
ملازمت کے سلسلہ میں آیا ہوا ہوں۔ کیا مجھے ملازمت مل سکتی ہے؟ پنڈت جی
نے کپڑے کا ایک کراس بچھایا۔ اور کچھ دانے بساط پر بکھیرنے کے بعد کہا۔
بابا آپ کی قسمت میں ملازمت نہیں حکمرانی ہے۔ میں نے پنڈت جی سے کہا
اچھا بابا میں چند دن بعد ملازم سرکار بن کر آپ کے سلام و سیلے حاضر ہوں گا
پنڈت جی نے جواباً کہا۔ کہ چھ ماہ کے اندر اندر آپ حکمران نہ بنا تو دو پیسے
خرچ کر کے ایک پوسٹ کارڈ حاصل کرو۔ اور مجھے اطلاع دو ہم سمجھ جائیں گے
اس وقت میں نہیں سمجھ سکا تو دروغ بیانی کا مرتکب ہوں گا۔ یہ لوگ نہ
کہ کارڈ پر دو لائن پنڈت جی سے لینا تھا۔ میں نے کارڈ کو چھوڑ بھی نہیں دیا
بروز جمعرات ریذیڈنٹ کمشنر کرنل بیلی نے مجھے اور میرے ساتھی راجہ ظفر دین
کو اپنی کار میں لے کر اوپن شاہ سے لمبا سفر کر کے واپس لایا۔ جانے
کے جائے پر مجھے اور میرے ساتھی کو بھی مدعو کیا۔ جب ہم ریذیڈنسی کے دروازے

ہوگئے تو ریذیڈنٹ مجر جلس پولیٹکل ایجنٹ گلگت اور عبدالرحمن آفندی کے نعت
میں باغ میں بیٹھا ہوا تھا۔ ہم بھی ان میں شامل ہو گئے اور اکٹھے چائے پی لی۔
پروفیسر مجر درانی کا خط مجھے ملا۔ لکھا تھا کہ جنرل جنگ سنگھ کو ایک
ضروری کام کے لیے [illegible] بیمار ہے آج جموں بھیجا ہے۔ انکی واپسی تک آپ بیمار کی
ملاقات کا انتظار میں رہیں۔ مجر درانی کی یہ اطلاع میرے لیے باعث ملول رہی۔
ہم نے گلمرگ دیکھنے کا ارادہ کیا۔ تو منشی غلام قادر کیمپ کلرک پولیٹکل ایجنٹ
کا والد ایس ڈی او عبدالقادر نے گلمرگ میں اپنی کوٹھی میں ہماری
رہائش اور خورد و نوش کا انتظام کیا۔ میں مع ساتھی مظفر دین شاہ
اور منشی غلام قادر سرینگر سے ٹانگمرگ تک لاری میں پہنچے ٹانگمرگ
سے باربرداری اور سواری کے لیے کرایہ کے ٹٹو حاصل کر کے گلمرگ پہنچ گئے۔
ایس ڈی او کا بنگلہ ایسی خوبصورت جگہ پر تعمیر ہوئی ہے۔ جہاں سے گلمرگ کا
نظارہ رات دن آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ دن کو گلمرگ کے ہموار خطہ
میں سیاحوں کی گھڑ سواری ٹٹو سواروں کا گردش اور ہر وقت رات

ہموار خطہ گلمرگ کے بالائی حصوں ڈھلوانوں کے جنگل میں تیرستہ
مکانات سے بجلی کی جگمگاتے ہوئے ہوئے نکل کر ناظرین کو
مسحور کر دیتے ہیں۔ منشی غلام قادر ایک رات گذار کر پولیٹکل
ایجنٹ کے کاروبار انجام دینے کے لیے واپس سرینگر چلے گئے۔ ہم نے
مزید ایک دن رات گلمرگ میں لگا کر جی بھرنے تک گلمرگ
کی سیر سے محظوظ ہوئے۔ وہاں خورد و نوش کا انتظام اعلیٰ پیمانہ
پر ایس ڈی او نے خندہ پیشانی سے کیا تھا۔
ہم واپس سرینگر پہنچ گئے۔ دوسرے دن [illegible] گورنر یاسین ہمارے پاس
تشریف لے آیا۔ انکے ساتھ کار میں منشی غلام قادر بھی تھا۔ اور
انکے ساتھ لاری میں [illegible] ان کے ہمراہی نمبرداران اور ملازمین بھی
ہمارے کیمپ آئے تھے۔ گورنر صاحب نے ہمیں بھی کار میں بٹھا کر پاہال
تک سیر کرانے لے گئے۔ واپسی پر ویری ناگ پر چائے پینے کے لیے ہم
کار سے اترے۔ اور نمبرداران راجہ شاہ عبدالرحمن لاری سے اتر کر

چھوٹی سی جھیل وڈی ناگ کے گرد اگرد بیٹھ گئے اور کھانا پینے سے فارغ ہو کر
وہاں سے روانہ ہوئے قبل از شام سرینگر پہنچ گئے۔

مجھ کچھ عرصہ قیام سرینگر ختم ہوئی اور واپسی کا پروگرام بنا۔ جرنیل
جنگ سنگھ جو کہ واپس سرینگر نہیں پہنچا تھا مجھے بل ورام اپنے رنگ ساتھی پولٹیکل ایجنٹ
کے ساتھ واپسی کی تیاری کرنا پڑی۔ ہم اپنے گھوڑے پولٹیکل ایجنٹ کے گھوڑوں کے
ساتھ بانڈی پور روانہ کئے دوسرے دن بعد دوپہر ایک لاری میں میرا ساتھی منشی اور
منشی غلام قادر بانڈی پور پہنچ گئے۔ رات کا کھانا وہاں کھا کر جھیل ولر سے گذار کر
بانڈی پور اترنے کے لئے ایک کشتی کا بندوبست کیا۔ اور بستر کشتی میں بچھا کر
سونے کے لئے لیٹ گئے کشتی بان جو تین افراد پر مشتمل تھے۔ رات بھر چپو چلاتے ہوئے
جھیل ولر کا سینہ چیر کر ہمیں بانڈی پور پہنچانے میں مصروف رہے۔ صبح بانڈی پور کے
گھاٹ پر ہمارے ملازم گھوڑے لیکر حاضر ہوئے۔ ہم گھاٹ سے ریسٹ ہاؤس
سندر واڑے پہنچکر پولٹیکل ایجنٹ کا منتظر رہے۔ پولٹیکل ایجنٹ بمعہ اہل
سرینگر سے کار پر سندر واڑے پہنچ گئے۔ وہاں سے گھوڑوں کی پیٹھ پر منزلیں طے کر کے

استور پہنچ گئے۔ پولٹیکل ایجنٹ مع عملہ تک رہائش کا ارادہ کر کے ہمیں
رخصت کیا۔ اور ہم استور سے چل پڑے منزلیں طے کر کے اپنے گھروں
میں پہنچ گئے۔

میں نے چند دن یادگو میں گذار کر واپس گلگت گیا۔ معلوم ہوا۔ کہ راجہ شاہ عبدالرحمن
گورنر یاسین سرینگر سے واپس گلگت پہنچکر چند دن قیام کر کے یاسین چلے گئے
حالانکہ انہیں پیچش (ڈسنٹری) کی شکایت تھی۔ علاج کے لئے گلگت میں
قیام بھی نہ رکھا۔

میں یادگو سے گلگت پہنچکر وہاں ایک دن گذارا تھا۔ پولیٹیکل ایجنٹ بھی راما
سے گلگت پہنچا۔ میں نے موصوف سے ملاقات کیا۔ دو چار دن بعد واپس گھر جانے
کے لئے پولیٹیکل ایجنٹ سے رخصت لینے کے لئے ایجنسی ہاؤس گلگت گیا۔ تو پولیٹیکل ایجنٹ
نے اپنا اعشاریہ بائیس بور رائفل بی ایس اے مجھے عطیہ دے کر رخصت کیا۔
میں اپنے مسکن سے یادگو روانہ ہو کر پونیال گوپس پہنچا تھا۔ لیوی الف خان
میرے تعاقب میں وہاں مجھے آ لیا۔ اور مجھے اطلاع دی۔ کہ راجہ شاہ عبدالرحمن

گورنر یاسین گوپس میں زیر علاج تھا۔ وفات پا گیا۔ میں دفتر سے ہی آپ کو
واپس بلانے جانے کے لیے آیا ہوں۔ میں ہوسپٹل روم سے واپس مڑا۔ مگر
دفتر جانے کے بجائے اپنا گھر کا راستہ اختیار کیا۔ میرا ضمیر نے مجھے اجازت
نہ دی۔ کہ آج ایک نامور ہستی کے انتقال سے اس کے گھر میں توصف ماتم
بچھا ہے۔ اور میں اسکی جانشینی کے لیے سائل کی حیثیت سے پولیٹیکل ایجنٹ کا
دروازہ کھٹکھٹاؤں جبکہ پولیٹیکل ایجنٹ مجھ سے انجان نہیں۔ بلکہ گلگت میں
تعینات اہلکار سرکار مجھے جانتے پہچانتے ہیں۔ باایں ہمہ عزت و ذلت کا
دارو مدار منشائے خداوندی پر منحصر ہے۔ میں خاموشی سے تین دن
اپنا گھر واقع گلگت میں رہا۔ اس اثناء میں دفتر سے لیوی [illegible]
مجھے اطلاع پہنچی۔ کہ علاقہ یاسین کی گورنری کے لیے متعدد سائلوں
کے علاوہ بحیثیت سائل خانصاحب راجہ محمد رحیم خان گورنر کوہ غذر۔ مرحوم محمد وزیر خان
ابن متوفی راجہ شاہ عبدالرحمن مرحوم سلطان ولی خان ابن مرحوم [illegible]
اور مرحوم نادر امان ابن مرحوم شہید الامان المعروف مرحوم کی درخواستیں
جنکے ساتھ راجگیان یاسین کی حمایتی درخواستیں بھی منسلک کی گئی ہیں
پولیٹیکل ایجنٹ کو موصول ہوئی ہیں۔ آپ خاموشی سے اپنے گھر میں دبک بیٹھا
ہے۔ مذکورہ اطلاع پر میں نے ایک مختصر درخواست "جسکا مفہوم تھا۔ کہ!
"راجہ شاہ عبدالرحمن کی وفات سے گورنری کا عہدہ خالی ہوا ہے۔
اس عہدے کو پر کرنے کے لیے بمقابلہ دیگر سائلوں کے نیازمند اپنا حق
مقدم سمجھتا ہے۔ براہ مہربانی حق رسی فرمایا جاوے" لیکر پولیٹیکل ایجنٹ کے
دفتر میں چلا گیا۔ اور اپنی درخواست موصوف کو پیش کیا۔ پولیٹیکل ایجنٹ
نے درخواست مجھ سے لے لیا۔ مگر مجھ سے کچھ پوچھنے یا درخواست دیکھنے کے
بجائے مجھ سے دریافت فرمایا۔ کیا آپ نے شمبرگ سے ملاقات کیا ہے؟
میں نے کہا۔ کہ میں نے کبھی شمبرگ کو دیکھا ہے۔ اور نہ کبھی اس سے ملا ہے۔
پولیٹیکل ایجنٹ چپڑاسی کو بلا کر اس سے کہا۔ کہ مہمان خانہ سے کہہ دو۔ کہ
بابا جان ان سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ پولیٹیکل ایجنٹ کا دفتر اور مہمان خانہ
میں ایک دیوار حائل تھی۔ مہمان خانہ میں داخل ہونے کے لیے دروازہ باہر

برآمدے میں ٹہلتا تھا۔ چپراسی واپس پولیٹیکل ایجنٹ کے دفتر میں داخل ہوکر مجھ سے کہا۔ صاحب آپ کو سلام دیتا ہے۔ میں دفتر سے نکل کر مہمان خانہ میں داخل ہوا۔ اور پہلی بار شمبرگ کو دیکھا۔ سر کے سفید ہلکے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے۔ نیلی گہری آنکھوں والا سیدھا دبلا پتلا لمبا قد، رنگ انگریز تھا۔ سلام و مصافحہ کے بعد کھڑے کھڑے اپنی گہری متجسس نگاہوں سے میرا سرتا پا جائزہ لیا۔ پھر ایک کرسی مجھے پیش کر کے خود بھی اپنی کرسی سنبھال لی۔ اور مجھ سے مدعائے ملاقات دریافت کی۔

میں نے کہا۔ گورنری کا ایک پوسٹ خالی ہوا ہے۔ جس کے لئے میں اپنی درخواست لیکر پولیٹیکل ایجنٹ کے پاس آیا ہوا تھا۔ وہاں سے پولیٹیکل ایجنٹ کے مشورہ پر آپ کو سلام کرنے کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں۔ شمبرگ نے کہا گورنری کے سائل اور دعویدار تو بہت زیادہ ہیں۔ میں نے کہا۔ بہت سائلوں اور دعویداروں سے میں اپنا حق مقدم سمجھتا ہوں۔ ہمارے خاندانی خدمات سرکار عالیہ ہند اور مہاراجہ جموں و کشمیر کے لئے مقابلتاً بہت زیادہ ہیں۔

شمبرگ نے کہا۔ کہ سرکار انگلشیہ اور مہاراجہ جموں و کشمیر کا منشا عمل میں آ رہیگا۔ سائلان و دعویداران گورنری میں سے جو کوئی قابل اور مستحق ہے۔ اسے پولیٹیکل ایجنٹ ہی بہتر جانتا ہے۔ میں تو ایک سیاح ہوں۔ میں کیا جانوں؟ اور ملاقات ختم کیا۔ میں واپس دفتر میں پولیٹیکل ایجنٹ کے پاس پہنچا۔ اور شمبرگ کے ساتھ جو گفتگو ہوئی تھی۔ من وعن پولیٹیکل ایجنٹ کو سنا کر میں نے رخصت لیا اور بارگو چلا گیا۔

۱۹۳۳ میں کیپٹن برکلے کمانڈنٹ گلگت سکاوٹس کی تبدیلی عمل میں آ کر میجر ویلیز نے کمانڈنٹ گلگت سکاوٹس کا عہدہ سنبھال لیا تھا۔ میجر ویلیز آئرلینش تھا۔ خوددار راستباز تیز مزاج کا حامل تھا۔ وہ پہلا آئرلینش افسر تھا۔ جس نے گلگت ریجنسی میں گلگت میں سکاوٹس کی کمانڈنٹ کا عہدہ سنبھالا تھا۔ انگریز افسروں کی اکثریت سکاٹ لینڈ والوں کی رہی کرتی تھی۔

ماہ نومبر ۱۹۳۳ میں کرنل لیلی ریزیڈنٹ کشمیر نے گلگت تشریف لانے کا پروگرام بنایا۔ اور گلگت سکاوٹس کا معائنہ بھی پروگرام دورہ میں رکھا۔

بابر میں کمانڈنٹ سکاؤٹس نے گلگت سکاؤٹس کو آغاز ماہ نومبر میں
گلگت بلا لے گیا۔

ریذیڈنٹ نومبر کے تیسرے ہفتے میں گلگت داخل ہوا۔ حسب سابق حکمرانان علاقہ جات
گلگت اور عمائدین نے موصوف کی پیشوائی جوشیلی بمظہر کری۔ دوسرے دن
سرکاری سطح پر حکمرانان علاقہ جات اور عمائدین کے علاوہ سابقین عہدہ گورنری
یاسین سے بھی فرداً فرداً ملاقات کی۔ اس ملاقات میں ملاقاتیوں کے
گروہ میں میں شامل نہ تھا۔

تیسرے دن ریذیڈنٹ بمعیت پولیٹیکل ایجنٹ و کمانڈنٹ سکاؤٹس معائنہ
گلگت سکاؤٹس کے لئے کونوداس داخل ہوا۔ جہاں گلگت سکاؤٹس کی
ٹکڑیاں کمپنی وار فورس میں گارڈ آف آنر دینے کے لئے ایستادہ تھے۔
لفٹننٹ فورسکیڈرن کمان گلگت سکاؤٹس کی کمان میں گلگت سکاؤٹس
نے گارڈ آف آنر پیش کی۔

ریذیڈنٹ بمعیت پولیٹیکل ایجنٹ و کمانڈنٹ آگے بڑھا۔ ہر کمپنی کمانڈر
سے مصافحہ کرکے کمپنی کے پیدل قطار کے جوانوں کا جائزہ لیتے ہوئے آخر میں
میری کمپنی کے سامنے پہنچا۔ میرا سلامی لینے کے بعد مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ تو
پولیٹیکل ایجنٹ نے میرا نام لیا "بابا جان" جیسا کہ پولیٹیکل ایجنٹ نے ہر کمپنی کمانڈر
کے نام سے ریذیڈنٹ کو آگاہ کیا تھا۔ مجھے پہچاننے میں ریذیڈنٹ کو دیر نہ
لگی۔ ڈیڑھ ماہ پیشتر سرینگر میں ریذیڈنٹ مجھ سے واقف ہو چکا تھا۔

سابقین عہدہ گورنری علاقہ یاسین میں سے راجہ محمد رحیم خان گورنر کو عہدے کی توقع تھا
ریذیڈنٹ بجائے علاقہ کوہ غذر کی گورنری کے علاقہ یاسین کی گورنری قبول کرنے کی
آمادگی ظاہر کیا تھا۔ اسلئے علاقہ کوہ غذر میں عہدہ گورنری پر میری تقرری کے لئے
پولیٹیکل ایجنٹ کی سفارش ریذیڈنٹ کے تجاویز برائے منظوری سرکار عالیہ ہند اور
مہاراجہ جموں و کشمیر بھیجے گئے تھے۔ اس کارروائی سے صرف میرے والد محترم اور
میں اس ہدایت کے ساتھ کہ تا منظوری سرکار عالیہ ہند اور مہاراجہ جموں و کشمیر ابھی
ذات تک محدود رکھیں باخبر تھے۔ اور ہم نے ہدایت پر سختی سے عمل کیا۔

بہرحال موسم سرما ۱۹۳۲ء کی دو ماہی تربیت سکاؤٹس کے اختتام پر
جمعدار رکمت خان کو ضعیف العمری کی بنا پر ملازمت سے سبکدوش
کیا گیا۔ اور اس رشتہ میں عدالت ملزم رستم علی سابق کلر حوالدار
گلگت لیوی کو باعزت بری بھی کر چکی تھی۔ میں نے کمانڈنٹ سکاؤٹس
سے کلر حوالدار احمد خان کو عہدہ جمعداری پر ترقی دلانے اور حوالدار
مبارک شاہ کو کلر حوالدار کے رینک پر ترقی دینے اور رستم علی کو
سکاؤٹس میں ملازمت دیکر عہدہ حوالداری میں لینے کی سفارش
بحیثیت کمانڈر گلگت لیوی کر دی۔ کمانڈنٹ سکاؤٹس نے میری سفارشات
منظور کر لیا۔ اور کلر حوالدار احمد خان کی تقرری بعہدہ جمعداری منظوری
پولیٹیکل ایجنٹ عمل میں لا کر مبارک شاہ اور رستم علی کی تقرری بایں
باختیارات کمانڈنٹ سکاؤٹس عمل میں لایا۔

مارچ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء کے سالانہ جلسہ گلگت لیوی کے اختتام پر یہ خبر ملی کہ علاقہ کوہ غذر
کی گورنری کابا جان کی تقرری ہوگی۔ کسی گوشہ سے پھیلائی گئی۔ اور راجہ محمد رحیم خان
گورنر کوہ غذر کو اسکے مقربین نے مشورہ دی۔ کہ وہ بجائے علاقہ کوہ غذر
علاقہ یاسین کی گورنری لینے سے انکار کرے۔ راجہ محمد رحیم خان نے مقربین
کے مشورہ پر سختی سے عمل کی۔ اور گلگت سے گوپس چلا گیا۔
مجبوراً پولیٹیکل ایجنٹ گلگت نے راجہ محمد انور خان گورنر پونیال کو ہدایت کیا۔
کہ وہ گوپس پہنچ کر راجہ محمد رحیم خان کو اسکا ریذیڈنٹ کے سامنے اولین اختیار کردہ
ارادہ کو بدلنے سے باز رکھے۔ پولیٹیکل ایجنٹ کو معلوم ہوا تھا۔ کہ راجہ محمد رحیم خان
کا اپنا اولین ارادہ بدل ڈالنے میں اسکے مقربین کا ہاتھ ہے اور مقربین میں
اسکا سالہ راجہ محمد انور خان سرفہرست ہے۔
راجہ محمد انور خان صاحب حسب ہدایت پولیٹیکل ایجنٹ گلگت خود گوپس روانہ ہونے سے
پیشتر اپنا معتمد علی یار خان کو جو گورنر کوہ غذر کا بھی معتمد تھا۔ گورنر کوہ غذر کے پاس
بھیجدیا۔ پھر بتعمیل ہدایت پولیٹیکل ایجنٹ خود بھی گوپس پہنچا۔ تو راجہ محمد رحیم خان

ہوئی ۱۹۳۴ء کو گلگت پولیٹیکل ایجنسی دفتر سے ایک سربمہر لفافہ میں خط سوار لیوی نے بارگو میں مجھے پہنچا دی۔ مضمون خط درج ذیل ہے۔

/اشد ضروری/

عزت آثار گشپور بابا جان صاحب سلمہ۔

السلام علیکم۔ حسب الحکم عالیجناب پولیٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر نگارش ہے۔ کہ مہربانی فرما کر آپ فوراً گلگت حاضر ہو جاویں۔ عالیجناب پولیٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر آپ سے بعض ضروری معاملات پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

دیگر خیریت ہے والسلام 30/5/34

دستخط

ایم۔ محمد مسیح بابل اڈیشنل اسسٹنٹ گلگت

چونکہ ۲۶ مئی کو قبل از دوپہر وزیر وزارت گلگت ڈویژن کا سربمہر خط لیکر موصوف کا سوار چپراسی یمین بارگو میں میرے پاس پہنچی تھا۔ خط میں یہ لکھا ہوا تھا۔ موصوف نے اطلاع دی تھی۔ کہ سرکار عالیہ نے اور سرکار جموں و کشمیر نے آپ کے لئے علاقہ رشکوش کی گورنری منظور فرمائی ہیں۔ جواباً میں نے

گورنر کو حفظ علی یار خان کا گوپس بھیجنے ہی چھپنی چلا گیا تھا۔

راجہ محمد انور خان نے گوپس میں دوران گذار کر واپس چلا گیا اور پولیٹیکل ایجنٹ کو رپورٹ کیا۔ کہ راجہ محمد رحیم خان گفت و شنید کے لئے میں چھپنی سے گوپس میرے پاس آنے سے انکار کیا۔

میرے وزیر وزارت گلگت ڈویژن کا شکریہ بجا لا کر عرض کیا تھا۔ کہ حوالہ
پولیٹیکل علاقہ جات کے نظام و ضوابط پر پولیٹیکل ایجنٹ گلگت حاوی ہے۔
میں آپکا تہ دل سے مشکور رہوں۔ کہ آپ نے گرمجوشی سے مجھے میری سرفرازی
کی اطلاع اور مبارکباد دی ہے۔ میں ملتجیانہ امید رکھتا ہوں۔
تا وقت اعلان پولیٹیکل ایجنٹ صاحب گلگت حکومت عالیہ کی منظوری
آپ اپنی ذات تک محدود رکھینگے +

یہ خط لیکر اسی دن چپراسی یہیں واپس گلگت چلا گیا تھا۔ پھر دوبارہ ۲۷ مئی
کو چپراسی وزیر وزارت کا خط لیکر ہمیں میرے پاس پہنچا۔ خط میں وزیر وزارت
نے شکریہ کے بعد ۲۶ مئی کو بھیجا ہوا خط واپس طلب کیا تھا۔ جو میں نے شکریہ کے ساتھ
ہمیں کے ہاتھ واپس وزیر وزارت کی خدمت میں بھجوا دیا تھا۔ اسلئے
پولیٹیکل ایجنسی دفتر سے موصول شدہ خط کا مطلب سمجھنا میرے لئے دشوار نہ
تھا۔ اور مجھے موصول شدہ خطوط مذکور کے مضمون سے حرف بحرف والد محترم
آگاہ تھے +

۱۳ مئی ۱۹۳۹ کو میں پولیٹیکل ایجنسی دفتر گلگت پہنچا۔ تو خان صاحب محمد مسیح پال انڈین اسسٹنٹ
نے بعد مصافحہ مجھے پولیٹیکل ایجنٹ کے دفتر میں حاضر ہونے کے لئے ایجنسی کے اوس جانے کو کہا۔
میں دفتر پولیٹیکل ایجنٹ کے دفتر میں داخل ہوا۔ تو پولیٹیکل ایجنٹ آگے بڑھکر
بڑے تپاک سے مصافحہ کرکے مجھے مبارکباد دی۔ پھر بیٹھ جانے کے بعد فرمایا " میں نے
وعدہ کیا تھا۔ کہ گلگت ایجنسی کے پولیٹیکل علاقہ جات میں آئندہ عہدہ گورنری کا
اولین چانس آپ کو ملیگا۔ مگر مجھے یہ توقع نہ تھی۔ کہ یہ چانس گلگت میں
میری موجودگی کے دوران ہی آپ کو ملے۔ اچھا ہوا کہ مرحوم عبدالرحمٰن کے انتقال
کے بعد ہی ریذیڈنٹ صاحب گلگت تشریف لائے۔ گورنری کے امیدواروں سے ملاقات
کیا۔ انکی نظر انتخاب بھی آپ پر پڑی۔ سرکار ہند اور مہاراجہ کی منظوری ملنے پر
راجہ محمد رحیم خان نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ جس پر تقرری گورنر کی کارروائی
بھی بدلنا پڑا۔ مجھے افسوس ہے۔ اس رد و بدل سے آپ کی تقرری میں تاخیر ہوئی
اور آپ کی تقرری علاقہ کوہ غذر کی گورنری پر بھی نہ ہوسکی۔ تاہم
میں خوش ہوں۔ کہ سرکار عالیہ ہند اور مہاراجہ جموں و کشمیر نے آپکے لئے

علاقہ اشکومن کی گورنری منظور فرمائی ہے۔ میں امید رکھتا ہوں۔ آپ اپنے باپ دادا کے نقش قدم پر چل کر سرکار انگلشیہ اور مہاراجہ کا وفادار رہیگا۔ آپ اپنا عہدہ سنبھالنے کی تیاری کریں آپکا رسم دستار بندی عہدہ گورنری مطابق پروگرام عمل میں لایا جائیگا۔

میں نے پولیٹکل ایجنٹ۔ ریذیڈنٹ مہاراجہ جموں وکشمیر اور سرکار عالیہ ہند کا شکریہ ادا کرکے عرض کیا۔ "گلگت ایجنسی میں عہدہ گورنری سے بڑھکر اور کوئی منصب نہیں جو آپ کی سفارشات عالیجناب ریذیڈنٹ صاحب کے تجاویز پر سرکار ہند اور مہاراجہ جموں وکشمیر نے میرے لئے منظور فرمائی ہیں۔ میں علاقہ اشکومن اور علاقہ کوہ غذر کی گورنری کے عہدہ میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتا ہوں۔ میرا شکریہ قبول ہو"

پولیٹکل ایجنٹ نے فرمایا۔ "میں گلگت سے سال رواں تبدیل ہوکر ولایت جانے والا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ ماہ جون میں راما جاکر کچھ مدت گذار کر سرینگر چلا جاؤں۔ غالباً آپ سے دوبارہ ملاقات نہ ہوسکیگی اسلئے میں آج ہی آپ کو خدا حافظ کہتا ہوں۔"

میجر کمنگ پولیٹکل ایجنٹ سے رخصت ہوکر میں میجر ویلنز کمانڈنٹ سکاوٹس سے ملاقات کرنے کے لئے اسکے بنگلہ گیا۔ میجر ویلنز میری کامیابی پر اتنا ہی خوش تھا۔ جتنا میں خود خوش تھا۔ میں ان سے رخصت لیکر بجا آوری شکریہ مہاراجہ جموں وکشمیر اور وزیر وزارت گلگت کے لئے وزیر وزارت گلگت کی کوٹھی پر گیا۔ وزیر وزارت گلگت نے گرمجوشی سے مجھے مبارکبادی دی۔ میں نے انکے وساطت مہاراجہ کا شکریہ بجالانے کیلئے عرض کیا اور مجھے پیغام کامیابی بھیجکر مبارکبادی دینے کے لئے انکا شکریہ بھی بجالاکر رات اپنے گھر واقع گلگت میں گذارا۔ یکم جون کو واپس اپنا گھر بارگو پہنچکر اپنے والدین کو اپنی کامیابی کی خوشخبری سنائی۔ میری کامیابی میرے فرشتہ خصلت والدین کی نیک دعاؤں اور نیک خواہشات کا نتیجہ تھا ~~مرہون منت تھی~~۔

میرے شفیق اہلیان بارگو جنہوں نے اگست ۱۹۳۲ سے میرے ساتھ ہمیشہ برادرانہ سلوک رکھا تھا۔ میری کامیابی کی خوشخبری ایک دوسرے کو یکم جون کی شام تک پہنچا چکے تھے۔

۳ جون کو اہلیان بارگو اجتماعاً اور بکہ رحمی اب مشرف مشتاق ہوئے کے ہمیں مبارکبادی دینے کے لئے ہمارے گھر پہنچے۔ میرے والد محترم نے انکی ضیافت ایک بیل دو بکرے ذبح کرکے دی۔

مورخہ ۳ جون کو بذریعہ سوار لیوی دفتر پولیٹیکل ایجنٹ گلگت سے ایک مراسلہ مجھے ملا۔ جو سرکاری سطح پر علاقہ اشکومن میں میری تقرری بعہدہ گورنری کے سلسلہ میں تھا۔ نقل مراسلہ پیش ہے۔

نقل مراسلہ از دفتر پولیٹیکل ایجنٹ گلگت

۵۰۳۷ پولیٹیکل ایجنٹ گلگت

مورخہ ۲ جون ۱۹۳۲ء

عزت آثار گشپور حسین علی خان صاحب سلمہ ربہ

بعد از اشتیاق ملاقات واضح خاطر آنکہ۔

اینجانب نے قبل ازیں زبانی اطلاع دے دی ہے۔ کہ سرکار عالیہ ہند اور ہز ہائینس مہاراجہ بہادر والئے قلمرو جموں کشمیر نے بعض شرائط پر آپ کو از روئے عنایت مہربانی خان صاحب راجہ میر باز خان کے گورنر یاسین پر ترقی یافتہ ہونے پر علاقہ اشکومن کا گورنر مقرر فرمایا ہے۔ اینجانب آپ کو پولیٹیکل علاقہ کے باعث ذمہ دارانہ عہدہ گورنری پر مقرر ہونے کے سلسلہ میں گرمجوشی سے مبارکباد دیتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں۔ کہ آپ اپنا پیشرو گورنر کیطرح ایک اچھے منتظم ثابت ہونگے۔ اور اپنے آباؤاجداد کیطرح گورنمنٹ عالیہ ہند اور ہز ہائینس مہاراجہ بہادر کے وفادار کارآمد

ملازم ثابت ہونگے۔

شرائط نوکری کے دو نقلیں لف ہذا ارسال ہیں۔ اگر یہ شرائط آپ کو منظور ہیں
تو مہربانی فرما کر ایک قطعہ شرائط پر اپنے دستخط کرکے دفتر پولیٹکل ایجنسی میں
برائے ریکارڈ بھیجدیں دوسری نقل ہدایت کے لئے اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔
انشاءاللہ آپ کو گورنر بنانے کی رسم ۲۲ ماہ حال کو ادا کی جائیگی۔ اسلئے آپ اپنی
تیاری کرلیں۔ اور ۲۱ جون کو چھوڑ کھنڈ پہنچ جائیں۔

دستخط بحروف انگریزی پولیٹکل ایجنٹ گلگت

[signature] Major
Political Agent

میں اپنا عہدہ سنبھالنے کے لئے اشکومن جانے سے قبل اپنا محسن مجر گلن
خداحافظ کہنے کے لئے گلگت گیا۔ اور اس خداحافظ کہنے کے بعد
حقیر سا تحفہ یادگار بطور طلائی زیورات جنکا وزن بیس پیس
سے زائد نہ ہوگا۔ بیگم مجر گلن کے لئے پیش کیا۔ مجر گلن نے اپنی بیگم کو
اپنے پاس دفتر میں بلوا لیا۔ اور اپنی بیگم کو بطور تحفہ زیورات
قبول کرنے کی اجازت دی۔ بیگم مجر گلن نے زیورات کی تعریف کی
مگر قبول کرنے میں صرف اپنے خاوند کا حکم کی تعمیل کی۔

میں مجر گلن اور انکی بیگم کو خداحافظ کہکر واپس لوٹا اور
بارگو پہنچکر اشکومن جانے کی تیاری میں مصروف رہا۔

۹/۷ جون سے اختتام اگست تک دریائے ویرشن گوم کا چڑھاؤ بہاؤ عروج پر رہتا ہے۔
دریا کی اس طغیانی میں کسی گھاٹ سے دریا بذریعہ جالہ عبور کر لینا خطرات
سے خالی نہیں۔ مگر ۱۲ جون کو جبورکس پہنچنے کے لیے مجھے بذریعہ جالہ ہی دریا عبور کرنا تھا۔
میرے والد محترم نے غور و خوض کے بعد بذریعہ جالہ دریا عبور کرنے کے لئے غیر معروف و
غیر استعمال شدہ گھاٹ "چھوروچی" بالمقابل واقع شتکالوٹ کا انتخاب کیا۔
جالہ اہلیان بارگو نے اپنے کاندھوں پر اٹھا کر مقام مقول داس سے چھوروچی گھاٹ پر
پہنچا دی۔
۱۹ جون ۱۹۳۲ء کو میرے والد محترم، اہلیان بارگو کی معیت میں مجھے رخصت کرنے اور
مجھے دریا پار پہنچانے کے لئے پاپیادہ بارگو سے چھوروچی گھاٹ تک پہنچا۔ دریا پار لب دریا
واقع باغ میں اہلیان شتکالوٹ شروٹ میری پذیرائی کے منتظر تھے اور علاقہ اشکومن

۱؎ دریائے کوہ خضر دریائے یاسین دریائے اشکومن (نیاساری) مل کر حدود گلگت
میں داخل ہونے تک دریائے ویرشن گوم کہلاتا ہے۔

سے میرے پیشواؤں کے لئے آئے ہوئے تھے۔ مگر سوار معتبران لیں باغ مذکور میں اہلیان شتکالوٹ
شروٹ کے ساتھ تھے۔
چھوروچی گھاٹ پر جالہ کھینے والے دلیر و مشتاق جالہ بان رجب خان، امان اللہ
برادران تیز و تند دریا کی موجوں سے نپٹ لینے کے لئے مستعد تھے۔ انہوں نے
جالہ کی درستی اور حفاظتی تدابیر میں اپنی تمام تر قابلیت بروئے کار لایا تھا۔
تاہم بھی میرے والد محترم مجھے دریا عبور کرانے میں ہچکچا رہے تھے۔ اسلئے مجھے دریا پار
کرانے سے پیشتر میرا سامان دریا پار کرانے میں جالہ بانوں کی مہارت کا جائزہ
لیا۔ دلیر و مشاق جالہ بانوں نے سامان سے لدا ہوا جالہ دریا کی لہروں
سے صحیح سلامت گزار کر باغ شتکالوٹ کے دامن میں جالہ لگا دی۔ اہلیان
شتکالوٹ شروٹ نے جالہ کو سامان سے خالی کرکے جالہ کو کاندھوں پر اٹھا کر
موضع بیارچی کے دامن میں دریا پر اتار دی اور جالہ بانوں نے جالہ چھوروچی گھاٹ
میں لگا دی۔ تو میرے والد محترم نے مجھے خدا کے حفظ و پناہ میں سونپ کر شفقت
پدری سے دست مبارک میرے سر اور شانوں پہ پھیر کر دریا عبور کرنے کے لئے

جالہ پر بیٹھنے کی اجازت مجھے بخشی۔ میں نے اپنے والد محترم کے ہاتھ پاؤں چوم کر الہلیان بارگو کا
تہ دل سے مکرر بار شکریہ ادا کر کے خدا کا نام لیکر مع اپنے چار ساتھیوں کے جو ماہر تیراک تھے
جالہ پر بیٹھا۔ اس وقت ہم ہلکے پھلکے لباس میں ملبوس تھے۔ جو بوقت ضرورت تیراکی کے لئے
رکاوٹ نہیں بن سکتے تھے۔ ہمارے علاوہ خان اور رجب برادران جو دریا سے نپٹ لینے اور
تیراکی میں سنگ آبی کا مہارت رکھتے تھے۔ ہمارے جالہ بان تھے۔

چاق و چوبند مشاق جالہ بانوں نے جالہ دریا کے منجھلے دھار پر پہنچایا۔ تیز و تند رفتار
دریائے ویرشن گوم کے اٹھتے بیٹھتے لہروں کے رقص میں جالہ ڈیماڈول ہلا جلنے لگا۔
دریا پار میرے والد محترم اور الہلیان بارگو کے ہاتھ ہماری سلامتی کے لئے بارگاہ خداوندی
پھیلتے اٹھتے گئے۔ اور ہم خوف و ہراس کی دامنگیری کو فراموش کر کے لہروں کی
مد و جزر سے لطف اندوزی میں سرشار ہو گئے۔ مشاق و دلیر جالہ بانوں نے جالہ
دریا پار دامن باغ سے لگ بھگ سو گز بالائی حصہ میں لگانا چاہا۔ مگر ہم نے جالہ کو دریا
کے لہروں سے بچتا ہوا دامن باغ منگا پوٹ میں لگنے کی خواہش ظاہر کی۔ جالہ بانوں نے
عمل کیا۔ ہم بفضل خدا فخر و خوشی خشکی پر اترے۔ دریا پار میرے والد محترم معہ الہلیان بارگو

رشتہ داروں سے ہمیں خدا حافظ کہتے ہوئے بیوروچی بارگو مراجعت کی۔ اور ہم باغ منگا پوٹ
میں الی لیان منگا پوٹ شروٹ کے ہجوم میں پہنچے۔ جنہوں نے گرمجوشی سے مجھے مبارکباد
دی اور "شیشی بھیال" (بزبان چترالی اشپیری اور اردو میں شہرینی کہا جاتا ہے)
پیش کی۔

گھڑ سواران لشکر میں سے چند ایک کو سامان کی نگرانی کے لئے مخصوص کر کے الہلیان
منگا پوٹ شروٹ کا شکریہ ادا کر کے شب گزاری کے لئے شیر قلعہ پہنچنے کے لئے وہاں
سے روانہ ہوا۔ شیر قلعہ تک لب دریا (دامن) کھلی ہوا اور درختوں کے سایہ میں راجہ پونیال
و نیا سالہ صوبیدار میجر محبوب علی خان کی معیت میں بیٹھا ہوا تھا۔ دریا پار ہمیں
دیکھ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ہم تقریباً گھوڑوں سے اتر پڑے سلام کا
تبادلہ رشتہ داروں میں ہوا اور ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر آگے بڑھے۔
گھوڑا عبور کر کے میں راجہ پونیال کے گھر پہنچا وہاں رات گزار کر ۲۰ جون کو
معیت راجہ پونیال و صوبیدار میجر محبوب علی خان (جو ہمارا ماموں زاد بھائی تھا)
شیر قلعہ سے روانہ ہو کر سنگل میں شب باش ہوا۔ اس سفر میں راجہ پونیال

اور صوبیدار محمد محبوب علی خان نمائندہ میر نگر سرکاری سطح پر جشن تقریب مسند نشینی عہدہ گورنری
میں شمولیت کے لئے جا رہا تھا تھے۔ ۲۱ جون کو ہم تینوں رشتہ دار برادران چھورکن
پہنچ گئے۔ خانصاحب راجہ میر باز خان المیت دار الحکومت علاقہ اشکومن سے پہلے ہی
چھورکن پہنچ چکا تھا۔ اور خانصاحب راجہ محمد رحیم خان گورنر کوہ خضر و نمائندہ میر ہونزہ
بھی ۲۱ جون کو چھورکن پہنچ گئے۔ اس تقریب میں صدر کے فرائض انجام دینے کے لئے
میجر ویلنر کمانڈنٹ گلگت سکاؤٹس کو پولیٹیکل ایجنٹ میجر کلس نے اپنا قائمقام مامور
کیا تھا۔ میجر ویلنر بمعیت خانصاحب ایم محمد مسیح پال انڈین اسسٹنٹ گلگت سمیر
کے ہمراہ چھورکن پہنچا۔ اور پولیٹیکل ایجنٹ کا یہ پیغام "میں ارما سے سرینگر جا رہا
ہوں۔ میں نے فرائض صدر انجام دینے کے لئے اپنا قائم مقام میجر ویلنر کو مامور کیا ہے۔
میجر ویلنر ایک اچھا افسر ہے۔ اس انتظام سے آپ خوش ہونگے۔"

۲۲ جون بروز جمعرات ۱۹۳۲ء چھورکن میں باقاعدہ دربار منعقد ہوا۔ دربار میں
منجانب سرکار عالیہ خلعت گراں قدر میجر ویلنر نے مجھے پہنا کر منجانب سرکار عالیہ
اور مہاراجہ جموں و کشمیر علاقہ اشکومن پر میرا گورنری کی تقرری کا اعلان کیا۔

۲۳ جون کو گورنر پونیال نمائندہ گان میر صاحبان ہونزہ نگر اور کمانڈنٹ سکاؤٹس
و انڈین اسسٹنٹ گلگت چھورکن سے لسوک یاسین خانصاحب راجہ میر باز کا
علاقہ یاسین پر گورنری کی مسند نشینی کی تقریب میں شمولیت کے لئے روانہ
ہوگئے۔

۲۴ جون ۱۹۳۲ء سے علاقہ اشکومن کا نظم و نسق سنبھالنے کی ذمہ داری مجھ پر پڑی۔
میں ایمت پہنچا۔ لوگ میری اعزاز میں والے تفنگ بازی کا اہتمام کیا گیا تھا۔ تفنگ بازی
میرا بھتیجا زاد بھائی مہر جو خان بہادر نے جیت لی۔ انعام میں اسے مسٹی اپنا
بارہ بور ڈبل بیرل ایجکٹر گن عطیہ تھا۔ مابعد ایک ہفتہ کے اندر اندر اپنے
ان مہمانوں کو جو میری تقریب مسند نشینی عہدہ گورنری میں باختیار خود شمولیت
کے لئے آئے ہوئے تھے رخصت کیا۔ اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر متوجہ ہوا۔
[illegible]

میجر کلس پولیٹیکل ایجنٹ گلگت ماہ اگست ۱۹۳۲ء میں ارما سے سرینگر چلا گیا۔
ماہ ستمبر میں ان کا جانشین میجر کرک براؤنڈ گلگت پہنچا۔ اور حسب معمول گلگت رکھی

انکی پذیرائی حکمرانان علاقہ جات گلگت ایجنسی نے جو سال بچکر لی اور حسب معمول دو تین
دن ان سے ملاقاتیں کرکے بسترے اپنے اپنے علاقہ جات چلے گئے۔
گلگت میں قیام کے دن قاضی عبدالمجید کیپٹن ملک پولیٹیکل ریذیڈنٹ نے ہمراہ میجر گلس
سابق پولیٹیکل ایجنٹ گلگت سربمہر لفافہ پیکٹ اسکی رسید مجھ سے لے لیا۔ قاضی عبدالمجید
میجر گلس کے ساتھ سرینگر گیا تھا۔ اور سرینگر سے میجر کرک برانڈ کے ساتھ واپس گلگت
پہنچا تھا۔ سربمہر پیکٹ میں تعویذ۔ پیکٹ میں وہی طلائی زیورات تھے۔ جو
ماہ جون میں میں نے بیگم میجر گلس کو تحفہ میں دی تھی اور میجر گلس کا
خط تھا جسمیں مرقوم تھا۔ کہ میں نے آپکا رضامندی سے پیش کردہ
تحفہ قبول کرنے کی اجازت اس بناء پر (اپنی بیگم کو) دی تھی کہ آپ کی خوشی
اور جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے۔ اب ہم ولایت جا رہے ہیں۔ اسلئے آپکا دیا ہوا
تحفہ شکریہ کے ساتھ واپس بھیج رہے ہیں۔ ان زیورات کو آپ ہماری طرف سے
تحفہ سمجھکر قبول کریں۔ والسلام خدا حافظ

دستخط
مخلص میجر گلس
میجر گلس

ور روئے دستور ملک حکمران علاقہ کے لئے لازمی اور ضروری ہے کہ
وہ امورات ذیل سے باخبر رہے اور واقفیت رکھے۔
1.1 دستور ملک (ب) دستور ملک کی روشنی میں رسم ورواج ملک۔
1.2 علاقائی حدود (ب) مواضعاتی حدود (ج) مواضعاتی حدود میں
عوامی حقوق اجتماعی اور انفرادی۔ (د) مذہبی حقوق اور اختیارات
(ر) ذرائع آبپاشی مجموعی اور انفرادی (س) مراعات دستوری۔

چونکہ میں نے علاقہ اشکومن پر دستور ملک کی روشنی میں حکومت کرنی تھی
اسلئے علاقہ اشکومن کے مروجہ دستور ملک سے واقفیت رکھنے کے لئے
میں نے مواضعات علاقہ اشکومن کے نمبرداروں معتبروں اور دانشمندوں
باشعور سفید پوشوں کو بیک وقت اپنے پاس ایمت میں بلا کر
امورات مذکورہ کے سلسلہ میں گفت وشنید کیا۔ معلوم ہوا۔ کہ علاقہ
اشکومن میں بھی یہی (علاقہ کوہ غذر) دستور ملک ورسم ورواج رائج ہے۔ البتہ دستورالعمل

تجربہ ۲۹-۱۹۲۸ میں مقدمات زنا بالرضا، زنا بالجبر اور اغوا کی سزا میں رائج دستور ملک علاقہ پونیال میں تھیں۔ دستورالعمل تجربہ ۲۹-۱۹۲۸ زیر صدارت خان صاحب راجہ میر باز خان گورنر اشکومن ضبط تحریر میں آیا تھا۔ اور گورنر موصوف باشندہ گاہکوچ علاقہ پونیال تھا۔ معلوم ہوا کہ ۲۹-۱۹۲۸ سے قبل مقدمات مذکورہ میں رائج العمل دستور ملک علاقہ اشکومن اور علاقہ جات کوہ غذر و یاسین ایک جیسا تھا۔ یکساں تھا۔

علاقہ اشکومن کا مروجہ دستور ملک و رسم و رواج سے واقفیت حاصل کرنا میرے لیے مشکل نہ تھا۔ کیونکہ ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۲ء تک میں اپنے والد محترم کے اکثر و بیشتر فرائض منصبی انجام دینے کی بناء پر علاقہ کوہ غذر کے مروجہ دستور اور رسم و رواج سے خوب واقف ہو چکا تھا۔

علاقائی حدود، مواضعاتی حدود اور ان کے جزویات سے واقف ہونے کے لئے میں نے مواضعاتی دورہ پر ملتوی رکھ کر عائد مواضعات کو رخصت کیا اور اختتام ۱۹۳۲ء تک مواضعاتی دورہ کر کے علاقائی حدود اور جزویات سے واقفیت حاصل کر لیا۔

علاقہ اشکومن تین گروہوں کی مجموعی آبادی سے تشکیل پائی ہے۔

پہلا گروہ مقامی قدیمی باشندوں کا ہے۔ جو "ستورڈو کے" کہلاتے ہیں۔ جن کا اجتماعی مسکن اشتمن (اشکومن) ہے وہ شنا زبان بولتے ہیں۔ بیسویں صدی کے ابتدائی چوتھائی کے زمانہ تک وہ اراضیات کی قلت محسوس کرنے سے بے نیاز تھے۔ انکی مستقل ملکیتی اراضیات مزروعہ اشتمن، مکلوہنگ، شنیکی، دلتی اور تھیپ اشکیس بلحاظ زرخیزی اور رقبہ انکی ضروریات سے فاضل تھے۔ مگر حسب ضرورت وہ ایک بار جنگل وغیرہ میں بھی اراضی زیر کاشت لا کر مزید فائدہ حاصل کرنے کے مجاز تھے۔

دوسرا گروہ انیسویں صدی کے آخری تین چوتھائی سے اپنے آبائی وطن کو خیرباد کہتے ہوئے علاقہ اشکومن میں بسے ہوئے لوگوں کا ہے۔ انہیں "کھو" کہا جاتا ہے۔ وہ کھووار (چترالی زبان) بولتے ہیں۔ اور مواضعات چٹوررکھن، بھکور، بوائیں اور شولس میں آباد ہوئے ہیں۔

ان میں اکثریت علاقہ مستوج کے پرگنوں سے آئے ہوئے لوگوں کی ہے۔ کم و بیش
علاقہ جات یاسین، کوہ غذر اور پونیال سے آکر آباد ہوئے لوگوں کی ہے۔
تیسرا گروہ واخیوں کا ہے جو امیر عبدالرحمٰن امیر افغانستان کے عہدِ حکومت میں
واخان جزو افغانستان سے میر علیمردان شاہ کے ساتھ ہجرت کر کے علاقہ اشکومن
میں آبسے ہیں۔ علاقہ اشکومن جزو و برشن گوم حصہ کوہستان[1] تھا اور
کوہستان کا حکمران مہتر امان الملک گورنر تھا۔ میر علیمردان شاہ، مہتر امان الملک
کا داماد تھا۔ اس لئے علاقہ اشکومن میں میر علیمردان شاہ کو منجانب مہتر امان الملک گورنر
حاکم کے اختیارات حاصل تھے۔ میر علی مردان شاہ نے اپنے ہمراہی مہاجر واخیوں کا
مواضعات بار جنگل تا "شمقزم دھن" بسایا۔ ان کا بول چال واخی ہے۔

---

[1] علاقہ جات پونیال۔ اشکومن۔ کوہ غذر۔ یاسین۔ مستوج۔ تورکہو۔ موڑکہو۔
چترال۔ لٹکوہ۔ دروش وغیرہ مجموعاً کوہستان کہلاتا تھا۔

علاقائی حدود کا تعین پانی ڈھال اور سلسلۂ کوہ سے وجود میں
آئی ہے۔ دریائے اشکومن (نہا ساری) کے دائیں پہلو کے سلسلۂ کوہ نے
پانی ڈھال کی صورت میں علاقہ اشکومن کو علاقہ جات یاسین اور کوہ غذر
سے جدا کر رکھے ہیں۔ بائیں پہلو کے سلسلۂ کوہ علاقہ اشکومن کو افغان پامیر خورد
ہونزہ۔ شتین ہر اور نلتر سے جدا کر رکھے ہیں۔ شاہراہ پر علاقہ اشکومن
اور علاقہ پونیال میں حد فاصل نالہ برگل اور شوگجہ پائین کا پائینی حصہ
ہے۔ البتہ نالہ برگل کے شاخ شوکوگہ میں اہالیان کوچ دیہہ علاقہ اشکومن
کو گرمائی موسم کی چراگاہوں میں مال مویشیوں کے چرائی کی اور عمارتی لکڑی
استعمال میں لانے کے رعایات حاصل رہے ہیں۔ علاقہ اشکومن اور دریائے یارخون
علاقہ مستوج میں حد فاصل شوونج اور شوا شور کا درمیانی ادھار ہے۔
علاقہ اشکومن کے درہ لئے خورا بورتو۔ چلنجی۔ چھگار۔ نالہ بیکو اور دیلول
سے علی الترتیب افغانی پامیر خورد۔ ہونزہ۔ شتین ہر۔ نلتر میں داخل ہوا
جاتا ہے اور درہ لئے ہولو جٹ۔ اتر۔ بورتا بورتو سے درکوت اور سندھی

علاقہ یاسین میں داخل ہوا جاتا ہے۔

حدود علاقہ رشکومن میں رہائیاں علاقہ کے ضروریات زندگی کی فراہمی کے لئے اراضیات نالہ جات اور نالہ جات میں جنگلات، چراگاہیں، شکار گاہوں کی کمی نہیں۔ البتہ درختات بیٹسورت۔ بلنز۔ بار جنگل۔ اور شولس کے نالہ جات کی چراگاہیں اس قابل نہیں کہ رہائیاں مواضعات کے مال مویشیوں کے گرمائی کاہچرائی کی کفیل ہو۔ اسلئے اہالیان مواضعات مذکور کو نالہ جات بجگاز۔ بھکور اور اسمبر کے موسم گرما کی چراگاہوں میں ہمچو رہائیان امیت۔ بھکور۔ دائمی حقوق کاہچرائی دی گئی ہیں۔

علاقہ رشکومن بلحاظ زرخیزی پیداوار و آلداری میں مقابلتاً علاقہ جات پونیال، کوہ خضر اور یاسین آسودہ حال علاقہ ہے۔ وہاں سے سینکڑوں من وزن گندم یا فعالی یا برخورد کو تبادلہ جنس (گھوڑے، خونگاؤ، مرغے، مویشی، سامان گھوڑے وغیرہ) برآمد ہوتا رہا ہے۔ اور تک بیگ ہزار من غلہ پونیال، گلگت کو بیچا کیا جاتا کرتا رہا ہے۔ اور مال مویشی گلگت، اسکور، بیوبرہ نگر تک کے علاقہ جات کو فروخت کیا جاتا رہا ہے۔ اگرچہ مال مویشی اور نکمن علاقہ جات کوہ خضر اور یاسین سے بعض علاقہ جات مذکورہ بالا میں درآمد ہوا کرتا ہے۔ مگر پشن پشن علاقہ رشکومن ہی رہا ہے۔ تمام نامی زمیندار دائمی علاقہ رشکومن ایک سو چالیس خونگاؤ کا مالک تھا۔ موجود زمانہ میں ایک خونگاؤ کی قیمت دو ہزار سے تین ہزار روپوں تک ہے۔ گو زمانہ زیر بحث میں ایک خونگاؤ کی قیمت چوبیس روپے زیادہ نہ تھا۔

شکار گاہوں میں شکار کی کمی نہیں۔ سنہ نالہ بھکور کے شکار گاہ "پورشکو وال" میں بیک وقت چھیانوے ٩٦ کیل (آئی بیکس) شمار کرلیا تھا۔ ان میں مادہ اور لیلوں کی تعداد شامل نہیں۔ علاقہ رشکومن کے شکار گاہوں میں ۵۴ انچ لمبے سینگ رکھنے والے کیل شکار ہوئے ہیں۔ اس مقدار سینگ کے کیل تاہنوز دیگر علاقہ جات گلگت ایجنسی کے شکار گاہوں سے دستیاب نہیں ہوئے ہیں۔ پرندوں میں چکور کثرت ہیں۔ موسم بہار اور موسم خزاں میں بے شمار مرغابیاں دریا نہالہ ری میں اترتے ہیں۔ چکور، رام چکور کے علاوہ علاقہ کے گلیشیر میں رہنے والے ہوبہالے وہاں کبوتر موسم خزاں میں وادیوں میں اترتے ہیں۔ انکا کبوتروں کا گوشت

بمقابلہ چکور کے گوشت کے زیادہ نرم گرم اور لذیذ ہوتا ہے۔ علاقے کا کوئی فرد درندوں، چرندوں اور پرندوں کے شکار کھیلنے کا مجاز ہے۔ جس پر کوئی ٹیکس عائد نہیں۔

اہلیان علاقہ سادہ لوح مرنجاں و مرنج کے خوگر و امن پسند ہیں۔ اور مہمان نوازی میں خندہ جبیں و کشادہ دست ہیں۔ قبیلے کے "شتوڑو کے" "لکو" اور "واخی" (وینگک) خولیو۔ نشست و برخاست اور لباس سے بھی پہچانے جاتے ہیں۔

رسومات علاقہ رشگون بھی جو رسومات علاقہ جات کو چترال اور یاسین ہیں۔ البتہ رسومات غمی میں واخی انفرادیت رکھتے ہیں۔ ہر گاؤں میں چند گھرانوں کی ایک ایک گروہ ہوا کرتی ہے اس گروہ میں کسی کے گھر میں غمی واقع ہو۔ تو باقی گھرانے غم زدہ گھر کے افراد کے شریک غم رہتے ہوئے کم از کم تین دن رات زیادہ سے زیادہ سات دن رات غم زدہ گھر والوں کو کھانے پکانے چولہے پر چڑھانے کی نوبت نہیں دیتے ہیں۔ بلکہ اس گھر کے مکینوں کے خورد و نوش کا انتظام شریک غم والے گھرانے کرتے ہیں اور تعزیت کے لئے آنے والوں کے خورد و نوش کا انتظام بھی انہی کے ذمے رہتا ہے۔ خورد و نوش کا اہتمام متوفی کی شخصیت کے معیار پر انجام پاتا ہے۔ کسی صاحب عزت یا ناموری ہستی کی وفات پر شریک غم گروہ صبح شام ایک ایک یا دو دو بھیڑ و بکری کا گوشت غم زدہ گھر والوں کے دسترخوان پر چنتے ہیں۔ جس سے میرزا خانہ اور تعزیت کے لئے آئے ہوئے مہمانوں کی تواضع ہوتی ہے۔

اہلیان علاقہ رشگون سادہ لوح و راستباز ہونے کی بناء پر پابند دستور اسلاف و رسم و رواج ہیں۔ وہ حتی المقدور قسمت آزما مقدمہ بازوں کے ہیر پھیر سے دور رہنے سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ بنا بریں میرے پانچ سالہ عہد گورنری میں وہاں کوئی سنگین و ناخوشگوار واقعہ رونما نہ ہوئی۔ مگر بعض عادی مقدمہ باز عنصر سے کوئی مقام خالی نہیں۔ وہاں بھی پائے جاتے ہیں۔ جو ہر نیا حاکم کے آنے کے عدالت میں تصفیہ شدہ مقدمات پیش کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں [illegible] ہوا کرتے ہیں۔ مجھے ایسے مقدمات کی تصفیہ میں دقت پیش نہ آئی۔ کیونکہ میرا پیشرو

گورنر درجہ میں باز جانا جو روحش انتقامیہ اور عدلیہ میں سخت گیر رہا
اور دستور ملک کو دریا نشل دراہ رکھا تھا۔ اسکے عہد گورنری میں تصفیہ
شدہ مقدمات کے ریکارڈ مجھے پیش کرنے میں وزیر سعد اللہ شاہ اور حشمی
سلطان شاہ اپنے فرائض سے غافل نہ رہے۔

۱۹۳۴ کے موسم خزاں سے میجر کرک براینڈ پولیٹیکل ایجنٹ گلگت کا گلگت ایجنسی
کا انتظام سنبھال چکا تھا۔ اور ۱۹۳۷ تک کے عرصہ میں ایک دفعہ بھی علاقہ
اشکومن کا دورہ کئے بغیر گلگت سے تبدیل ہو کر چلا گیا۔ جب کبھی موصوف سے
علاقہ اشکومن کا دورہ کرنے کے لئے کہا جاتا۔ تو کہا کرتا تھا۔ وہاں تو وزیر
ورتا ہے۔ میرا وہاں کیا کام۔ جب کبھی ان سے عرض کیا جاتا۔ کہ چٹورکھن
سے ایمت تک بل ہیچ گولیتا یاسین اور سوماپر تانگہ یا ڈبلیو سڑک
تعمیر کر دیا جائے۔ تو ہر ایک پرائمری سکول علاقہ اشکومن میں بھی
دیگر پولیٹیکل علاقہ جات اجرا کی جائے۔ تو فرمایا تھا۔ میں موقع کا دورہ
کرنے کے بعد غور کرونگا۔ تین سال کے عرصے میں میجر کرک براینڈ
نہ دورہ پر علاقہ اشکومن گیا۔ اور نہ ہی وہاں سڑک کی تعمیر اور سکول اجرا ہوئی
اور نہ ہی اشکور نالہ پر پل تعمیر ہوئی۔ اہالیان علاقہ اشکومن ایمت اور چٹورکھن
میں سفر کرتے وقت۔ سوار مسافر دریا کی تہ طغیان عبور کر کے منزل مقصود تک
پہنچتے تھے اور پیادہ مسافر پہاڑی دروں سے گذر کر منزل مقصود تک جایا کرتے
تھے۔

۱۹۳۷ کے موسم خزاں میں میجر کرک براینڈ کی تبدیلی عمل میں آئی تو موصوف نے ہر جا
گورنر صاحبان کو گلگت بلا لیا۔ جنہوں نے جلوس کی صورت میں میجر کرک براینڈ
پولیٹیکل ایجنٹ گلگت کو جوتیال تک پہنچا کر رخصت کیا۔ میجر کرک براینڈ گلگت
ایجنسی کا پہلا اور آخری پولیٹیکل ایجنٹ تھا جس کے بوقت تبدیلی میں حکمرانان
علاقہ جات کو اپنی جلوس کی شکل میں جوتیال تک لے گیا۔

میجر کرک براینڈ دفتری اوقات میں سخت گیر اور فرائض منصبی انجام
دینے کے بعد سنجیدہ مزاج افسر تھا۔ اظہار خیال کے وقت جملوں کو تول کر
بولنے کا خوگر تھا۔ تمام داران سرکار کو اپنے مناصب کے دائرے سے تجاوز

کرتے دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا۔ اہلکاران پولیٹیکل ایجنسی آفس ان سے
ہر وقت خائف و مرعوب رہتے تھے۔ حکمرانان علاقہ جات گلگت ایجنسی
کا قدر و احترام کیا کرتا تھا۔ اور ان کی وقار بلند رکھتا تھا۔ اور
سٹرمائے گلگت ایجنسی کو عزت کی نگاہوں سے دیکھتا تھا۔

۱۹۳۷ کے موسم خزاں میں میجر گلبرٹ نے گلگت پہنچ کر عہدہ پولیٹیکل ایجنٹ
گلگت ایجنسی کا نظام سنبھالا۔ حسب معمول گلگت ایجنسی والوں نے استقبال و
ملاقات وغیرہ کا اہتمام بھی عمل میں آئی۔

بوقت ملاقات میں نے علاقہ اشکومن کے تین اہم ضروریات کا ذکر کیا جو
وجراؤ پرائمری سکول۔ چٹورکھنڈ سے ایمت تک تعمیر سڑک اور نالہ بیکور
پر تعمیر پل پر مشتمل تھے۔ پولیٹیکل ایجنٹ نے وجراؤ پرائمری سکول کی منظوری
دیگر تعمیر سڑک اور پل پر توجہ دینے کے بارے میں وعدہ فرمایا۔ کہ تعمیر سڑک
اور تعمیر پل بذریعہ پی ڈبلیو ڈی عمل میں لانا بڑا کام ہے۔ جو

ریذیڈنٹ کی منظوری پر عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ اسلئے ریذیڈنٹ صاحب کے
تشریف آوری پر آپ اپنا مطالبہ پیش کریں۔
پرائمری سکول کی تعمیر چٹورکھنڈ میں بذریعہ پلہ سٹری کرایا گیا۔
۱۹۳۸ میں ریذیڈنٹ صاحب، سری نگر سے گلگت تشریف لائے۔ بوقت ملاقات
بموجودگی میجر گلبرٹ پولیٹیکل ایجنٹ گلگت میں نے چٹورکھنڈ سے ایمت تک تعمیر سڑک
اور نالہ بیکورا پر تعمیر پل بذریعہ پی ڈبلیو ڈی کرانے کی استدعا کی۔ موصوف
نے فرمایا۔ کہ ایمت سے کوئی شاہراہ کسی بیرونی ملک تک نہیں گذر رہی ہے۔
اسلئے ضروری نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ چٹورکھنڈ سے ایمت تک پی ڈبلیو ڈی
سڑک تعمیر کرے۔ میں نے عرض کیا۔ یاسین سے بھی کوئی شاہراہ بیرونی ملک جانے
کے لئے ضرورت نہیں۔ نگر سے بھی شاہراہ بیرونی ملک جانے کے لئے ضرورت نہیں
مگر گوپس تا یاسین اور سیماٹر سے نگر تک جو حکمرانوں کی راجدھانیاں ہیں۔
پی ڈبلیو ڈی کے تعمیر کردہ سڑک موجود ہے۔ یہی صورت حال علاقہ اشکومن
میں ایمت کی ہے۔ اس گفت و شنید کے نتیجہ میں تعمیر سڑک چٹورکھنڈ تا ایمت

اور نالہ ہیکو پر تعمیر پل بمنظوری ریذیڈنٹ صاحب عمل میں آئے اور ۱۹۳۸ کے
خزاں تک چیو پتن سے ایمت تک دس فٹ چوڑی سڑک تکمیل ہوئی اور
نالہ ہیکو پر پل تعمیر ہوئی۔ جس سے اہلیان علاقہ اور مسافروں کو آمد و رفت
میں مشکلات سے دوچار ہونے سے نجات ملی۔

خلاصہ

۱۹۳۶ میں خانصاحب راجہ محمد رحیم خان گورنر کوہ غذر گلے میں سرطان کی وجود کی تکلیف میں مبتلا ہوا۔ تو
جمعدار گلوٹ سنگھ سب ڈویژنل افسر گوپس نے ایک جراحی میں ٹرک ہوس کوئی ٹیوب
(Trachea Tomy Tube) لگا کر سانس جاری کرایا۔ یہ علاج عارضی تھی۔ اسلئے اختتام علیہ
۱۹۳۹ پھر ماہ اپریل میں ریسے بڑے علاج ریذیڈنٹ صاحب نے ایک چھوٹی ہوائی جہاز (لوور)
میں لاہور بھیجدیا۔ لاہور میں ایک ماہر سرطان انگریز کرنل تھا۔ کرنل نے مرض کو
لاعلاج قرار دیا۔ راجہ موصوف لاہور سے چترال گیا۔ چترال کا حکمران فرمانروا ہز ہائینس
مہتر محمد ناصر الملک کو راجہ موصوف کا سالا تھا۔ مہتر چترال نے حکیم گذاری سے انکا
علاج کرایا۔ مگر مریض کو شفاء نہ ملی۔ اور ماہ جون ۱۹۳۹ میں راجہ محمد رحیم خان گورنر کوہ غذر
نے چترال میں وفات پائی۔ مہتر چترال نے ان کی میت چترال میں ہی سپرد خاک کیا۔
انا للہ وانا الیہ راجعون۔

راجہ محمد رحیم خان نیک دل، سادہ مزاج حکمران تھا۔ سادہ مزاجی کے ساتھ ساتھ
زود رنجی و زود پشیمانی کا بھی خوگر تھا۔ دسمبر ۱۹۲۳ سے جون ۱۹۲۶ تک گلگت
سکاوٹس میں یاسین کمپنی کا کمپنی کمانڈر بعہدہ صوبیدار رہے۔ جون ۱۹۲۶ سے اگست ۱۹۳۲
تک آر او جیلس (راجہ اردل معاون آف پی اے جیلس) کے فرائض انجام دی اور
اگست ۱۹۳۲ سے جون ۱۹۳۸ تک علاقہ کوہ غذر کا گورنر رہکر دنیا سے رحلت کرگیا۔
خانصاحب راجہ محمد رحیم خان کی وفات پر فرزندش سلطان مراد الجارج گورنر کوہ غذر ہوئے

اگست ۱۹۳۸ میں مجھے مکرمہ پولیٹیکل ایجنٹ گلگت کا سرکلر مراسلہ بذریعہ سوار لیوی ایمت میں
موصول ہوا۔ پولیٹیکل ایجنٹ گلگت نے اپنے مراسلہ میں مجھے راجہ پونیال اور اپنے والد محترم سے پہلے بغرض حلف
جلد گلگت پہنچ جانے کی ہدایت فرمایا تھا۔ میں ایمت سے سنگل اور سنگل سے گلگت
پہنچکر پولیٹیکل ایجنٹ کے دفتر میں حاضر ہوا۔ پولیٹیکل ایجنٹ نے فرمایا۔ راجہ شاہ عبدالرحمن

گورنر یاسین کی وفات پر خالصتاً راجہ محمد رحیم خان کو گورنر یاسین اور آپ کو گورنر کوہ خضر
مقرر کرنے میں بوجوہ چند مسائل تقرری میں تبدیلی عمل میں لانا پڑا تھا۔ اب علاقہ کوہ خضر
کی گورنری خالی ہے۔ حکومت آپ کو علاقہ کوہ خضر کی حکومت سنبھالنے کا اہل سمجھتی ہے
اس وقت عہدہ گورنری کے سائلوں میں آزاد وچیلاس محمد وزیر خان پسر راجہ شاہ عبدالرحمٰن
اور سلطان مراد فرزند راجہ محمد رحیم خان زیر غور ہیں۔ ان میں انتخاب
کے بارے میں آپ اپنا ذاتی مشورہ دیں۔

مجھے ذاتی طور علاقہ اشکومن کی گورنری بمقابلہ کوہ خضر پسند تھا۔ کیونکہ علاقہ کی سرسبزی
اور پسندی۔ قدرتی مناظر وضروریات زندگی کی فراوانی میرے نظریات ودلچسپی کے حسب حال
تھے۔ اگرچہ علاقہ اشکومن کی آمدن علاقہ کوہ خضر کے آمدن کا ایک تہائی تھا۔
مگر آمدن کی کمی بیشی میرے نظریات ودلچسپیوں کو نہیں موڑ سکتے تھے۔ باایں ہمہ
مجھے اپنے نظریات ودلچسپیوں کو خیرباد ہی کہنا پڑا۔ کیونکہ راجہ محمد رحیم خان کی وفات
کے بعد ہی میرے والدمحترم نے ارشاد فرمایا تھا جو میں دیکھتا ہوں مجھے علاقہ اشکومن سے
انس ہے۔ مگر میں چاہتا ہوں۔ کہ تجھے علاقہ کوہ خضر کا حکمران دیکھوں۔ اگر تم اشکومن

سے چپک کر رہے۔ تو یہی نیک نامیں تمہارے لئے منفعت ہونگی۔ باایں ہمہ راجہ محمد رحیم خان کی وفات
پر میں حصول گورنری علاقہ کوہ خضر کے لئے مائل نہ ہوا تھا۔ اب جبکہ پولیٹکل ایجنٹ کو ملحوظ
رکھ اپنے والدمحترم کی خواہش کے سامنے مجھے سر جھکانا ہی پڑا۔ اسلئے علاقہ اشکومن کی
گورنری کے لئے میرا ذاتی مشورہ سلطان مراد کے حق میں رہے۔ جو ہمارے رواج ملک اور
ذاتی خصوصیات درست تھا۔ گفت وشنید کو تا منظوری سرکار عالیہ ہند اور مہاراجہ جموں وکشمیر
صیغہ راز میں رکھنے کی ہدایت کے ساتھ ایک دن مزید گلگت میں گذار کر واپس جانے کی
اجازت لیکر میں پولیٹکل ایجنٹ سے رخصت ہوا۔ ۳

اگلے دن پہلے الصبح ایجنسی سے ایک سوار لیوی میرے پاس پہنچا۔ میر ابہون خان بہادر جیسے کالو
مہتمم ریجنٹ میں رہنا قائم مقام رکھ کر گلگت گیا تھا، خط مجھے دیا۔ تحریر تھا کہ پی اس السنو
مسلح سپاہی افغان بافرخوردہ داخل ہونے کے بعد اس سے کچھ لوگ گوراشمور تو درہ عبور کرکے
بروغل علاقہ ستوج جانے کی اطلاع ملی ہے" میں خط لیکر اسی وقت پولیٹکل ایجنٹ کے پاس گیا
پولیٹکل ایجنٹ نے مجھے اسی وقت گلگت سے روانہ ہوکر جلد از جلد سوختہ رباط پہنچ کر بالشویکوں
کو علاقہ اشکومن میں داخل نہ ہونے کی ہدایت دیکر رخصت کیا۔ میں گلگت سے روانہ ہوکر

سنگل بھی سنگل سے ایلٹ (چالیس میل) دور ایلٹ سے تیس جوان ساتھ لیکر
مقدم دھوم تھے۔ جو کئی دن سوختہ رباط لیکر کیپر دیار میں قیام رکھا جہاں سے
فورا لبور تو اور شوبچ کا رخ لکڑوں کے سایہ تھا۔ تیسرے دن اپنے ملازم منوبچ درہ کے
رخ سے ایک قافلہ کے ساتھ نمودار ہوئے۔ قافلہ کو ہم نے اسلحہ پہنچا دیا۔ وہ بارہ گھڑ سوار
پر مشتمل تھے اور وہ نہتے تھے۔ انکا قائد انکا حوالدار تھا۔ اسنے آپ بیتی یوں سنایا۔
در بالشویک روس نے ترکستان پر متصرف ہو چکے ہوئے یارقند اور کاشغر پہنچ گئے سوشلزم کے
سبز باغ زرخیز کھیتوں کے سنہرے خوشے دکھائے کا پرچار کرتے ہوئے ہم نوجوانوں کو
جو ذرا لکھ سکتے ہیں مدارس میں فارغ التحصیل نہ تھے فوج میں بھرتی کر لیا۔ ہم تندہی سے خدمات
انجام دیتے مگر وقت کی رفتار کے ساتھ ہمیں اپنا مقولہ ابتک [illegible] سے ہاتھ
دھونا پڑا۔ اور دین اسلام سے نفرت دلانے کا دباؤ ہم پر بڑھنے لگا یہاں تک اپنے مذہب
سے لاتعلق رکھنے کی کاروائی روز افزوں ہونے لگی۔ اور سب اعتقادات سے بڑھکر
جنگی اپنے زہر ملے بیج ہمارے اجسام میں گھلنے میں مصروف ہوگئی۔ تو ہم
پچاس سپاہیوں پر مشتمل مسلح دستہ بالشویکوں کے ظلم و ستم سے نجات حاصل

کرنے کے لئے فرار ہو کر پامیر سرحد اسلامی سلطنت افغانستان داخل ہونے میں کامیاب ہوئے
ہمارے بدن میں مسرت کا خون گردش کرنے لگا۔ کہ ایک اسلامی سلطنت میں ہمیں امن و چین
سے زندگی گذارنے کیلئے اسلامی حکومت اپنے پناہ میں لیگی۔ مگر ہوا یہ کہ افغانی فوج کے
چند سپاہیوں کی معیت مقامی کرغزوں نے ہمارے حتی کہ رائفلیں اور گولی بارود پر قبضہ کیا
اس اثنا میں اپنے ساتھی تیرہ سپاہیوں کی معیت میں اپنا اسلحہ ساتھ لیکر براستہ
فورا لبور تو بروغل پہنچنے میں کامیاب ہوا۔ اور سکون کی سانس لی۔ کہ اسلامی حکومت چترال
ہمیں اپنی پناہ میں لیگی۔ مگر ہوا یوں۔ کہ بروغل پوسٹ کے نگرانوں نے ہمارا اسلحہ پر قبضہ
کر کے ہمیں واپس سرحد پار جانے پر کہا۔ تو آپ کے ملازموں نے ہمیں آپ کے پاس بھیج دیا۔
ہمیں ایک گونہ تسلی و خوشی ہے۔ کہ آپ ہمیں اپنی ملازمت میں رکھو گے یا اپنے علاقہ
میں رہنے کی اجازت دو گے۔ یا براستہ گلگت ہندوستان میں انگریز حکمرانوں کے پناہ میں
جانے کی اجازت دو گے۔

قافلہ کی آپ بیتی سننے تک جو کھانے کا وقت ہو رہا۔ میں نے قافلہ کو سیر ہونے تک
کھانا کھلایا۔ سوا ایک رات کو زاد راہ اور دیگر انکا ذہن نشین کرایا۔ کہ وہ کیپر دیار سے آگے

ایک قدم نہیں بڑھا سکتے ہیں۔ بالآخر پہنچکر اپنے ساتھیوں سے ملکر رکھنے زندگی بسر کرنے
کا انتظام کریں۔ انہیں کیپر دیار سے رخصت کر کے گھوڑا بھجوایا پار کروانے کے چند ملازمین
ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار کیا۔ ان کے ساتھ ان کے سواری کے گھوڑوں کے علاوہ
دو زائد گھوڑے بھی تھے۔ چونکہ میں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا تھا۔ روانگی
کے وقت انہوں نے زائد گھوڑے تحفتاً مجھے پیش کئے۔ میں نے لینے سے انکار کیا۔ تو
انہوں نے کہا بالآخر پہنچنے پر یہ گھوڑے وہاں کے کرغز ہم سے چھین لینگے۔ اگر آپ
تحفتاً لینا پسند نہیں کرتا ہے۔ تو کچھ قیمت ہی دیکر اپنے لئے رکھ لو۔ میں نے قیمت
دریافت کیا۔ ایک کیوت رنگ سر چھاپا ہوا گھوڑے کی قیمت ایک سو بیس روپے اور ایک بوجھ
اٹھانے کے قابل گھوڑے کی اسی روپے قیمت مانگا۔ جو نرخ وقت کے مطابق
درست قیمت تھا۔ میں نے دو سو روپوں میں دونوں گھوڑے خرید لیا۔ کیوت
(سبزہ) گھوڑا مضبوط اور لمبا چھہ کا تھا۔ بیک وقت تین آدمیوں کی سواری کے
لئے اسکے پیٹھ پر گنجائش تھی۔ دوسرا گھوڑا تین چار من بوجھ اٹھانے کی طاقت
رکھتا تھا۔

کیپر دیار سے واپسی پر دو گھوڑے پامیروں میں ہمارے لئے کار آمد ثابت ہوئے۔

۲۴ جنوری 1939 کو گلگت سے سوار لیوی پولیٹکل ایجنٹ کا سربمہر مراسلہ لیکر میرے پاس پہنچا
نقل مراسلہ درج ذیل ہے۔

پولیٹکل ایجنسی آفس گلگت

مہر پولیٹیکل ایجنٹ گلگت

نمبر D-13-C/38 مورخہ ۲۱ جنوری 1939

مشفق مہربان دوستان راجہ حسین علی خان صاحب گورنر ہنکومن سلمہ
بعد از شرح شوق ملاقات واضح خاطر باد کہ

این جانب مشفق کو یہ مژدہ سنانے پر از حد مسرور ہیں۔ کہ گورنمنٹ عالیہ نے ہز ہائنس مہاراجہ جموں و کشمیر وغیرہ صاحب بہادر والئے کشمیر و ... نے آپ مشفق کو صفدر کی گورنری کو بالاتر عہدہ پر ترقی دی ہے۔ اور این جانب آپ کو اس ترقی پر جس کے آپ صحیح طرح اہل ہیں۔ آپ کو نہایت گرم جوشی سے مبارکباد دیتے ہیں۔ مہر جیسا طاں مراد گوپس بطور گورنر ہنکومن آپکے جانشین ہونگے۔ گورنر بننے کی رسم کے متعلق این جانب آپ مشفق کو بعد میں اطلاع دینگے۔
امید ہے آپ مشفق بخیریت تمام ہونگے والسلام

دستخط بحروف انگریزی
میجر جلرم
پولیٹکل ایجنٹ گلگت

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خوان این قصۂ پارینہ را

میر جو سلطان مراد فرزند راجہ محمد رحیم خان کی تقریب مسند نشینی بعہدہ گورنر اشکومن ۱۸ مارچ 1939 مقرر ہوئی اور میر کی تقریب مسند نشینی بعہدہ گورنر کوہ خضر ۲۰ مارچ 1939 مقرر ہوئی۔

حسب پروگرام تقریب مسند نشینی میر جو سلطان مراد انجام دینے کے لئے میجر مکبرتھ پولیٹیکل ایجنٹ گلگت ۱۷ مارچ 1939 کو چھور کھن پہنچا۔ اور ساتھ ہی دربار بابت مسند نشینی گورنر اشکومن راجہ محمد انور خان گورنر پونیال۔ راجہ میر باز خان گورنر یاسین اور عمائدین مہمان میر صاحبان ہنزہ و نگر بھی ۱۷ مارچ کو چھور کھن پہنچ گئے۔ ۱۸ مارچ 1939 کو باقاعدہ دربار میں پولیٹیکل ایجنٹ نے منظوری سرکار عالیہ ہند اور ہز ہائینس مہاراجہ جموں و کشمیر میر جو سلطان مراد کو علاقہ اشکومن کا گورنر مقرر کرنے کا اعلان کر کے خلعت عہدہ گورنری راجہ سلطان مراد کو [illegible] پہنا کر رسم مسند نشینی انجام دی +

۱۸ مارچ 1939 کو نظام علاقہ اشکومن راجہ سلطان مراد نے سنبھال لی اور ۲۱ مارچ 1939 کو علاقہ کوہ خضر کا نظام سنبھالنے کے لئے ۱۹ مارچ کو ہمراہ پولیٹیکل ایجنٹ میں چھور کھن سے روانہ ہوا +